www.markazahlesunnat.com

روداد مباحثہ اہلسنت و وہابیہ

مناظرۂ ادری

مُرتبہ

حضرت مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب داناپوری

قادری، برکاتی، نوری۔ رحمتہ اللہ علیہ

ناشر:- مرکز اہلسنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، پوربندر (گجرات)

www.markazahlesunnat.com

مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد ☆ مسمّٰی بنام تاریخ ☆ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد

"روداد مباحثۂ اہلسنت و وہابیہ"

۲۴؍جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ سے ۲۶؍جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ تین دن تک اہلسنت کے مناظر شیر بیشۂ اہلسنت، ابوالفتح، عبیدالرضا، حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب، قادری، رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان اور دیوبندی، وہابی جماعت کے مناظر مولوی منظور نعمانی سنبھلی کے درمیان بمقام "ادری"، ضلع اعظم گڑھ (یو۔پی) میں معرکۃ الآرا اور تاریخی مناظرہ کی مکمل روداد جس میں اہلسنت کی فتح مبین اور دیوبندیوں کی ذلت آمیز شکست فاش کا مفصل بیان۔ یعنی:۔

-: مرتب :-

مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب داناپوری

قادری، برکاتی، نوری (علیہ الرحمۃ والرضوان)

-: تصحیح، تخریج، تشکیل، تسہیل، تفہیم وتقدیم :-

خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات

علامہ عبدالستار ہمدانی "مصروف" (برکاتی، نوری)

-: ناشر :-

مرکز اہل السنۃ برکات رضا
امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ
پوربندر، گجرات (الھند)

نام کتاب : "روداد مباحثۂ اہلسنت ووہابیہ" (مناظرۂ ادری)
مصنف : مولانا ابوطاہر محمد طیب صاحب قادری، برکاتی، نوری داناپوری، دام مجدہم العالی
تصحیح، تخریج، تسہیل وغیرہ : (۱) خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات علامہ عبدالستار ہمدانی "مصروف" (برکاتی، نوری)
(۲) علامہ مصطفیٰ رضا رضوی، یمنی۔ پور بندر
کمپوزنگ : حافظ محمد عمران حبیبی۔ مرکز ۔ پور بندر
سن طباعت : اگست ۲۰۱۴ء مطابق شوال المکرم ۱۴۳۵ھ
تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)
ناشر : مرکز اہل سنت برکات رضا
امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر۔ (گجرات)

-: ملنے کے پتے :-

(1) Mohammadi Book Depot. 523, Matia Mahal. Delhi
(2) Kutub Khana Amjadia. 425, Matia Mahal. Delhi
(3) Farooqia Book Depot. 422/C Matia Mahal. Delhi
(4) Maktaba-e-Raza. Dongri. Bombay
(5) New Silver Book Depot. Mohammad Ali Road. Bombay
(6) Maktaba-e-Rahmania. Opp: Dargah Aala Hazrat-Bareilly

از:۔ خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات، صاحب تصانیف کثیرہ

علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروف'' (برکاتی۔نوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ÷ نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

مناظر اعظم اہلسنت، مظہر سرکار اعلیٰ حضرت، ابوالفتح، شیر بیشۂ اہلسنت، حضرت **علامہ مفتی الشاہ محمد حشمت علی خاں صاحب** لکھنوی، ثم پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت صوبہ یو۔پی کے مشہور شہر **لکھنو** سے چند میل کے فاصلے پر ''**امیٹھی**'' کے ایک معزز خاندان میں **۱۳۱۹ھ** میں ہوئی تھی۔ آپ نے ابتدائی دینی تعلیم فرقۂ ضالہ وہابیہ کے مولویوں سے حاصل کی تھی۔ بعدہٗ حفظ قرآن مجید کے لئے آپ وہابیوں کے مشہور و معروف دارالعلوم ''**مدرسۂ فرقانیہ۔لکھنو**'' تشریف لے گئے اور مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید حافظ عبدالغفار کی شاگردگی میں صرف دس (۱۰) سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ فرمالیا۔۱۲؍سال کی عمر میں تجوید، ۱۳؍سال کی عمر میں قرأت سبعہ، فارسی زبان، کتابت وغیرہ علوم کی تکمیل اپنے وہابی استادوں سے کی۔ پھر آپ نے وہابی مولوی **عین القضاۃ** اور مولوی **نصیر الدین** سے درس نظامی کی ابتدائی کتب ''**میزان الصرف**'' وغیرہ پڑھیں۔ آپ کے وہابی استادوں نے آپ کی ذہنیت عقائد وہابیہ اور حضور سرکار اعلیٰ حضرت کے بغض کی طرف ایسی مائل کردی کہ آپ بات بات میں شرک اور بدعت کی رٹ لگاتے رہتے تھے اور حضور سرکار اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے تھے۔

طول تحریر کے خوف سے پورا واقعہ نقل کرنے کے بجائے صرف اتنا عرض کردیتا ہوں کہ وہابی استادوں کی شاگردی کے زمانہ میں اتفاق سے آپ کے ہاتھ میں **سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی** علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب مستطاب ''**تمہید ایمان بآیات قرآن**'' آئی، جس کا بنظر عمیق آپ نے مطالعہ فرمایا اور آپ کی زبان سے وہابیوں کے لئے بیساختہ یہ الفاظ نکلنے لگے کہ ''**یقیناً وہ کافر ہیں۔ یقیناً وہ کافر ہیں**''۔

اعلیٰ حضرت سرکار کی کتاب ''**تمہید ایمان**'' نے آپ کے دل کی دنیا بدل دی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی کی دل میں جو نفرت تھی، وہ اب عقیدت میں بدل گئی۔ **بغض وعداوت** کا جزبہ، اب قربانی و ایثار میں متبدّل ہوگیا۔ اب دل بارگاہ رضا میں جلد از جلد حاضر ہونے کے لئے بے چین و بے قرار ہے۔ عشق رضا کا سمندر اب دل میں موجزن ہے۔ فوراً بریلی شریف حاضر ہوکر اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوئے اور حصول تعلیم کے لئے ''**دارالعلوم منظر اسلام۔ بریلی شریف**'' میں داخل ہوگئے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے شہزادے حجۃ الاسلام **حضرت مولانا حامد رضا خاں** اور اپنے خلیفہ صدر الشریعہ **حضرت مولانا امجد علی صاحب** کی خاص نگرانی میں شیر بیشۂ اہلسنت کی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔ ان دونوں حضرات نے اور سرکار اعلیٰ حضرت نے اپنی توجۂ خاص سے مولانا حشمت علی کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ آپ گوہر آبدار کی طرح چمک دمک اُٹھے اور عالمی پیمانہ کی شہرت حاصل کی۔

۱۳۴۰ھ میں آپ نے علوم عقلیہ نقلیہ کی تکمیل فرمائی اور پھر مدرسۂ منظر اسلام کے مدرس اور **جماعت رضائے مصطفیٰ** کے مفتی کی حیثیت سے بریلی شریف میں سکونت اختیار فرمائی۔ دوسال (۲) تک دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمت انجام دینے کے بعد صوبۂ گجرات کے شہر **دھوراجی** کے مشہور دارالعلوم ''**مدرسۂ مسکینیہ**'' کے صدر المدرسین کی حیثیت سے علم کے دریا بہاتے رہے۔ دھوراجی شہر کی فضا آپ کو راست نہ آئی اور آپ مسلسل بیمار

رہے۔لہٰذا مجبوراً دو (۲) سال کے بعد آپ نے دھوراجی کی سکونت ترک فرما کر بریلی شریف تشریف لائے۔ پھر وہاں سے صوبۂ گجرات کے بڑودہ ضلع کے **پادرہ** شہر کے **مدرسۂ اہلسنت** کے صدر المدرسین کے عہدے پر متمکن ہوئے۔

پادرہ میں آپ کی آمد سے بڑودہ ضلع کے وہابیوں۔غیر مقلدوں کے پاؤں تلے سے زمین سرک گئی۔آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے وہابی غیر مقلد جماعت کے صف اول کے عالم کہ جن کو وہابی غیر مقلد **''شیر پنجاب''** کے لقب سے ملقب کرتے تھے، وہ **مولوی ثناء اللہ امرتسری** کو فوراً بلایا۔مولوی ثناء اللہ سے کل چار مناظرے ہوئے لیکن چاروں مناظروں میں حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے وہابیوں کے **''شیر''** کی حالت لاغر **''بکری''** جیسی کردی۔مولوی ثناء اللہ بڑودہ سے دم دبا کر بھاگ نکلا۔

▣ زندگی بھر اہلسنت کی خدمات کے لئے مناظرے :۔

آپ نے زندگی کی آخری سانس تک مذہب اہلسنت و جماعت (مسلک سرکار اعلیٰ حضرت) کی صحیح خدمت کے لئے تقاریر اور مناظرے فرمائے۔آپ نے سینکڑوں کی تعداد میں مناظرے کئے ہیں لیکن کسی بھی مناظرے میں آپ مغلوب یا مبہوت نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ فتح و نصرت کا سہرا آپ کے سر پر رہا۔آپ کی علمی جلالت اور آپ کی علمی وجاہت کا وہ رعب اور دبدبہ تھا کہ فرقۂ باطلہ کے سرغنہ اور چوٹی کے عالم آپ کا نام سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگتے تھے اور مناظرہ میں شکست فاش کی رسوائی اور بدنامی سے جان چھڑانے کے لئے راہ فرار اختیار کرتے تھے۔آپ نے ملک بھر میں اور بیرون ملک بھی تقریری دورے اور مناظرے کے اسفار فرمائے ہیں۔جس علاقہ میں آپ کی تقریر ہوتی یا مناظرہ ہوتا، وہاں کا ماحول یک لخت بدل جاتا۔وہابیت و غیر مقلدیت دم توڑ دیتی اور سنیت کی بہار ایسی مہکتی کہ بارگار رسالت ﷺ کے گلستان کے شاداب پھول ہر طرف لہلہاتے نظر آتے۔لاکھوں کی تعداد میں بھولے بھالے سنی

مسلمان بد مذہب اور فرقۂ باطلہ کے دام فریب میں پھنسنے سے بچ گئے اور ان کی دولت ایمان پر کوئی ڈاکہ نہ ڈال سکا۔آپ نے فرقۂ باطلہ کی تحریکوں اور سازشوں کو ایسی شدید ضرب کاری ماری ہے کہ وہ دوبارہ سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے۔ان کی گمراہیت کے فریبی جال کے تار آپ نے ایسے نرالے انداز سے بکھیر کر رکھ دئے کہ جیسے مکڑی کا جالہ ''تار عنکبوت'' کی طرح ٹوٹ پھوٹ کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔جو کبھی بھی دوبارہ مربوط نہیں ہو سکتا۔

▣ آپ کی یادگار تاریخی تقاریر:۔

وہ مقامات جہاں عرصۂ دراز سے وہابی اور غیر مقلدین علماء کی مسلسل آمد و رفت تھی۔ فرقۂ باطلہ کے اکابر علماء کے تبلیغی دورے، مقامی گمراہ ملاؤں کی رات دن کی محنت، کتب و رسائل اور دیگر ذرائع سے عقائد باطلہ کی نشر و اشاعت کے ذریعہ علاقہ پر لامذہبیت کا غلبہ اور تسلط ہو چکا تھا اور اہلسنت و جماعت کے حق پرست حضرات مغلوب تھے۔صدائے حق بلند کرنا ان کے لئے دشوار تھا۔ایسے مشتعل اور فتنہ خیز مقامات پر جب حضور شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تقریر ہوئی۔تو گویا ایسا محسوس ہوتا کہ کفر کا قلعہ منہدم ہو گیا، گمراہیت اور بے دینی کے گھنگھور بادل چھٹ گئے اور حق و صداقت کا آفتاب اپنی پوری تابانی و توانائی سے چمک رہا ہے اور اس کی درخشاں کرنوں سے نور و ہدایت کی روشنی ہر چہار طرف پھیل رہی ہے۔حق سینہ تان کر آ گیا اور باطل بزدلی دکھا کر دم دبا کر بھاگا۔

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کی شہرۂ آفاق تاریخی تقاریر پر سیر حاصل گفتگو کی جائے۔لہٰذا ذیل میں صرف ان مقامات کے نام درج کئے جاتے ہیں، جہاں پر حضرت کی ایمان افروز اور باطل سوز تقاریر نے گمراہیت کے دلدل میں غرق علاقہ کے لوگوں کو گمراہیت کے گہرے کنویں میں غرق ہونے سے بچایا۔

وہ مقامات جہاں پر آپ کی تقاریر ہوئیں :۔

⊙ الہ آباد - یو.پی ⊙ برما - رنگون ⊙ بنگلور - کرناٹک ⊙ بھیونڈی۔ مہاراشٹر ⊙ نوساری۔ضلع:۔بلساڈ - گجرات ⊙ دیناج پور - بنگال ⊙ گونڈا - یوپی ⊙ لاہور - پاکستان ⊙ سورت ۔ راندیر - گجرات ⊙ بمبئی - مہاراشٹر ⊙ مالیگاؤں۔ضلع ناسک - مہاراشٹر ⊙ مرادآباد - یوپی ⊙ گیا - بہار ⊙ بلیا - بہار ⊙ پھلواری ⊙ چاٹگاؤں - بنگال ⊙ گجرات کے مختلف مقامات مثلاً :- راج پپلا، پیٹلا د، پالیج، گونڈل، جامنگر، جیتپور، نبی پور، بڑودہ، پپلا د، پور بندر وغیرہ۔

”تاریخ ساز مناظرے“

ایک مناظر کے لئے پختہ قوت حافظہ، قوی یادداشت، وسیع مطالعہ، حاضر جوابی، قوت گویائی، بیان کرنے کا ملکہ، مہارت افہام وتفہیم، دور رس نگاہ، تحمّل، باریک بیں تیز ذہنیت، دلائل وبراہین کی بہتات وافراط، اشتعال انگیزی پر قابو، الزامات واتہامات سے چیں بچیں نہ ہونا، غلط بہتانات کو خندہ پیشانی سے سماعت کر کے مشتعل نہ ہونا، حریف مخالف کی کذب بیانی پر خفگی سے باز آنا اور غصّہ پی جانا، اپنے موقف کو شرح وبسط کے ساتھ پیش کرنا، فصاحت وبلاغت سے لبریز آسان وسہل انداز بیان وغیرہ صلاحیتیں لازمی اور ضروری ہیں۔ انہیں خوبیوں کی وجہ سے وہ میدان مناظرہ میں فتح وکامیابی حاصل کرتا ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب میں ایک مناظر کے لئے لازمی امور اتنی کثرت سے تھے کہ حریف مقابل کو گھڑی بھر میں چت ڈال دیتے تھے۔ وہابی، غیر مقلد اور دیگر فرقۂ باطلہ کے صف اول کے مولوی اور سرغنہ جو بزم خویش خود کو

میدان مناظرہ کے شہسوار اور اقلیم براہین کے شہنشاہ سمجھتے تھے، جب وہ **شیر رضا** سے ٹکراتے، تو آن کی آن میں وہ خاک وخون میں تڑپتے ہوئے محسوس ہوتے تھے بلکہ میدان براہین ودلائل میں **شیر رضا** کی شمشیر کی ضرب کاری سے کشتہ پڑے ہوئے آشکارا معلوم ہوتے تھے۔

حضرت مولانا **ابوالفتح حشمت علی خاں** صاحب نے طالب علمی کے زمانے سے ہی بحث ومباحثہ اور مناظرہ میں شرکت کرنا شروع کر دیا تھا اور زندگی کی آخری سانس تک ہمیشہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے گستاخوں کی تردید وتوبیخ میں مصروف اور سرگرم عمل رہے۔ آپ کبھی بھی میدان مناظرہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگے نہیں۔ بھاگنا آپ نے سیکھا ہی نہ تھا بلکہ آپ کو بھاگنا آتا ہی نہ تھا۔ کیونکہ آپ **امام احمد رضا کے شیر** تھے اور شیر کبھی بھی دم دبا کر یا پیٹھ دکھا کر بھاگتا نہیں۔ البتہ آپ کے حریف وہابی اور غیر مقلد مولوی کئی مرتبہ میدان مناظرہ سے بھاگنے کی مذموم بزدلی کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔

”زندگی کا سب سے پہلا مناظرہ - ہلدوانی میں“

صوبہ یوپی کا ماضی میں اور اس وقت **اتراکھنڈ** صوبہ کے شہر ہلدوانی میں مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید وخلیفہ **مولوی یٰسین خام سرائی** نے ایسی شیخی ماری کہ علم غیب کے مسئلہ میں مجھ سے ٹکر لے سکے ایسا کوئی بھی عالم سنّیوں میں موجود نہیں۔ علاوہ ازیں مولوی خام سرائی نے ہلدوانی کے سنّیوں کو چیلنج دیا کہ اگر تمہاری جماعت میں مجھ سے ٹکر لے سکے ایسا کوئی عالم ہے، تو اسے بلاؤ، میں اس کی گت بگاڑ کے رکھ دوں گا۔ ہلدوانی کے سنّیوں نے اس معاملہ کی اطلاع اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، **الشاہ احمد رضا** علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں بھیجی اور کسی کہنہ مشق، تجربہ کار اور باصلاحیت عالم کو ہلدوانی بھیجنے کی گزارش کی۔ اعلیٰ حضرت نے مولانا

حشمت علی خاں صاحب کو مناظرہ کے لئے ہلدوانی بھیج دیا۔ اس وقت یعنی ۱۳۳۸ھ میں مولانا حشمت علی خاں صاحب کی عمر شریف صرف انیس (۱۹) سال تھی اور آپ دارالعلوم منظر اسلام۔ بریلی شریف میں بحیثیت طالب علم زیر تعلیم تھے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت جب ہلدوانی پہونچے، تو آپ کو دیکھ کر ہلدوانی کے سنّی حضرات حیرت اور تعجب میں پڑ گئے۔ بلکہ مایوسی اور نا امیدی کے تحت احساس کمتری سے متاثر ہوئے کیونکہ وہابی مولوی یٰسین خام سرائی اسّی (۸۰) سال کا عمر رسیدہ اور تجربہ کار بھاری ڈیل ڈول اور قد و قامت کی جسمانی کیفیت کا حامل تھا۔ اس کے سامنے ایک انیس سالہ طالب علم جو بالکل دُبلا پتلا، چھوٹے قد و قامت والا کیسے ٹکر لے سکے گا؟ جب وہابیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے بھاری بھرکم مولوی سے مناظرہ کرنے بریلی سے ایک دُبلا پتلا اور لاغر طالب علم آیا ہے، تو وہ خوشیاں منانے لگے کہ ہمارا مناظر اس طالب علم کو چٹکی بجاتے ہی خاک میں ملا دے گا۔ لہذا وہ اپنی فتح کے گمان میں خوشیاں منانے لگے۔

لیکن ہلدوانی کے سنّی حضرات کو یہ یقین کامل تھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی نے جس کو اپنے نمائندہ کی حیثیت سے بھیجا ہے، اس میں یقیناً کامل علمی صلاحیت ہوگی۔ وہ طالب علم دیکھنے میں چاہے ایک دُبلا پتلا لڑکا ہے لیکن عین مناظرہ کے وقت وہ دشمن کے سینہ پر چڑھ کر اپنی قوت، طاقت، مہارت اور صلاحیت کا پرچا دکھا کر سب کو حیرت میں ڈال دے گا۔ اور ...... ہوا بھی ایسا ہی ..... مناظرہ کے وقت وہابیوں کے اسٹیج پر بڑی تعداد میں سج دھج کر اور عمامہ و جُبّہ پہن کر بھاری جسامت کے مولوی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سنّیوں کے اسٹیج پر چند مقامی ائمہ مساجد کے درمیان ایک طالب علم بچہ ململ کا کرتہ اور ٹوپی پہنے ہوئے بالکل فقیرانہ طرز سے گردن جھکا کر بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا عزم و استقامت کوہ ہمالیہ سے بھی

زیادہ اٹل تھا۔ اسے اپنے پیر و مرشد، امام اہلسنت، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان پر کامل اعتماد و بھروسہ تھا کہ میرا پیر میری ضرور مدد اور رہبری فرمائے گا۔

بالآخر وہ ساعت بھی آ پہونچی۔ مناظرہ شروع ہوا۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی رسوائے زمانہ کتاب ”**حفظ الایمان**“ کی کفری عبارت میں کی گئی سخت توہین کے ضمن میں مناظرہ شروع ہوا۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے حفظ الایمان کی عبارت پر ایسی سخت علمی گرفت فرمائی کہ جس کو سن کر وہابی مناظر یٰسین خام سرائی ہکّا بکّا رہ گیا۔ تھانوی صاحب کے دفاع میں حفظ الایمان کی مضحکہ خیز تاویل کرنے لگا۔ جس پر حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے ایسی ضربیں لگائیں کہ دیوبندی مناظر خائب و خاسر ہو کر نعلین جھانکنے لگا۔ مولوی اشرف علی تھانوی تو ایک طرف رہ گیا، وہ اپنا دفاع کرنے میں بھی لڑکھڑانے لگا۔ منہ سے جھاگ اُڑنے لگا اور بکری کی طرح بیں۔ بیں کرنے لگا۔ اعلیٰ حضرت کے شیر کی گرج اور للکار سے تھر تھر کانپنے لگا۔ دیکھنے میں کمزور لڑکا، اب بپھرے ہوئے شیر کی طرح میدان مناظرہ میں اپنے حریف مقابل کو بھیڑ اور بکری سمجھ کر چیرتا اور پھاڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ دیوبندی مناظر کے پاؤں تلے کی زمین گویا سرک گئی تھی اور وہ بری طرح ہانپتا اور کانپتا تھا۔ قدم لڑکھڑا گئے اور اب **بھاگنے میں ہی خیریت و سلامتی ہے**۔ اس پر عمل کرتے ہوئے سر خیل مخنّث کی شان سے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان مناظرہ سے بھاگا۔ مفرور دیوبندی مناظر کو دم دبا کر بھاگتا دیکھ کر حاضرین نے فلک بوس نعرہ لگایا کہ ”**دیکھو، دیکھو، وہابی ملاّ بھاگ نکلا ÷ دیکھو، دیکھو، وہ نامرد بھاگا جا رہا ہے۔**“ دیوبندی مولوی کے فرار ہو جانے سے اہلسنت کی مناظرہ میں فتح عظیم ہوئی اور وہابیت کے منہ پر ذلت و رسوائی کی کالک لگ گئی۔ سنّیوں نے تین دن تک ”**جشن فتح**“ منایا۔ جس میں شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کے ایمان افروز اور باطل سوز بیانات سے حق و صداقت کا آفتاب نیم روز چمکا اور ہزاروں بدعقیدہ لوگوں نے صدق دل سے توبہ کی۔

""ہلدوانی کی فتح کے بعد دربار اعلیٰ حضرت میں""

""اعلیٰ حضرت نے ""ابوالفتح"" لقب سے نوازا""

ہلدوانی کے مناظرہ میں فتح مبین حاصل کرنے کے بعد مولانا حشمت علی صاحب اپنے پیر ومرشد، سرکار اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہلدوانی کے چار مسلم لیڈر بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے سرکار اعلیٰ حضرت کو مناظرہ کی مکمل روداد سنائی۔ اپنے چہیتے اور ہونہار شاگرد کی صلاحیتوں کے محاسن سماعت فرما کر اعلیٰ حضرت نہایت مسرور ہوئے اور مولانا حشمت علی صاحب کو سینے سے لگالیا۔ بعدہٗ اپنا عمامہ اور جبّہ شریف مع نقد رقم کے بطور انعام عطا فرمائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ:۔

""ماشاءاللہ! آپ ابوالفتح ہیں۔""

بعدہٗ اعلیٰ حضرت نے اپنے قلم حق رقم سے یہ تحریر فرمایا کہ:۔

""حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے۔""

اعلیٰ حضرت نے آپ کو جو ""**ابوالفتح**"" کا لقب عنایت فرمایا، اس کا لغوی معنی ""**فتح والا**"" یا ""**فتح مند**"" ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ""**فتح**"" کا لقب حضرت مولانا حشمت علی کے لئے زندگی بھر ایسا ساتھ (Comrade) ہوا کہ آپ ہر مناظرہ میں فتح مند ہوئے۔ ہار یا شکست سے آپ کبھی بھی دوچار نہیں ہوئے۔ بلکہ بڑے بڑے نام نہاد اور تیس مار خاں وہابی وغیر مقلد مولویوں کو میدان مناظرہ میں ایسا رگڑا اور پیسا کہ وہ

مناظرہ کا نام لینا بھول گئے اور حضور شیر بیشۂ اہلسنت سے ایسے خائف ومبہوت ہوئے خواب میں بھی شیر رضا کا خونی پنجہ ان کے بزدل سینہ پر پڑتا ہوا نظر آتا تھا اور وہ مارے ڈر کے چیخ مار کر نیند سے بیدار ہوجاتے تھے۔

""چند اہم مناظرے""

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت، مولانا حشمت علی خاں صاحب نے اپنی زندگی میں سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے مناظرے فرمائے اور ہر مناظرہ میں آپ اپنے لقب ""**ابوالفتح**"" کے مطابق کامیاب اور فتح مند ہوئے۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ ان تمام مناظروں کا تفصیلی ذکر کیا جائے۔ لہٰذا ذیل میں چند مشہور اور تاریخی مناظروں کے مقامات کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ آپ نے وہابیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں، خارجیوں، عیسائیوں، آریہ سماجیوں اور دیگر مذاہب باطلہ والوں سے بلا خوف وخطر مناظرے کئے ہیں:۔

- پادرہ۔ ضلع بڑودہ۔ گجرات۔ میں غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مناظرہ۔
- سنبھل۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی سے مناظرہ۔
- راندیر۔ سورت۔ گجرات، میں دیوبندی مناظر مولوی عبدالشکور کاکوروی اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی سے مناظرہ۔
- راندیر۔ سورت۔ گجرات، میں دیوبندی مولوی محمد حسین راندیری خلیفۂ تھانوی سے مناظرہ
- بریلی شریف میں آریہ سماج کے پنڈتوں کی پوری ٹیم سے مناظرہ۔
- فیروزپور چھاؤنی۔ پنجاب، میں آریہ سماج کے پنڈت سے مناظرہ۔

- فیروز پور چھاؤنی۔ پنجاب، میں غیر مقلد مولوی عبدالرحیم شاہ مخوی اور اس کے ساتھ آئے ہوئے بارہ غیر مقلد مولویوں سے تن تنہا مناظرہ۔
- لکھنؤ۔ یوپی، میں خارجیوں کے مناظر مولوی عبدالشکور کاکوروی بحیثیت دیوبندی مناظر سے مناظرہ۔
- رنگون ۔ برما۔ میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی اور مولوی عبدالشکور کاکوروی سے مناظرہ۔
- بریلی شریف میں عیسائی پادری ولیم جیورج سے مناظرہ۔
- چندوسی۔ یوپی، میں دیوبندیوں کے چار مناظر (۱) مولوی منظور نعمانی (۲) مولوی اسمٰعیل سنبھلی (۳) مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری اور (۴) مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی سے مناظرہ۔
- ادری۔ اعظم گڑھ۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی سے مناظرہ۔
- بریلی شریف میں دیوبندی مناظر منظور نعمانی اور مولوی یٰسین خام سرائی سے مناظرہ۔
- لاہور۔ پاکستان، میں دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی، مولوی منظور نعمانی، مولوی اسمٰعیل سنبھلی اور مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری سے مناظرہ۔
- احمد آباد۔ گجرات، میں دیوبندی مولویوں سے مناظرہ مگر کوئی آیا ہی نہیں۔
- ڈیرا غازی خان۔ پنجاب، میں دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری سے مناظرہ۔
- ملتان۔ پاکستان، میں وہابیوں کے مناظر مولوی عطاء اللہ اور مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری سے مناظرہ۔
- گیا۔ بہار، میں دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی سے مناظرہ۔

- بھدرسہ۔ ضلع فیض آباد۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی عبدالسلام لکھنوی، مولوی یونس دیوبندی اور مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری سے مناظرہ۔
- نانپارہ، ضلع بہرائچ۔ یوپی، میں دیوبندی پیشوا مولوی نور الحق لکھنوی اور مولوی نور محمد ٹانڈوی سے مناظرہ۔
- بسڈیلہ۔ ضلع: بستی۔ یوپی، میں وہابی پیشوا مولوی عبداللطیف مووی اور مولوی حبیب الرحمٰن مووی اور دیگر ایک سو پچاس دیوبندی مولویوں کے گروہ سے مناظرہ۔
- مرانواں۔ ضلع اُنّاؤ۔ یوپی، میں دیوبندی مناظر مولوی عبدالشکور کاکوروی اور مولوی نور محمد ٹانڈوی سے مناظرہ۔
- راولپنڈی۔ پاکستان کے ضلع جہلم کے ستّاولی گاؤں میں مولوی اشرف علی تھانوی کے وکیل مولوی منظور نعمانی کے ساتھ سے مناظرہ۔
- بھاؤپور۔ ضلع کانپور۔ یوپی، میں وہاں کے مقامی وہابی مولویوں سے مناظرہ۔
- کھاپر تحصیل سعداللہ نگر، ضلع گونڈا۔ یوپی، میں دیوبندی مناظرین مولوی ابوالوفا کاکوروی، مولوی عبدالسلام لکھنوی، مولوی ثناء اللہ مووی، مولوی کلیم اللہ دیوبندی اور دیگر۔ کل گیارہ (۱۱) مولویوں سے تن تنہا مناظرہ۔
- یوپی کے ضلع گونڈا کے بھیساوا اور سن ہاٹیا گاؤں میں وہاں کے مقامی وہابی، دیوبندی مولویوں سے مناظرہ۔
- یوپی کے ضلع دھانپور کے تحصیل بازار باغ میں وہابی مولویوں کے ۱۵؍مناظرین سے مناظرہ۔ وہابی مولویوں کے گروہ میں (۱) مولوی حبیب اللہ بہرائچی (۲) مولوی عبدالسلام کاکوروی (۳) مولوی محمد صدیق مووی (۴) مولوی کلیم اللہ

بہرائچی اور (۵) مولوی علیم اللہ بہرائچی شامل تھے۔

⊙ گاؤں رسولی، ضلع بارہ بنکی۔ یوپی، کے مقامی وہابی مولوی عبدالغنی رسولی کے ساتھ ۱۴ر مئی ۱۹۵۹ھ کے دن فتح عظیم کے ساتھ کیا ہوا مناظرہ۔

مذکورہ بالا چند اور دیگر کثیر تعداد میں کئے ہوئے مناظروں میں ہر مناظرے میں سنّیوں کی فتح عظیم اور فرقۂ باطلہ کی شکست فاش ہوئی۔ امام احمد رضا کا شیر اور **''ابوالفتح''** ہر محاذ پر کامیاب، ظفریاب اور فتح مند ہو کر غالب رہا اور بارگاہ رسالت کے گستاخ فرقوں کے سرغنہ، پیشوا اور سرخیل مناظر آپ کے سامنے ایسے محسوس ہوئے جیسے شیر ببر کے سامنے بھیڑ بکریاں۔ کیونکہ بقول خود:۔

سگ ہوں میں ''عبید'' رضوی غوث و رضا کا
آگے سے میرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

(از:۔ شیر بیشۂ سنت)

''آپ کی دیگر صلاحیتیں''

آپ بے مثل و مثال مناظر و مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کے مصنف بھی تھے۔ آپ کی زندگی کا بیشتر وقت محافل تقاریر اور مجالس مناظرہ کے لئے دور دراز کے اسفار میں بسر ہوا۔ آپ کو اتنا وقت بھی میسر نہ ہوا کہ اطمینان و سکون سے اپنے دولت کدہ پر قیام پذیر رہ کر مستقل طور پر تصنیفی خدمت انجام دیں۔ پھر بھی آپ نے علم و عرفان اور دلائل و براہین

سے لبریز کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ چند کتب جو دوران سفر تصنیف فرمائی تھیں، اس کا پورا بکس چوری ہو گیا لہذا وہ تمام کتب مفقود و غیر دستیاب ہیں۔ تاہم آپ کی تصانیف میں سے کل سینتالیس (۴۷) کتب دستیاب ہوئے ہیں۔

آپ حیرت انگیز اور پختہ یادداشت و قوی حافظہ کے حافظ قرآن تھے۔ آپ نے صرف دس (۱۰) سال کی صغیر سن میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور زندگی کی پہلی تراویح بمقام لکھنؤ حضرت شاہ مینا علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسجد میں پڑھائی اور پھر ہر سال تراویح میں قرآن مجید سنانے کا سلسلہ تاحیات جاری رہا۔ صوبۂ گجرات کے ضلع راجکوٹ کے شہر **''گونڈل''** میں آپ اکیس (۲۱) سال تک بلا ناغہ رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے تشریف لائے۔ گونڈل کی جامع مسجد میں آپ کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کرنے کے لئے قرب و جوار سے بھی کافی تعداد میں لوگ آتے تھے۔ تراویح کے بعد روزانہ ایک گھنٹہ تقریر فرماتے اور جتنا قرآن شریف اس روز تراویح میں پڑھا گیا اس کا ترجمہ اور ماحصل کو اختصاراً بیان فرما دیتے۔ آپ بہترین قاری بھی تھے۔ شیریں، سریلی اور بلند آواز سے فن تجوید کی کامل رعایت و ادائیگی کے ساتھ جب آپ تلاوت قرآن مجید کرتے، تب سننے والا کیف و سرور میں جھوم اٹھتا۔ قرأت کا آپ کا لہجہ اتنا دلکش و دل نشیں تھا کہ لہجہ کی انفرادیت و چاشنی ہمیشہ یاد رہتی۔ بقول خطیب مشرق، **حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب** علیہ الرحمۃ والرضوان **''فن قرأت و تجوید میں بھی وہ اپنے وقت کے امام تھے۔ ''والضالین'' کے مخرج کی ادائیگی میں انہیں جو کمال حاصل تھا، وہ شاید ہی کسی کو ہو۔''**

”آپ کے خلاف پولیس فریاد اور مقدمے“

انبیاء کرام اور اولیائے عظام سے مدد مانگنے کو شرک کہنے والے وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد گروہ کے لوگوں نے حضور شیر بیشۂ اہلسنت کے خلاف ہمیشہ پولیس سے مدد مانگی اور ”یا رسول اللہ“ و ”یا غوث المدد“ پر شرک کا فتویٰ تھوپنے والے حضور شیر بیشۂ اہلسنت سے مناظرہ کے میدان میں بلند آواز سے ”یا پولیس المدد“ کی چیخ پکار کرتے نظر آتے تھے۔ میدان مناظرہ میں دلائل و براہین سے نبرد آزما ہونے سے عاجز و قاصر دیوبندی مناظرین دامن پولیس میں پناہ ڈھونڈتے تھے۔ حضور شیر بیشۂ اہلسنت کو پریشان کرنے کی غرض فاسد سے دیوبندیوں نے آپ کے خلاف سینکڑوں پولیس فریادیں اور کئی کورٹوں میں مقدمے دائر کئے۔ مثلاً:۔

⊙ نوساری کی کورٹ میں مقدمہ ⊙ رنگون کی کورٹ میں چار مقدمے ⊙ فیض آباد کی کورٹ میں مقدمہ ⊙ گیا۔ بہار کی کورٹ میں مقدمہ ⊙ بمبئی کی کورٹ میں مقدمہ۔

لیکن آپ ہر مقدمہ میں باعزت بری ہوئے۔ فتح و نصرت کا سہرا آپ کے گلے میں پڑا اور مخالفین کے چہرے شکست و ناکامیابی کی کالک سے سیاہ ہو گئے۔
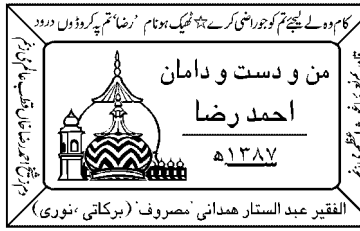
”آپ کو زہر دینے کی سازش“

تقریر، تحریر، مناظرہ، مقدمہ کسی بھی محاذ پر حضور شیر بیشۂ اہلسنت کو مغلوب کرنے میں ناکامیاب ہونے والے بزدل اور مکار وہابیوں نے صوبۂ یو۔ پی کے بارہ بنکی شہر میں مکر و فریب سے زہر دے دیا۔ جس کے اثر سے آپ بیمار ہو گئے۔ جسم سوکھ کر بالکل کانٹے کی طرح ہو گیا اور

آواز بھی بالکل بند ہو گئی۔ کمزوری اور لاغری کی وجہ سے آپ بستر سے کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے۔ الحاصل! چند عرصہ تک علیل و بیمار رہنے کے بعد ۸/محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۳/جولائی ۱۹۴۰ء بروز یک شنبہ صبح ۱۰/بجکر ۲۰/منٹ پر کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے آپ نے اس فانی دنیا سے پردہ فرمایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ شب میں بعد نماز عشاء شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت، حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم سے آپ کے خلف اکبر حضرت علامہ مشاہد رضا خان صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور پیلی بھیت میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا مزار شریف منبع فیوض و برکات اور مرجع خلائق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

آمین ۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقط والسلام

خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ۔ مارہرہ مقدسہ اور خانقاہ رضویہ۔ نوریہ۔ بریلی شریف کا ادنیٰ سوالی

عبد الستار ہمدانی 'مصروف' (برکاتی۔ نوری)

مورخہ :۔ ۷/ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

بمطابق :۔ ۳۰/دسمبر ۲۰۱۴ء، بروز منگل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہم کو اپنے کرم سے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کا بندۂ بارگاہ بنایا اور دیو کے بندوں کے مکروفریب سے بچایا اپنے محبوبان کرام علٰی سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کی محبت وتعظیم ہم کو عطا فرمائی اور اپنی شان میں گستاخی کرنے والوں، اپنے محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ عداوت رکھنے والوں کے ساتھ محض اپنے وجہ کریم کے لئے بغض وعداوت کی راہ بتائی **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ، وَاَجْمَلُ السَّلَامِ وَاَفْضَلُ الصَّلَاۃِ عَلٰی مُخْتَارِ نِعَمِہٖ وَمَالِکِ مُلْکِہٖ وَعُرُوْسِ مَمْلَکَتِہٖ وَالْمُطَّلِعِ عَلٰی غُیُوْبِہٖ وَحَبِیْبِہٖ طَفَاہٗ ، وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ وَالَاہٗ ، وَعَلٰی کُلِّ مَنْ اَحَبَّہٗ وَعَزَّرَہٗ وَوَقَّرَہٗ وَاتَّبَعَ ھُدَاہٗ ، وَاَشَدُّ الْغَضَبِ عَلٰی مَنْ سَبَّہٗ اَوْاَھَانَہٗ وَاسْتَخَفَّ بِہٖ اَوْعَادَاہٗ ، اَکْمَلُ الْقَھْرِ عَلٰی مَنْ اَسْخَطَ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ وَاٰذَاہٗ وَاٰذٰی حَبِیْبَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعْوَضَ عَنْ اَحْمَدَ رِضَاہٗ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔**

پیارے سُنّی مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندۂ بارگاہ **شیر بیشۂ سنت**، حضرت مولانا، مولوی، حافظ، قاری، مفتی، مناظر، شاہ ابوالفتح **عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں** قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم العالی کو جملہ مذاہب باطلہ بالخصوص دیانندیۂ آریہ ودیوبندیۂ ناریہ کے رد وابطال میں وہ ملکۂ تامہ عطا فرمایا ہے، جسکا اعتراف ہر مخالف معاند کو مجبوراً کرنا ہی پڑتا ہے۔ آپ کے زور تقریر و لاجوابی تحریر کا لوہا ہر دیانندی دل اور دیوبندی قلب بھی مانے ہوئے ہے۔ بڑے بڑے پُرانے پُرکھے سیانے

آپ کے مقابل آنے سے خوف کھاتے، لرزتے، تھرّاتے جان چراتے ہیں۔ آریۂ دیانندیہ سے آپ کے جس قدر مناظرے ہوئے اور ان کے نتیجہ میں جس قدر بندگان خدا کو ہدایت نصیب ہوئی، ان کا تو شمار ہی دشوار ہے۔ گروہ ناریۂ دیوبندیہ کے چھوٹے بڑے مناظرین مثل منظور سنبھلی ویاسین خام سرائی وعبدالشکور کاکوروی وشبیر احمد دیوبندی وانور شاہ کشمیری ومحمد حسین راندیری وابراہیم راندیری ومرتضی حسن دربھنگی واشرفعلی تھانوی وخلیل احمد انبیٹھوی یہ سبھی تو شیر بیشۂ سنت کے مقابلہ سے فرار کی ذلت اٹھائے ہوئے اور شمشیر ردوابطال کا زخم کھائے ہوئے ہیں۔ ان میں کتنے وہ ہیں جو مرکر مٹی میں مل گئے ہیں اور جو زندہ ہیں ان کے ہونٹ مطالبات قاہرہ کے جواب سے سل گئے ہیں۔

(وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ)

وہابیت وغیر مقلدیت کی مشترکہ وبا کا پھیلنا

قصبہ مئو ضلع اعظم گڑھ میں وہابیہ غیر مقلدین کا بہت زور تھا۔ وہابیہ دیوبندیہ نے باہم جنگ زرگری کو دیوبندی دھرم کے پرچار کا بہترین ذریعہ سمجھا اور مدتوں غیر مقلدین کا مقابلہ بظاہر کرتے رہے اور درپردہ عقائد کفریہ دیوبندیہ کی اشاعت کرتے رہے۔ بالآخر وہ وقت آ گیا کہ ضلع اعظم گڑھ کے ہر ہر گاؤں ہر ہر قصبہ میں دیوبندیت کی وبا پھیل گئی۔ دیوبندی مولویوں کی اشاعت کا خلاصہ صرف اس قدر تھا کہ وہابی تو صرف غیر مقلدین ہی ہیں اور دیوبندی لوگ تو خالص سُنّی حنفی ہیں۔ گنگوہی غوث زماں تھا۔ نانوتوی اپنے وقت کا قطب تھا۔ انبیٹھوی شیخ المشائخ تھا اور تھانوی مجدد ملّت وحکیم الامت ہے اور جب اپنے طواغیت کی جھوٹی عظمت وعقیدت عوام وخواص کے قلوب میں جمالی، تو اشرفعلی تھانوی کو تھانہ بھون سے بلوا کر

اعظم گڑھ کا دورہ کرادیا اور سیکڑوں کو اسکا مرید کرادیا۔ جتنے اس وقت مرید ہوئے وہ ہو گئے۔
چلتے وقت تھانوی نے ہر ہر گاؤں میں اپنے ایجنٹ مقرر کر دیے۔ جن کا کام صرف یہ تھا کہ
لوگوں کے سامنے عوام کو وعظوں میں اور رئیسوں کو ان کے مکانوں پر جا کر ان کی خوشامدیں
کرتے اور مالداروں کے ساتھ تملق و چاپلوسی کے برتاؤ کو معاذ اللہ خلق محمدی ظاہر کرتے اور
ان کو تھانوی کی جھوٹی تعریفیں سنا کر حکیم الامۃ الدیوبندیہ کا گرویدہ بناتے اور خط کے ذریعہ
سے تھانوی کی بیعت کے جال میں پھنساتے ہیں۔ غرض ان دھوکے بازوں اور فریب کاروں
سے تمام ضلع اعظم گڑھ کی فضا پر دیوبندیت کی کفری کالی گھنگھور گھٹائیں چھا گئی تھیں اور سنیت
کے آفتاب کی روشنی ایسی ہی نظر آتی تھی جیسے گھنگھور گھٹا چھائے ہونے کے وقت سورج کی
دھوندلی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ مسلمانان اہلسنت، دردمندان دین وملّت ان بدترین حالات
کو دیکھ دیکھ کر کُڑھتے اور بارگاہ الوہیت میں گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں کرتے کہ اے کارساز بے
نیاز! تو ہی اس وقت اپنے دین پاک کی خبر لے اور بے دینوں باطل پرستوں کا استیصال فرما۔

”حضرت صدرالافاضل اور شیر بیشۂ اہلسنت کی آمد“

بالآخر دُکھے ہوئے دلوں سے نکلی ہوئی دعائیں قبول ہوئیں اور غیرت خداوندی کو
جوش آیا اور اعلائے حق وازہاق باطل کا سامان فرمادیا۔ شاہ گنج جنکشن سے جاتے ہوئے مئو
سے اگلا اسٹیشن اندارہ ہے۔ **”اِندارہ“** اسٹیشن سے آدھ میل پر موضع **”اَدْرِی“** ہے۔ جہاں
اہلسنت پٹھانوں کی زمینداری ہے۔ مگر مئو کے قرب کے سبب آٹھ دس روز کے بعد کوئی نہ کوئی
دیوبندی مولوی ادری میں بھی آجاتا اور دیوبندیت کی نجاست وغلاظت پھیلا جاتا۔ اسی موضع
ادری کے ایک زمیندار جناب عبدالرشید خانصاحب کے فرزند ارجمند جناب مولانا عبدالاحد

خانصاحب (زیدت محاسنہم وبارک اللہ تعالیٰ فی عمرہم وعلمہم) دارالعلوم انجمن اہلسنت
وجماعت مرادآباد میں تعلیم پا رہے ہیں اور اسی سال بعونہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہوکر دستار
فضیلت وسند تکمیل پانے والے ہیں۔ یہ خبر فرحت اثر پاکر مولانا موصوف زید مجدہم کے والد
ماجد اور چچا جناب غلام رسول خانصاحب نے اپنے یہاں اس خوشی میں جلسۂ میلاد شریف
منعقد کیا اور حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل، امام المناظرین، **مولانا مولوی حافظ مفتی سید
محمد نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مرادآبادی** دام ظلہم العالی، ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس کی
خدمت میں دعوت بھیجی۔ حضرت استاذ العلماء دام ظلہم العالی نے دعوت قبول فرمائی اور شیر
بیشۂ سنت جناب مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر **ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں
صاحب قادری رضوی لکھنوی** دام مجدہم کو بھی ہمراہ چلنے کے لئے طلب فرمالیا اور چہارشنبہ
۲۰/ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ کے دن کو ایک بجے اُندارہ اسٹیشن پر جلوہ فرما ہوئے۔ حضرت استاذ
العلماء دام ظلہم الاقدس کی خبر تشریف آوری سنکر دور دراز مقامات کے مسلمانان اہلسنت اپنے
دینی مقتدا، نائب رسول کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ جیسے ہی ریل اسٹیشن پرٹھری اللہ
اکبر اور یا رسول اللہ کے فلک بوس نعروں سے اسٹیشن کے میدان اور گرد کے جنگل گونج
اُٹھے اور اہلسنت اپنے آقا و مولا ﷺ کے وارث علوم پر پروانہ وار نثار ہونے لگے۔ مصافحہ و
دست و پابوسی کے بعد شاہانہ تزک واحتشام کے ساتھ قیام گاہ پر لائے۔ اب تک تو اعظم گڑھ کا
ضلع دیو کے بندوں کی کبڈیاں کھیلنے کے لئے کھالی میدان تھا، اب علمائے اہلسنت کی تشریف
آوری پر وہابیوں دیوبندیوں کو اپنی مذہبی موت نظر آنے لگی اور انہیں کامل یقین ہوگیا کہ اب
دیوبندیت ملعونہ کے پرخچے اوڑیں گے، کفر کے بادل پھٹیں گے، اسلام وسنیت کے آفتاب
چمکیں گے، اہلسنت کے چہرے دمکیں گے، صحرائے وہابیت کے زاغ پھڑکیں گے، دشت
دیوبندیت کے بوم سسکیں گے۔ چنانچہ گوپا گنج، گھوسی، فتحپور، تال نرجا ادری، مئو، وغیرہ مقامات

کے وہابیوں دیوبندیوں کے پیٹوں میں چوہے دوڑنے لگے۔ سنا گیا ہے کہ مبلغ وہابیہ ایڈیٹر انجم ملکی شیخ جی عبدالشکور کاکوروی و مرتضیٰ حسن دربھنگی و حسین احمد اجودھیاباشی کو تار دیے گئے۔ مگر ان میں سے کسی کو آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر مادر دیوبندیت کے لخت جگر، تمام اصاغر و اکابر ملّت دیوبندیہ کے منظور نظر، **مولوی منظور نعمانی سنبھلی** کو دس روپے کا تار بھیج کر بلوالیا۔

شب کو جلسہ گاہ میں پہلے شیر بیشۂ سنت کا بصیرت افروز بیان ہوا، جس میں آپ نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ و محامد جمیلہ ایسے دلکش انداز میں بیان فرمائے، جنھوں نے مسلمانوں کے ایمانوں کو منور اور قلوب کو تازہ کردیا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت برکاتہم القدسیہ جلوہ افروز ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے علم غیب و میلاد اقدس پر ایسے ایمان افروز دلائل بیان فرمائے، جنھوں نے حاضرین جلسہ کے اذہان میں مسائل نظریہ کو بداہت کے درجہ تک پہونچادیا۔ تقریر پُرتنویر کے ختم ہوتے ہی دیوبندی تہذیب اپنی انوکھی اداؤں کے ساتھ اُچھل کر میدان میں آگئی اور ایک جہالت کا مجسمہ، جہل کا پُتلا، مجہول لونڈا، محمد امین جو دیوبند کی ضلالت یونیورسٹی سے جہالت و ضلالت کی سند لے کر آیا ہے اور ادری کی جامع مسجد کا امام بنا ہوا ہے، کھڑا ہوگیا اور حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کی خدمت میں نہایت گستاخی کے ساتھ کہنے لگا کہ ”**آپ ہمارا وعظ سن کر جایئے ورنہ آپ کا فرار ہوگا**“ بانیانِ جلسہ نے اس کو اس بے تمیزی سے روکا اور اس سے پرزور مطالبہ کیا کہ تو نے بغیر ہماری اجازت کے ہمارے جلسہ میں آکر ہمارے علمائے کرام کی شان میں بے ادبی کی ہے۔ یا تو تو خود شیر بیشۂ سنت کے سامنے مناظرے کے لیے تیار ہوجا اور اپنا اور اپنے پیشوایان دیوبندیہ کا کفر و ارتداد دفع کر اور تجھ میں اتنی طاقت نہیں، تو ان گستاخانہ الفاظ سے تحریری معافی مانگ۔ جب اس طفل بے تمیز نے اپنے اندر مناظرے کی سکت نہ پائی، تو اُس نے ایک پرچہ لکھ کر دیا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت کی شان میں

جو یہ الفاظ کہے تھے کہ ”**آپ لوگ ہمیں اظہار حق کا موقع دیجئے ورنہ آپ کا فرار ہوگا**“ ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں اور مسلمانان اہل جلسہ کی میرے ان کلمات سے جو دل آزاری ہوئی ہے، اس کی معافی چاہتا ہوں۔

”مناظرہ کا پس منظر“

دوسرے دن صبح آٹھ بجے سے حضرت شیر بیشۂ سنت کا بیان مبارک ہوا۔ دس بجے کے وقت مئو کے دیوبندیہ وہابیہ ڈیڑھ سو کے قریب جلسہ میں آگئے۔ منظور سنبھلی، ایوب اور عبداللطیف اور حبیب الرحمٰن یہ چاروں مولوی آگے آگے تھے۔ ان کے پیچھے دو آدمی اپنے سروں پر کرسیاں رکھے ہوئے تھے۔ اس شان سے جلسہ میں نہایت بے تمیزی کے ساتھ بیٹھے۔ درمیان جلسہ میں دونوں کرسیاں ڈال کر ان پر منظور سنبھلی اور عبداللطیف مئوی بیٹھے اور ان دونوں کا استاد حبیب الرحمٰن بے چارہ دونوں کرسیوں کے درمیان نیچے فرش پر بیٹھ گیا۔ اس وقت دیو کے بندوں کی اس ادا سے ہر موافق و مخالف کو معلوم ہوگیا کہ دیوبندی دھرم اپنے بزرگوں کی بے ادبی و گستاخی کا نام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو ناپاک قوم **اللہ و رسول جل جلالہ و** ﷺ کی رفیع و عالی سرکاروں میں دریدہ دہن اور بے ادب ہوچکی ہے، وہ اپنے استادوں کا کیا ادب کرے گی؟ حضرت شیر بیشۂ سنت دام ظلہم العالی نے وہابیہ کی آمد دیکھ کر فوراً عنان بیان دیو کے بندوں کے عقائد کفریہ کی طرف پھیری اور تقویت الایمان و صراط مستقیم و حبط الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر نانوتوی و فتاوی گنگوہیہ کے اقوال خبیثہ ایسے واضح بیانات کے ساتھ پیش فرمائے کہ ہر خاص و عام برملا دیوبندی دھرم پر لعنت کرنے لگا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر دیوبندی مولویوں کو اپنے اکابر کے قطعی یقینی کفر و ارتداد میں کچھ بھی شبہ، ذرا سا بھی شک ہو، تو

بسم اللہ! ہمیں میداں، ہمیں چوگاں، ہمیں گوئے اس جلسہ میں جتنے حاضرین پہلے سے موجود ہیں، ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔ دیوبندی مولویوں کے ساتھ جتنی جماعت آئی ہے، اس کی ذمہ داری وہ لیں۔ ہم اپنی ذمہ داری کی تحریر لکھ دیں اور دیوبندی مولوی اپنی ذمہ داری کی تحریر ہم کو دیں اور اسی وقت ابھی اسی جگہ کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ شروع ہو جائے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی دیوبندی مولویوں پر قہر الٰہی کی برق خاطف گر پڑی اور عبداللطیف کھڑے ہو گئے اور منظور سنبھلی کی تلقین پر بولنے لگے کہ ہم کفر و اسلام پر مناظرہ نہیں چاہتے۔ ہمیں آپ کے بیان کے بعض مضامین پر شبہہ ہے۔ ان پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ شیر بیشۂ سنت نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیان میں دیو کے بندوں کا قطعی یقینی کفر و ارتداد بھی واضح کیا ہے۔ بتایئے آپ لوگوں کو اس میں شبہ ہے یا نہیں؟ اگر واقعی آپ کو اس میں کوئی شک نہیں، تو بسم اللہ اس کی ایک تحریر لکھ کر ہم کو دے دیجئے کہ ہم کو نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ پھر ہم بعونہ تعالیٰ آپ کو اپنا دینی بھائی سُنی مسلمان سمجھ کر، آپ کے تمام شبہات کو رفع کریں گے اور اگر آپ کو دیوبندیوں کے کفر و ارتداد میں بھی شبہ ہے، تو پہلے یہی شبہ ہم سے رفع کرا لیجئے، کیونکہ یہ کفر و اسلام کا معاملہ ہے۔ جو دوسرے تمام مسائل فرعیہ سے اہم ہے۔ اس کا جواب کچھ سمجھ میں نہ آیا اور دیوبندی مولوی اپنی جماعت کو لیے ہوئے اپنی کرسیاں اوندھی اپنے سروں پر رکھے ہوئے جلسہ گاہ سے شور مچاتے ہوئے چل دیئے کہ ہم کو اپنے جلسہ میں مناظرہ کی اجازت نہیں دیتے۔ تمام حاضرین جلسہ ان کے اس دروغ بررو (کھلم کھلا جھوٹ بولنے) پر نفریں و ملامت کر رہے تھے۔ مگر جس کو واحد قہار جل جلالہٗ کی لعنت کی پرواہ نہیں، وہ مخلوق کے تھوکنے سے کیا شرمائے گا؟ وہ تو یہی سمجھے گا کہ چلو، اچھا ہوا کہ ایک لوٹا پانی ہی بچ گیا۔ پھر حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ

بھائیو! آپ کو کچھ معلوم ہے کہ مسائل فرعیہ میں مناظرہ کا اتنا شوق اور اپنے اور اپنے بڑوں کے کفر پر مناظرہ سے اتنا گریز کہ کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کا نام ہی ہر دیوبندی مولوی کے لیے پیغامِ موت سے کم نہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا سبب صرف اس قدر ہے کہ مسائل فرعیہ میں اہل سنت کے درمیان اختلاف ہوا ہی کرتا ہے۔ اہل سنت نے بھی کچھ آیات کریمہ و احادیث اور اقوال بزرگان سلف پیش کیے، وہابیہ نے بھی اپنے مطلب کو مفید سمجھ کر کچھ آیتیں حدیثیں علماء کی عبارتیں پیش کر دیں۔ عوام حاضرین یہ نتیجہ لے کر اٹھے کہ دونوں طرف کے مولوی آیتیں حدیثیں پڑھ رہے تھے۔ ہم کیا سمجھیں؟ کون حق پر ہے؟ کون باطل پر؟ مولویوں کے جھگڑے ہماری سمجھ میں نہیں آسکتے ہیں۔ ان میں دخل دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن جب دیوبندیوں کے عقائد کفریہ خبیثہ کھلتے ہیں اور خواص و عوام سب پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دیو کے بندوں نے اللہ عزوجل کو جھوٹا کہا۔ حضور اقدس ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے سے انکار کیا۔ حضور انور ﷺ کے علم غیب کو شیطان کے علم غیب سے کم بتایا۔ حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے مثل ٹھہرایا اور ان کے سوا اور بہت سے کلمات ملعونہ اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کی رفیع و جلیل سرکاروں میں بکے۔ تو ہر چہار طرف سے ملامت و لعنت کی صدائیں آنے لگتی ہیں اور پھر دیو کے بندوں کا کوئی مکر و فریب نہیں چل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دیو کے بندے اپنے عقائد باطلہ کفریہ پر مناظرہ کے لیے ہرگز آمادہ نہیں ہوتے۔

پھر شب کو بعد عشاء جلسہ ہوا جس میں شیر بیشۂ سنت کے بعد حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے کلمات طیبات سے مسلمانان اہلسنت کے قلوب میں محبت و عظمت خدا و رسول جل و علا و علیہ الصلاۃ والسلام کے انوار چمکا دیے اور حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکر میلاد پاک و قیام و صلاۃ و سلام پر جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

’’حضرت صدرالافاضل کی امرتسر کے لئے روانگی‘‘

چونکہ حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء دام ظلہم الاقدس کوامرتسر تشریف لے جاکر، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شرکت فرمانا ضروری تھا۔اس لیے صبح بروز جمعہ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مسلمانان اہلسنت کے پُرشوکت جلوس کے ساتھ مراجعت فرمائے وطن ہوگئے اور حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا کہ یہاں کے وہابیہ دیوبندیہ کی کھوپڑیوں میں کیڑا کُلبلا رہاہے۔جب تک ان کی ایسی سرکوبی نہ ہوگی،جیسی (انا اُحی و امیت۔ ترجمہ:۔میں جلاتا اور مارتا ہوں) کہنے والے ان کے بڑے کی ہوئی تھی،اس وقت تک دیوبندیت نچلی نہیں بیٹھ سکے گی اور آپ نے تین چار روز کے لیے مزید قیام فرمادیا اور منظور سنبھلی اوران کے استاد مئو والے مولوی حبیب الرحمٰن اور دیگر تمام مولویانِ دیوبندیہ کو پیغام بھجوایا کہ آج شب کو پھراسی مقام پر میرا بیان ہوگا۔اگر آپ لوگوں میں کچھ بھی جرأت و ہمت وحیا وغیرت ہے،تو اپنے تمام مولویوں کو اپنی پشت پر لے کر آجایئے اور اپنا اور اپنے بڑوں کا مسلمان ہونا ثابت فرمایئے۔شب کو ساڑھے تین گھنٹے تقریر جاری رہی۔ساڑھے بارہ بجے تک دیوبندی مولویوں کا انتظار رہا،مگر کوئی دیوبندی مولوی سامنے نہ آیا اور سیکڑوں کی تعداد میں جو شائقین صرف کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ دیکھنے کی امید میں آئے تھے،دیو کے بندوں کی اس پردہ نشینی نے ان سب کی حسرتوں کو خاک میں ملا دیا اور وہ بے چارے منظور سنبھلی اوران کے پشت سواروں کی خانہ نشینی و بُزدلی اور روباہ منشی (لومڑی فطرت) کو درازیِ بقا کی دُعائیں دیتے اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے چلے گئے۔

’’تھی خبر گرم کہ نجدی کے اُڑیں گے پُرزے ÷ دیکھنے ہم بھی گئے تھے،یہ تماشا نہ ہوا‘‘

دیوبندیوں کی ’’یاپولیس المدد‘‘ پکار کر مناظرے سے جان بچانے کی ناکام کوشش

اب کہ دیو کے بندوں نے دیکھا کہ یہ تو **’’سنگ آمد وسخت آمد‘‘** (پتھر آیا وہ بھی بھاری) کا مضمون ہے۔بیشۂ سنت کا شیر ہماری چھاتیوں پر چڑھا بیٹھا ہے اور تمام روباہان صحرائے دیوبندیت وگُرگان دشتِ نجدیت (دیوبندی لومڑیوں اورنجدی بھیڑیوں) کو للکار رہا ہے۔دیوبندیوں کے تمام اکابر واصاغر کوسکتہ ہے۔نہ کوئی ہمکتا ہے،نہ کوئی ڈر کے مارے سسکتا ہے۔تو اپنے بڑوں کی پُرانی سنت تھامی اور **’’یاپولیس المدد‘‘** کی چیخ وپکار شروع کردی۔ روز شنبہ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ کو اپنے چند نفر مئو بھیجے اور تھانہ میں فساد کے جھوٹے اندیشے بتا کر نائب تھانیدار صاحب کو بلا لائے اور اُن کے سامنے دیوبندی مولوی روئے،دھوئے، چیخے،چلّائے کہ مولوی حشمت علی صاحب نے ہمارے پیشواؤں کو کھلم کھلا کافر مرتد کہا ہے۔ مسلمانوں میں ہیجان برپا کردیا ہے اور فتنہ وفساد کا سخت اندیشہ ہے۔لہٰذا مولوی حشمت علی صاحب کی تقریروں کوممنوع کردیا جائے یا ان کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دے دیا جائے۔ مگر نائب تھانیدار صاحب نے یک طرفہ کارروائی کو اپنے فرض منصبی کے خلاف سمجھا اور حضرت شیر بیشۂ سنت کی خدمت میں اپنے آدمی کو بھیجا اور جب پورے طور پر معاملات ان پر منکشف ہوگئے،تو انہوں نے دیوبندی مولویوں کو مناظرے کے لئے مجبور کیا اور اُن پر زور ڈالا کہ آپ لوگ ضرور مناظرہ کیجئے۔آخر مرتا کیا نہ کرتا **’’طوطے کی بلا بندر کے سر‘‘**۔منظور سنبھلی کو لرزتے ہوئے ہاتھوں سے حسب ذیل تحریر لکھ کر حضرت شیر بیشۂ سنت کی خدمت میں بھیجنی پڑی۔

''مناظرہ کے لئے منظور نعمانی کی تحریر''

بِاسْمِهٖ تَعَالٰی حَامِداً وَّ مُصَلِّیاً وَّ مُسَلِّمًا ۔ از بندۂ ناچیز محمد منظور نعمانی عفی اللہ عنہ بگرامی خدمت جناب مولوی حشمت علی صاحب بعد ''مَا هُوَ الْمَسْنُوْنُ'' اس وقت یہاں کے مسلمانوں میں ہمارے اور آپ کے عقائد کے متعلق بہت زیادہ غلط فہمی پھیل گئی ہے۔ بالخصوص مسئلہ علم غیب کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر میرے اور آپ کے مابین مباحثہ ہوجائے کہ مسلمانوں کی غلط فہمی دور ہوجائے اور اگر خدا توفیق دے، تو ان کا باہمی اختلاف بھی دور ہوجائے۔ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر بحث ہوجانے کے بعد دوسرے مختلف فیہ مسائل پر اگر آپ مباحثہ فرمانا چاہیں، تو بندہ اس کے لیے بھی حاضر ہے۔ اگر جناب اس کے لیے آمادہ ہوں، تو اسی رقعہ پر اپنی آمادگی (رضامندی) لکھ دیں۔ وقت بہت کم اور کام بہت زیادہ۔ لہٰذا تاخیر نہ فرمائی جائے۔ بندہ آپ کو اطمینان دلاتا ہے کہ میرا مقصد صرف اصلاحِ حال ہے۔ ''**واللہ علی ما نقول شہید۔**''

فقط والسلام علی اہل الاسلام ۱۳، اکتوبر ۳۳ء ۹ بج کر ۱۰ منٹ۔ استکتبہٗ، احقر عباد اللہ محمد منظور النعمانی (عفا عنہ)

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فوراً اس کا حسب ذیل جواب روانہ فرمایا۔

جناب مولوی منظور حسین صاحب۔ بعد مراسم سنت۔ ملتمس خدمت ہوں کہ ابھی جناب کی تحریر باستدعائے مناظرہ برمسئلہ علمِ غیب فقیر کے پاس آئی۔ فقیر کو بعونہ تعالیٰ و بعون رسولہ علیہ الصلاۃ والسلام و بعون غوث الوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ احقاق حق و ابطال باطل کے لیے ہر وقت مناظرہ منظور ہے، بشرطیکہ تہذیب وشائستگی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے۔ لیکن

افسوس کہ آپ نے مبحثِ مناظرہ ایک مسئلہ فرعیہ کو مقرر کیا ہے۔ باوجودیکہ اہل سنت و وہابیۂ دیوبند کے درمیان اصولی مسائل میں اختلاف موجود ہے۔ جن کی بنا پر اہلسنت دیوبندیوں کو کافر مرتد جانتے ہیں اور دیوبندیہ سنیوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ اصولی زبردست اختلاف پر مباحثہ کو پیچھے ڈالنا اور ایک مسئلہ فرعیہ کو بحث کے لیے آگے لانا، جو معنی رکھتا ہے، ظاہر ہے۔ لیکن چونکہ ان مسائل پر بحث ومناظرہ سے اپنی کمزوری و عاجزی محسوس کرتے ہوئے آپ نے ان سے پہلو بچایا ہے لہٰذا فقیر کو آپ کی خاطر منظور مگر افسوس کہ احقاق حق کے شوق کا ادعا اور تنگی وقت کا ابھی سے بہانہ۔ جب آپ کو احقاق حق کا شوق ہے، تو اس میں جس قدر بھی وقت صرف ہو، بڑا مبارک ہوگا۔ وقتِ مناظرہ بعونہ تعالیٰ پرسوں بروز یکشنبہ آئندہ ۲۴؍ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ بوقت صبح آٹھ بجے مقرر کیا جاتا ہے۔

والسلام علینا وعلی اہل الاسلام، شب شنبہ ۲۳؍ جمادی الاخری ۵۲ھ

حضور محدّث اعظم ہند، علامہ شاہ محمد کچھوچھوی کی خدمت میں قصبہ گھوسی کے عوام کا عریضہ۔ برائے تعاون مولانا حشمت علی خاں اور حضور محدّث اعظم کا والا نامہ۔ فتح کی پیشین گوئی۔

اُسی روز مولانا عبدالاحد خاں صاحب نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہاں دیوبندی مولویوں کا پورا جمگھٹ ہے اور شیر بیشۂ سنت تنہا ہیں۔ ان کی امداد کے واسطے **اگر حضرت بابرکت، مولانا مولوی شاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی** دامت معالیہم بھی تشریف لے آئیں، تو مناسب ہوگا۔ قصبہ گھوسی کے رہنے والے بھائی غلام اشرف صاحب سلمہٗ کو محدث صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت محدث صاحب دامت برکاتہم کا جو والا نامہ تشریف لایا،

وہ گویا مناظرے کے متعلق ایک پیشین گوئی تھی۔ جس کو اللہ عزوجل نے حرف بحرف پورا فرمادیا۔اس والا نامہ کو ہم یہاں پر نقل کردینا مناسب سمجھتے ہیں۔ یہ والا نامہ درحقیقت حضرت محدث صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی کرامت جلیلہ ہے۔

اعزازشد مولوی محمد عبدالاحد صاحب نعیمی سلمکم اللہ تعالیٰ۔ ادعیہ وافیہ وتحیہ زاکیہ۔

عزیزی غلام اشرف سلمہ آئے اور آپ کا خط ہمراہ لائے۔ مجھے اس موقعہ پر آنے میں کیا عذر ہوسکتا ہے مگر جہاں تک منظور کی علمی استعداد کا حال ہے، اسکی سرکوبی کے لیے اعزالاخوان فاضل جلیل الشان مولانا مولوی حشمت علی خاں نہ صرف یہ کہ کافی سے زیادہ ہیں بلکہ سچ پوچھیے تو اس مناظرہ کو منظور کرکے ہضما لنفسہ تنزل سے کام لیا ہے۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ حشمت کے جلو (دبدبے) میں فتح ونصرت رہی اور منظور ومفرور کا تو قافیہ ہی ایک ہے۔اسی سکون قلب واطمینان دل کا نتیجہ ہے کہ میں اپنے آنے کی کوئی ادنی ضرورت بھی نہیں محسوس کرتا۔ مجھ کو سہ شنبہ کو سفر کرنا ہے۔ جمعہ کا دن امرتسر میں گزرے گا۔شب کو تقریر کرکے نگینہ واپس ہونا ہے۔ یکشنبہ آئندہ تک وہاں تقریر کرنی ہے۔ دوشنبہ کو مرادآباد آؤں گا۔ پنج شنبہ کو وہاں سے روانہ ہوکر رائے بریلی آنا ہے۔اس طرح ماہ اکتوبر بھر کے لیے پابند ہوچکا ہوں۔ بلاوجہ عہد شکنی کیوں ہو؟ مجھے امرتسر کا بڑا خیال ہے کہ مولانا حشمت علی صاحب بھی اب غالبًا نہ پہنچ سکیں گے۔تو پھر میرے نہ جانے پر اہل جلسہ کتنا مضطر ہوں گے۔ بااین ہمہ اگر واقعی ضرورت ہوتی، تو سب کو ملتوی کرکے آجاتا۔لیکن یقین جانیے کہ کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور محض اسی وجہ سے کہ قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے، نہیں آتا۔

فقط فقیر اشرفی وگدائے جیلانی ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ کچھوچھہ شریف۔ ضلع فیض آباد۔

۲۳/ جمادی الاخری ۵۲ھ ،۱۲/ بجے دن

مناظرہ کا پہلا دن

کاروائی مناظرہ ۲۴/ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ۔ روز یکشنبہ (اتوار)

15-10-1933 - Sunday

یکشنبہ کے دن وہابیوں نے مناظرے کی آفت اپنے سر سے ٹالنے کے لیے طرح طرح کی روباہ بازیاں (مکروفریب) کیں۔مگر اہل سنت نے انکی ہر ایک گلی کو بند کیا اور مناظرہ انکے ساتھ کرہی کے چھوڑا۔ مئو کے داروغہ صاحب دیوبندیوں کے بلائے ہوئے آئے۔ان کے ذریعہ سے دیو کے بندوں نے مناظرہ بند کرانا چاہا اوران سے یہ کہا کہ ہجوم بہت زیادہ ہے۔ قرب وجوار کے گاؤں سے بھی بہت آدمی آگئے ہیں۔فساد ہوگیا، تو اُس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ یہ سُن کر داروغہ صاحب نے مناظرہ بند کردینا چاہا لیکن اہل سنت کی طرف سے جناب غلام رسول خاں صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر ایک گاؤں میں سے ایک مشہور سُنی اپنے گاؤں کے سنیوں کی ذمہ داری لے اور ایک بڑا وہابی اپنے گاؤں کے وہابیوں کا ذمہ دار بن جائے۔ دیوبندیوں نے اس میں بہت لیت ولعل (ٹال مٹول) کی، مگر تجویز معقول تھی۔ داروغہ صاحب نے منظور کرلی اور فریقین کی طرف سے ذمہ داری کی تحریر لکھی گئی اور ہر ہر گاؤں کے ایک ایک مشہور سُنی اور ایک ایک بڑے دیوبندی سے دستخط لئے گئے۔اب وہابیوں نے ایک اور چال چلی کہ داروغہ صاحب سے کہا کہ دونوں مناظروں سے اس مضمون پر دستخط لینے چاہئیں کہ دوران مناظرہ کلمات بے تہذیبی کا استعمال نہ ہوگا۔اس میں فریب یہ تھا کہ اگر اہل سنت کی طرف سے کفریات دیوبندیہ پیش کیے جاتے، تو فوراً دیو کے بندے رونے لگتے اور فریاد کرتے کہ دیکھیے داروغہ صاحب! ہم کو اور ہمارے اکابر کو کافر کہا جاتا ہے۔کلماتِ ناشائستہ بکے جارہے ہیں۔لہٰذا یا تو

مناظرہ بند ہوتا یا مبحث تکفیر پر بحث نہ ہوسکتی۔ چنانچہ جس وقت یہ تحریر دستخطی منظور سنبھلی جس میں یہ مضمون لکھا تھا کہ میں بے تہذیبی نہ کروں گا اور جس وقت پولیس حکم دیگی فوراً مناظرہ بند کردوں گا۔ حضرت شیر بیشۂ سُنت کے سامنے دستخط کے لیے پیش ہوئی۔ آپنے اس پر یہ تحریر فرمادیا کہ :

حضرت شیر بیشۂ سُنت کی تحریر:۔

بعون القدیر و بعون حبیبہ البشیر النذیر علیہ وعلی آلہ الصلاۃ المنورۃ والسلام المنیر ۔فقیر اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ فقیر کی طرف سے دوران مناظرہ سوا مبحث تکفیر دیوبندیہ کے کسی قسم کے دل آزار کلمات استعمال نہ ہونگے اور پولیس کے حکم پر مناظرہ بند کردیا جائے گا۔ رہا مبحث تکفیر دیوبندیہ، تو یہ اہل سنت اور وہابیوں کے درمیان زبردست اصولی اہم ترین اختلافی مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے جن تمثیلات وبیانات کی ضرورت ہوگی وہ مستثنیٰ رہیں گے۔

اس تحریر کو دیکھ کر دیو کے بندے مبہوت و ششدر رہ گئے اور اپنی مکّاری کی ناکامی پر کف افسوس ملنے لگے۔ اس کے بعد فریقین میدانِ مناظرہ میں پہنچے۔ باوجودیکہ دعوتِ مناظرہ دیوبندیوں نے سنیوں کو دی اور اہل سنت انکے مہمان تھے۔ مگر دیوبندیوں نے اپنی کمینگی کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ اپنے اسٹیج پر شامیانہ لگایا تھا۔ قالین بچھایا تھا۔ مگر اہلسنت کی نشست گاہ بالکل دھوپ میں تھی اور فرش کا بھی انتظام نہ تھا۔ تمام حاضرین یہ حرکت دیکھ کر دیو کے بندوں پر نفرت ولعنت کرنے لگے۔ لیکن حضرت شیر بیشۂ سنت نے بخندہ پیشانی فرمایا کہ مولوی منظور صاحب! ہم آپ کے مہمان ہیں۔ آپ کی شرافت ہم نے دیکھ لی۔ آپ نے یہ سمجھا ہے کہ حشمت علی مسافر غریب الوطن ہے۔ اسکو اس طرح دھوپ میں بٹھا کر ذلیل کیا

جائے۔ لیکن آپ سمجھ لیجئے کہ اگر میں چاہوں تو پندرہ منٹ میں شامیانہ اپنے لوازم کے ساتھ تیار ہوجائے، لیکن دیر بہت ہوگئی ہے۔ اس لیے اس وقت اسی طرح دھوپ ہی میں بیٹھوں گا اور سب سُنیوں کو دھوپ ہی میں بٹھاؤں گا اور آپ کی شرافت اور حیاداری سب کو دکھاؤں گا۔

پھر اس کے بعد منظور سنبھلی کی استدعا پر حسب ذیل تحریریں حضرت شیر بیشۂ سنت نے دستخط فرما کر سنبھلی کے حوالے کیں:۔

نمبر:۱	علم حضورِ اکرم ﷺ کو اللہ عزوجل کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں، جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو کروروں سمندروں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ یہ دونوں متناہی ہیں اور علم نبوی متناہی اور علم الٰہی غیر متناہی۔ اگرچہ یہ متناہی بذات خود ایسا وسیع ہے کہ تمام ماکان وما یکون کے تفصیلی معلوت کو محیط ہے۔ یہ علم ماننا اس حد کی قطعیت کو نہیں پہنچا ہے کہ اس کا انکار کفر ہو۔ اگرچہ ایسی قطعیت اس مسئلہ میں ضرور ہے کہ اس کا منکر گمراہ ہوگا۔ دستخط:۔ فقیر حشمت علی خاں غفرلہٗ
نمبر:۲	ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ بوقت تکمیل نزول قرآن پاک تمام ماکان وما یکون کا علم تفصیلی محیط حضور اقدس ﷺ کو مکمل طور پر حاصل ہوگیا۔ اس سے قبل کے لیے ہمارا کوئی دعویٰ نہیں۔ لہٰذا اس کے متعلق کسی دلیل کا طلب کرنا بھی فضول ہے۔ دستخط:۔ فقیر حشمت علی خاں غفرلہٗ
نمبر:۳	حضور اقدس ﷺ کے لیے بعطائے الٰہی تمام ماکان وما یکون کے تفصیلی علم محیط کا منکر اگرچہ کافر نہیں لیکن اہلسنت سے خارج ہے۔ دستخط:۔ فقیر حشمت علی خاں غفرلہٗ

■ **ایک تحریر درمیان مناظرہ میں لکھی گئی، جو یہ ہے:۔**

نمبر:۴	طلب العلم فریضۃ میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔اس لیے اس میں دین کا علم مراد ہے۔ دستخط:۔ فقیر حشمت علی خاں غفرلہٗ

● **پھر منظور سنبھلی سے حسب ذیل سوالات کے جوابات تحریراً لئے گئے۔**

(۱) حضور ﷺ کے لیے جو شخص بعطائے الٰہی تمام ما کان و ما یکون کا تفصیلی علم محیط مانے، وہ آپ کے نزدیک کافر ہے یا مسلمان؟

(۲) مسلمان ہے تو سنی ہے یا بدمذہب؟

(۳) کافر ہے تو فقہی کافر ہے یا کلامی؟

(۴) جو شخص حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے دیوار کے پیچھے کے علم کا بھی منکر ہو مگر شیطان کے لیے تمام روئے زمین کا علم محیط مانتا ہو، تو وہ کافر ہے یا مسلمان؟

(۵) جو شخص انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مطلع علی الغیب ہونے کا منکر ہو، تو وہ کافر ہے یا نہیں؟

(۶) جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کو بچوّں پاگلوں جانوروں کے علم غیب سے تشبیہ دے، وہ کافر ہے یا نہیں ؟

● **مندرجہ بالا سوالات کے جوابات تحریر نمبر: ۱ میں درج ہیں۔اس تحریر کے علاوہ مولوی منظور نعمانی سے مزید چار تحریریں لی گئیں، جو ذیل میں درج ہیں :۔**

تحریر نمبر:۱

(۱) کافر نہیں ہے۔

(۲) بدمذہب ہے۔

(۳) جب کافر نہیں، تو تشقیق بے کار ہے۔

(۴) شخص مذکور کا عقیدہ رسولِ خدا ﷺ کے متعلق جب تک پورا معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔البتہ اگر اس کے قائل کا مقصد اس سے آنحضرت ﷺ کی توہین ہے، تو وہ کافر ہے۔

(۵) جو مطلع علی الغیب ہونے کا منکر ہو، وہ یقیناً مسلمان ہے۔کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ الغیب پر الف لام استغراق کے لیے ہے۔

(۶) اگر مطلق بعض کے حصول میں اشتراک کا بیان مقصود ہے۔ نہ توہین، نہ عبارت مُشْعِر (ظاہر کرنے والا) توہین، تو ہرگز وہ شخص کافر نہیں ہے۔ دستخط:۔ محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

تحریر نمبر:۲

جمیع معلومات الٰہیہ کا علم محیط غیر خدا کے لئے بعطائے الٰہی ماننا کفر ہے۔

دستخط:۔ محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

تحریر نمبر:۳

اشعۃ اللمعات صفحہ:۱۸۴ جلد اول میں ہے و**"نیز فرمودہ است کہ من بشرام۔ نمیدانم کہ درپس ایں دیوار چیست"** (ترجمہ: اور فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں۔اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا۔) اس حدیث کو صاحبِ مشکوٰۃ نے نہیں نقل کیا ہے بلکہ شیخ محقق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے اور اس مقام پر مسند کا ذکر نہیں فرمایا۔

فقط اسکتبہ محمد منظور النعمانی عفا اللہ عنہ۔

نوٹ:۔ دورانِ مناظرہ سنبھلی نے کہا کہ **"گمراہ کرنے کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے زائد شیطان کو ہے۔حضور کو یہ علم شیطان سے کم ہے۔"** جب اُن سے کہا گیا کہ اس

مضمون کولکھ دیجئے تو چرچے (خیال کیا) کہ اس عبارت میں تو اور زائد کھلا اقراری کفر ہے۔تو مکّاری کے ساتھ عبارت مذکورہ کے بدلے یہ تحریر دی:۔

تحریر نمبر:۴

”شیطان کو گمراہ کرنے کا فن آتا ہے مگر آن حضرت ﷺ اس سے بالکل پاک ہیں۔ آپ کا کام ہدایت ہے نہ کہ اضلال“ دستخط:۔ **محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ**

نوٹ:۔ دوران تقریر سنبھلی نے یہ کہا کہ **”دنیاے دنی کے علوم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا حضور کی توہین ہے“۔**

جب اُن سے اس کی تحریر طلب کی گئی، تو بوکھلا گئے کہ یہ تو گلے کا غُل ہوجائے گا، تو نہایت عیاری کے ساتھ اُس عبارت کے بدلے، یہ عبارت لکھ دی:۔

تحریر نمبر:۵

”ناپاک علم آنخضرت ﷺ کے لیے شایان شان نہیں بلکہ یہ کہنا کہ آنخضرت ﷺ کے قلب مبارک میں یہ بے ہودہ علم بھرے ہوئے ہیں، آپ کی توہین ہے“۔

دستخط:۔ **محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ۔**

مناظرہ شروع ہونے سے پہلے دیو کے بندوں نے اپنے ایک ہم مشرب مولوی عصمت اللہ صاحب پروفیسر پٹنہ کالج کے لیے صدارت کی تحریک کی۔اگرچہ اہلسنت کو معلوم تھا کہ مولوی عصمت اللہ صاحب چھپے ہوئے وہابی ہیں۔لیکن محض اس لیے کہ کسی طرح مناظرہ ہوجائے اور کہیں اس کی صدارت کا انکار ہی سدّ باب مناظرہ نہ ہوجائے، انہیں کی صدارت

منظور کر لی اور حضرت شیر بیشہ سنت نے کھڑے ہو کر اعلان فرمادیا کہ مولوی عصمت اللہ صاحب صرف صدر ہیں۔مناظرہ کے حکم نہیں۔ان کو صرف اس قدر حق ہے کہ مجمع کو اپنے قابو میں رکھیں۔عوام کو شور وشغب سے روکیں لیکن کسی مناظر کی فتح وشکست کا فیصلہ ان کے اختیار میں نہیں۔اس کا فیصلہ حاضرین میں سے ہر ایک کا ایمان کرے گا۔اس کے بعد مناظرہ اس طرح شروع ہوا۔

توحید الٰہی ونعت رسالت پناہی میں ایک نہایت فصیح وبلیغ

ایمان افروز شیطان سوز خطبہ پڑھنے کے بعد

مسلمان سنی بھائیو! السلام علیکم، ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اہلسنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے درمیان اور مسائل نزاعیہ کے علاوہ ایک اختلافی مسئلہ علم غیب بھی ہے لیکن الحمد للہ اتنی بات پر تو میرا اور مولوی منظور سنبھلی کا مناظرہ سے قبل ہی اتفاق ہوگیا کہ **حضور اقدس** ﷺ کے ماکان وما یکون کا تفصیلی علم محیط بعطائے الٰہی ماننے والا کافر نہیں۔اب یہ اختلاف رہا کہ یہ علم واقع میں **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** کے لیے حاصل بھی ہے یا نہیں؟ لیکن اسی علم غیب کے متعلق چند مسائل ہمارے اور دیوبندیوں کے درمیان وہ ہیں، جن میں اختلاف کفر واسلام کا اختلاف ہے۔جن کا ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان ہے اور اُن کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ شک کرنے والا قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔لہٰذا پہلے انہیں مسائل میں بحث کر کے ان کو طے کر لینا چاہئے۔

ہمارے نزدیک مخلوقات میں کسی کے علم کو بھی **حضور اقدس** ﷺ کے علم اقدس سے زائد کہنے والا کافر ہے، لیکن دیوبندی وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت دونوں کا علم رسول اللہ ﷺ سے زائد ہے۔ ان کے مقتدا رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی اپنی مصدقہ و مصنفہ کتاب "**براہین قاطعہ**" مطبوعہ:۔ بلالی اسٹیم پریس۔ ساڈھورہ کے صفحہ: ۵۱ پر لکھتے ہیں "**شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے**"۔

اس عبارت سے چار سطر پہلے لکھا شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ "**مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں**" اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ **حضور اقدس** ﷺ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں لیکن ملک الموت اور شیطان کو تمام دنیا کا علم محیط حاصل ہے اور معاذ اللہ **حضور اقدس** ﷺ سے زائد ملک الموت اور شیطان کا علم ہونے پر نص قطعی قائم ہے۔ منظور سنبھلی صاحب بتائیں! ایسا لکھ کر گنگوہی و انبیٹھوی دونوں کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟ اسی طرح ہم مسلمانانِ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ کو ان کے رب جل جلالہ نے ایسا علم عظیم وسیع عطا فرمایا، جس کا مثل و نظیر کسی مخلوق کو نہیں ملا۔ لیکن وہابیۂ دیوبندیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم **حضور اقدس** ﷺ کو ہے ایسا تو ہر بچے ہر پاگل ہر جانور ہر چار پایے کو بھی ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "**حفظ الایمان**" مطبوع انتظامی پریس، کانپور کے صفحہ: ۸ پر لکھا "**آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع**

حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے" ڈھائی سطر بعد "**اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے**" اس عبارت میں علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ علم محیط کل اور علم بعض۔ پہلی قسم کو **حضور انور** ﷺ کے لیے نقلاً و عقلاً باطل بتایا۔ اب **حضور اقدس** ﷺ کے لیے بعض علم غیب رہ گیا اور یقیناً یہی مراد ہے اور قطعاً یہی واقع میں **حضور اقدس** ﷺ کو حاصل ہے (اگر چہ ہم اہلسنت کے نزدیک یہ بعض بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ تمام ما کان و ما یکون کا تفصیلی علم محیط بھی اس کا ایک ادنی بعض ہے) اسی کو کہا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پایے کو بھی حاصل ہے۔ تو صاف صریح وہی مطلب ہوا کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پایے کو بھی ہے۔ منظور صاحب بتائیں! ایسا لکھ کر تھانوی صاحب کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟ سنبھلی صاحب نے **حضور اقدس** ﷺ کے لیے اطلاع علی الغیب کے منکر کو الف لام کے نیچے لاکر کفر سے بچایا ہے۔ مگر رشید احمد گنگوہی اپنے رسالہ میں جس کا نام یہ ہے مسئلہ "**در علم غیب رسول اللہ** ﷺ" صفحہ: ۲ پر یوں لکھتے ہیں "**اس میں ہر چار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں اور اس مدعی کے اثبات پر ہزاروں آیات شاہد ہیں**" بتایئے اس عبات میں گنگوہی نے غیب پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مطلع ہونے کا مطلقاً انکار کیا یا نہیں؟ کہیئے اس میں الف لام استغراق کا کہاں ہے؟ بلکہ استغراق پر دلالت کرنے والا کوئی حرف بھی نہیں اور اسی الف لام ہی کا سہارا پکڑ کر اس کے قائل کو کفر سے بچایا تھا۔ اب بولیے گنگوہی کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟۔ اسی سلسلہ میں ایک مزہ دار سوال اور بھی کرتا چلوں۔ یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں اسمٰعیل دہلوی کی کتاب "**تقویۃ الایمان**" مطبوعۂ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی ہے۔ اس کے صفحہ: ۱۰ پر لکھتے ہیں "**جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اس کی دہائی**

دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں، زبان سے یا دل سے یا اسکی صورت کا یا اسکی قبر کا خیال باندھتا ہوں، تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں، جیسے بیماری وتندرستی وکشائش وتنگی، مرنا، جینا، غم وخوشی، سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے مونھ سے نکلتی ہے، وہ سب سُن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے، وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں۔ اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔ سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء واولیاء سے رکھے، خواہ پیر وشہید سے، خواہ امام وامام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے" اس عبارت میں جس قدر امور کے علم کے اعتقاد پر شرک کا فتوی دیا ہے، انکو جملہ ما کان و ما یکون کے تفصیلی علم محیط کے ساتھ ہی نسبت ہے یا نہیں؟ جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کا لاکھوں سمندروں کے ساتھ اور سنبھلی صاحب ابھی تحریر دے چکے کہ جملہ ما کان و ما یکون کا تفصیلی علم محیط بعطائے الٰہی غیر خدا کے لیے ماننے والا مسلمان ہے، کافر نہیں۔ اب اگر دہلوی سچے ہیں تو سنبھلی مشرکوں کو مسلمان کہہ کر کافر ہو گئے اور اگر سنبھلی سچے ہیں تو اسمٰعیل دہلوی مسلمانوں کو مشرک بتا کر کافر ہو گئے اور پھر دہلوی کو اپنا امام وپیشوا مان کر سنبھلی کافر ہو گئے۔ سنبھلی صاحب دونوں طرف سے کافر ہو گئے اور ان کے دونوں راستے بند ہو گئے۔ مسلمانو یہ ہے **حضور اقدس** ﷺ کا معجزۂ قاہرہ کہ اپنے دشمنوں کا کفر و ارتداد خود انہیں کے مونھوں سے قبلوا دیا۔ وللہ الحمد! سنبھلی صاحب! یہ بھی بتاتے چلیں کہ اس عبارت میں دہلوی نے علم عطائی کو اللہ کا سا بتا کر علم الٰہی کو عطائی کہا یا نہیں؟ اور علم الٰہی کو عطائی

کہنے والا کھلا کافر مرتد ہے یا نہیں؟ میری اس تقریر میں چار عبارتوں پر زبردست اہم اصولی اعتراضات ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سنبھلی صاحب ان کا ایسا صاف واضح جواب دیں گے کہ اختلاف رفع ہو جائے۔ جواب دیتے ہوئے ذرا اس کا بھی لحاظ رہے کہ براہین وحفظ الایمان کی عبارات پر علمائے حرمین طیبین نے بھی کفر وارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(درود وتاج پڑھنے کے بعد) مولانا حشمت علی خاں صاحب اور ان کے اکابر کا یہ عقیدہ کہ **اللہ تعالیٰ** نے **رسول خدا** ﷺ کو جمع مغیبات کا علم دیا، یہ قرآن کے خلاف ہے۔ سورۂ یٰس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ" (پارہ:۲۳، سورۂ یٰسین، آیت:۶۹) یعنی "**ہم نے اپنے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔**" اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہیں۔ دوسرے یہ کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان کے لائق جو علوم ہیں، وہی ان کو دیے گئے اور جو ان کی شان کے لائق نہیں، وہ ان کو نہیں ملے۔ **رسول اللہ** ﷺ نے کوئی شعر اپنی عمر بھر میں نہ پڑھا۔ کبھی کسی شعر کا صحیح وزن نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی کا پیٹ شعر سے بھرے، اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ پیپ سے بھر جائے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ **رسول خدا** ﷺ نے کبھی کوئی شعر کہا۔ کیا حضور کو شعر کا علم تھا یا نہیں؟ اگر تھا، تو اللہ نے تو دیا نہیں، پھر کہاں سے آیا؟ معلوم ہوا کہ حضور کے لیے علم شعر ماننے والا قرآن وحدیث کا مخالف ہے۔ امرأالقیس بہت زبردست شاعر تھا۔ آپ کے اعلیٰ حضرت بھی شعر کہتے تھے اور سنا ہے کہ جناب بھی شعر کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے کوئی شعر نہیں کہا۔ تو کیا امرأالقیس کی یا آپ کی اور آپ کے پیر ومرشد کی شان **جناب رسالت مآب** ﷺ سے بڑھ گئی؟ اگر آپ ثابت کر دیں کہ **رسول اللہ** ﷺ نے کوئی شعر کہا تو فی شعر پانچ روپیہ انعام لیں۔ (غرض اسی مضمون کو بیگھوں میں پھیلا کر بیان کیا اور دس منٹ ختم کر دیے)

دیوبندی مناظر کی عربی دانی کی جہالت

اپنی اسی تقریر میں سنبھلی صاحب نے مغیبات کو ''مُغِیْبَات''، یعنی بضم المیم وکسر الغین وسکون الیاء پڑھا۔ اس پر حضرت شیر بیشۂ سنت نے ٹوکا کہ یہ کیا صیغہ ہے؟ تو سنبھلی صاحب مبہوت ہوگئے۔ سنبھلی صاحب کی بے کسی و بے بسی اُس وقت قابل تماشا تھی۔ شیر بیشۂ سنت نے فرمایا چار پانچ برس ہوئے کہ سنبھل میں بھی آپ نے یہ صیغہ غلط پڑھا تھا اور تین روز کے پیہم مطالبوں تقاضوں پر بھی آپ اس کو صحیح نہیں پڑھ سکے۔ افسوس کہ اس طویل مدت میں بھی آپ کو ایک صحیح لفظ معلوم نہ ہوسکا۔ اچھا آپ کی پشت پر جو ڈیڑھ سو مولوی موجود ہیں، ان سب سے پوچھ کر جواب دیجئے۔ سنبھلی صاحب کی عاجزی و مجبوری دیکھ کر جناب مولوی عصمت اللہ صاحب صدر مناظرہ کو ان پر رحم آیا اور کھڑے ہوکر سنبھلی صاحب سے کہنے لگے کہ اس وقت میزان ومنشعب کا امتحان نہیں ہے۔ صیغے تو بچے بتایا کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہرگز صیغہ نہ بتائیے۔ شیر بیشۂ سنت نے فرمایا کہ مجھے یہی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہابیۂ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے بڑے بڑے مولویوں کو میزان منشعب بھی نہیں آتی اور اُن کو اتنی بھی لیاقت نہیں جتنی مبتدی طلبہ کو ہوتی ہے مگر صدر صاحب نے کسی طرح صیغہ پوچھنے کی اجازت ہی نہ دی۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

مسلمانانِ اہلسنت! آپ حضرات کو پہلی فتح مبارک! سنبھلی صاحب نے اپنی دس منٹ کی تقریر میں میرے کسی اعتراض کو ہاتھ نہیں لگایا۔ نہ اپنا اور اپنے بڑوں کا کفر اُٹھایا۔ بحمدہٖ تعالیٰ! یہ میری حقانیت کی بُرہان اور سنبھلی کی بطلان کی دلیل ہے۔ سنبھلی صاحب نے سارا زور اس پر دیا ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ کو شعر کا علم نہیں دیا گیا۔ مگر پہلے یہ بتانا چاہئے کہ علم ہمیشہ صرف بمعنی دانستن (جاننا) ہی آتا ہے۔ کبھی لفظ علم سے ملکہ مراد نہیں ہوتا اور جب علم بمعنی ملکہ

بھی آتا ہے، تو آیت کریمہ کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے اپنے محبوب ﷺ کو شعر کہنے کا ملکہ نہیں دیا۔ انکو شعر بنانے پر قادر نہیں کیا اور نہ شعر بنانا انکی شان کے لائق ہے۔ پھر ملکہ کی نفی سے علم کی نفی کیونکر ثابت ہوگی؟ کیا علم اور ملکہ دونوں ایک ہی ہیں؟ یا علم کو ملکہ لازم ہے؟ ہاں یہ صحیح ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ نے تمام عمر شریف کوئی شعر نہیں فرمایا۔ مگر شعر نہ کہنے سے شعر کو نہ جاننا کیونکر ثابت ہوا؟ کیا یہ لازم ہے کہ جو شخص عمر بھر شعر نہ کہے، اس کو حقیقت شعر کا علم بھی نہ ہو؟ اور آپ کو ماننا ہی پڑے گا، ورنہ تقریب تمام نہ ہوگی۔ اچھا تو اب فرمایئے! کیا اللہ عزوجل نے کبھی کوئی شعر کہا ہے؟ اگر ہاں تو فی شعر پانچ روپیہ انعام آپ کو دیا جائے گا اور اگر فی الواقع اللہ تعالیٰ نے کبھی کوئی شعر نہیں فرمایا، تو کیا آپ کے اصول پر یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ خدائے پاک جل جلالہ بھی شعر نہیں جانتا؟ اتنا اور بتا دیجیے کہ آپ کے پیشواؤں قاسم نانوتوی و محمود حسن دیوبندی نے طویل طویل قصیدے اور مرثیے لکھے اور اللہ عزوجل نے کبھی کوئی شعر نہیں فرمایا۔ تو آپ کے اصول پر یہ بھی لازم آیا یا نہیں کہ آپ کے پیشواؤں کو ایک ایسا علم حاصل ہے، جو اللہ تعالیٰ کو نہیں۔ معاذ اللہ اتنا اور عرض کردوں۔ یہ دیکھیے علامہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف صفحہ: ۶۸ پر فرماتے ہیں:۔

''اِنَّمَا كَانَتْ غَايَةُ مَعَارِفِ الْعَرَبِ النَّسَبُ وَاَخْبَارُ اَوَائِلِهَا وَالشِّعْرُ وَالْبَيَانُ وَهٰذَا الْفَنُّ نُقْطَةٌ مِّنْ بَحْرِ عِلْمِهٖ ﷺ وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى جَحْدِ الْمُلْحِدِ بِشَيْءٍ مِّمَّا ذَكَرْنَاهُ''

ترجمہ: **''عرب کے کمالات علمیہ کی نہایت نسب اور متقدمین کے واقعات اور شعر و بیان کا جاننا تھا اور یہ فن حضور اکرم ﷺ کے علم کے**

سمندر میں سے ایک نقطہ ہے اور ان میں سے کسی چیز کے انکار کی کسی ملحد کو گنجائش نہیں''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"الشفا بتعریف حقوق المصطفی" مصنف:۔ علامہ قاضی عیاض اُندلسی، المتوفی ۵۴۴ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان۔ جلد:۱، قسم:۱، باب:۴، فصل:۲۶، صفحہ:۲۳۳۔

- اسی مضمون کی تصریح:۔

(۱) **ملا علی قاری** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **شرح شفا، جلد سوم، صفحہ:۲۴۱** پر

اور

(۲) **علامہ شہاب الدین خفاجی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **نسیم الریاض، جلد:۳، صفحہ:۲۴۱** پر فرمائی ہے۔

اب سنبھلی صاحب بتائیں کہ ان کے نزدیک یہ تینوں مقتدایان اسلام سچے ہیں، تو خود سنبھلی ملحد بے دین ہوئے یا نہیں؟ اور اگر سنبھلی صاحب خود اپنی آپ کو سچا کہیں، تو ان کے فتوے سے امام قاضی عیاض و علامہ خفاجی و ملا علی قاری تینوں قرآن و حدیث کے مخالف ہوئے یا نہیں؟

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

ساری پبلک دیکھ رہی ہے کہ آپ نے میری کسی دلیل کا کچھ جواب نہیں دیا۔ **رسول اللہ** ﷺ کا بنایا ہوا ایک شعر بھی نہیں نقل کر سکے بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر کبھی حضور نے دوسرے کا شعر بھی پڑھا، تو اس کو بھی صحیح نہیں پڑھا، آپ نے کہا تو یہ کہا کہ آیت کریمہ میں ملکہ کی نفی ہے۔ میرے مہربان ملکہ بھی تو ما کان و ما یکون میں ہے۔ اگر علم کو ملکہ کے معنی میں

رکھیں، جب بھی ہم کو منظور ہے۔ مولوی صاحب نے یہ تو کہہ دیا کہ علم ملکہ کے معنی میں آتا ہے مگر اس کا ثبوت کچھ نہ دیا۔ دوسری دلیل سنیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ" (پارہ:۲۹، سورۃ المدثر، آیت نمبر:۳۱) یعنی **"تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"** معالم التنزیل و سراج المنیر و تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ **"جہنم پر جو فرشتے مقرر ہیں، ان میں سردار تو انیس ہیں مگر جو ماتحت فرشتے ہیں، ان کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا"**۔ تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ **"ممکنات کا حصر کوئی نہیں کر سکتا"** (اور انہیں مہملات میں وقت ختم کر دیا)

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

آپ پبلک کی آنکھوں میں کیسی ہی خاک جھونکئے مگر میں پبلک کو ایسا اندھا نہیں سمجھتا کہ ٹھیک دوپہر میں چمکتے ہوئے سورج کا انکار کر دیگی۔ آپ کی دلیل کے میں نے پرخچے اڑا دیے۔ آپ کی تقریر کے ایک ایک حصہ پر قہر الٰہی کے پہاڑ ڈھا دیے مگر آپ کہے ہی جا رہے ہیں کہ میری کسی دلیل کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ شرافت کے ساتھ آپ کو کیسا تعلق ہے۔

■ **حضور اقدس** ﷺ **شعر نہیں فرماتے تھے مگر اچھے بُرے صحیح غلط اشعار کو بخوبی پہچانتے بلکہ اصلاح بھی عطا فرماتے تھے۔** چنانچہ حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب **نعت پاک صاحب لولاک** ﷺ **میں ایک قصیدہ تصنیف کر کے بارگاہ اقدس میں حاضر لائے** جسکا پہلا مصرع یہ تھا کہ "بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِی الْیَوْمَ مَبْتُوْلٌ" اسی کو عرض کرتے ہوئے جب اس شعر پر پہنچے:۔

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَنَارٌ يُسْتَضَاءُ بِهَا	وَاِنَّهُ لَسَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ الْهِنْدِ مَسْلُوْلٌ
یعنی	بے شک رسول اللہ ﷺ ایک ایسی آگ ہیں، جن سے روشنی لی جاتی ہے اور بے شک حضور ہند کی تلواروں میں سے ایک شمشیر بُراں ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے فوراً اس کی اصلاح یوں عطا فرمائی:۔

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ	وَاِنَّهُ لَسَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْل
یعنی	بیشک رسول اللہ ﷺ ایسے نور ہیں، جن سے نور حاصل کیا جاتا ہے اور بیشک حضور اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں۔

حوالہ:۔

(۱) ''**سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد**''۔مولف:۔علامہ محمد بن یوسف الصالحی، الشامی، المتوفیٰ ۹۴۲ھ، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔لبنان، جلد:۱، صفحہ:۴۷۳

(۲) ''شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ''۔مؤلف:۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی المالکی، المتوفی ۱۱۲۲ھ، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔لبنان، جلد:۴، فصل نمبر:۱، صفحہ:۱۹۶

اگر **حضور اقدس** ﷺ کو شعر کا علم مطلقاً نہ ہوتا، تو کیونکر اصلاح عطا فرماتے۔ الحمد للہ! اب واضح ہو گیا کہ شعر نہ کہنا اور چیز ہے اور شعر نہ جاننا اور چیز ہے۔ سنبھلی صاحب نے مجھ سے اس کا ثبوت مانگا ہے کہ علم بمعنی ملکہ بھی آتا ہے۔ مگر مدعی تو خود آپ ہیں۔ بار ثبوت تو خود آپ کے ذمہ ہے۔ جو ثبوت کا مدعی ہے، اسکو تو:۔

- ''فَتَجَلّٰى لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ'' ترجمہ: تو میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے جان لیا (سنن الترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، المتوفی:۲۷۹، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة ص، جلد نمبر:۲، صفحہ نمبر:۸۲۸، حدیث نمبر:۳۵۴۳، مطبوعہ: جمعية المكنز الاسلامی، قاهرة، مصر، سن طباعت:۱۴۲۱ھ)
- ''فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' ترجمہ: تو میں نے جان لیا جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے (سنن الترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، المتوفی:۲۷۹، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة ص، جلد نمبر:۲، صفحہ نمبر:۸۲۷، حدیث نمبر:۳۵۴۱، مطبوعہ: جمعية المكنز الاسلامی، قاهرة، مصر، سن طباعت:۱۴۲۱ھ)
- ''نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ'' ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (سورۂ نحل، پارہ:۱۴، آیت:۸۹)
- ''مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ'' ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ (سورۂ انعام، پارہ:۷، آیت:۳۸)
- ''مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَیْءٍ'' ترجمہ: یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں، لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان۔ (سورۂ یوسف، پارہ:۱۳، آیت:۱۱۱)

وغیرہ آیات کریمہ کا عموم ہی کافی ہے۔ جو نفی کا مدعی ہے، اس پر بار ثبوت ہے کہ فلاں چیز اس عموم سے خارج ہے۔ مگر خیر سنیئے! حدیث شریف میں ارشاد ہوا:۔

- عَلِّمُوْ هُنَّ الْمِغْزَلَ یعنی **''عورتوں کو کاتنا سکھاؤ''** کہیے علم سے ملکہ مراد ہوا یا نہیں؟
- دوسری حدیث میں ارشاد ہوا عَلِّمُوْا بَنِيْكُمُ الرَّمْیَ یعنی **''اپنے بیٹوں کو تیراندازی سکھاؤ''** کہیے علم ملکہ کے معنی میں آیا؟

● قرآن پاک فرماتا ہے وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ (پارہ:۱۷،سورۃ الانبیاء، آیت:۸۰) یعنی ''**ہم نے داؤد کو تمہارے لیے ایک پوشاک بنانی سکھائی تا کہ تم کو تمہاری لڑائی سے محفوظ رکھے**'' کہیے علم بمعنی ملکہ ہے یا نہیں؟

● آپ قرآن وحدیث کے ارشادات تو مشکل سے سمجھیں گے۔آپ ہی کی زبان میں آپ کو سمجھاؤں:۔

◈ کوئی شخص یوں کہے کہ مولوی منظور صاحب کو روٹی پکانے کا علم نہیں آتا۔کیا اسکا یہ مطلب ہوگا کہ سنبھلی صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ روٹی توے کے اوپر ہوتی ہے یا توا روٹی کے اوپر؟ بلکہ یقیناً یہی مطلب ہے کہ آپ کو اتنی مہارت اور مشق نہیں کہ آپ روٹی پکا سکیں۔ کہیے علم کے معنی ملکہ ہوئے یا نہیں؟

آپ نے یہ کہہ کر کہ ''**ملکہ بھی تو ما کان و ما یکون میں ہے۔اُسی کا علم منفی ہوا، تو جملہ ما کان و ما یکون کا علم تو نہ رہا**'' اپنی علم دانی کا ثبوت دے دیا اور یہ کوئی نئی آپ کی نہیں بلکہ آپ کے پشت سوار، ایڈیٹر النجم، مبلغ وہابیہ، ملکی شیخ جی عبدالشکور کا کوروی، جن کے آپ نوکر ہیں۔وہ بھی مناظرہ امروہہ میں یہی جہالت بک چکے ہیں۔مگر افسوس کہ آپ کے آقائے نعمت کا کوری کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ملکہ ایک مستقل مقولہ ہے اور علم ایک علیحدہ مقولہ سے ہے۔یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ نفی قدرت سے نفی علم ثابت کی جائے۔(ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

■ آیت کریمہ میں "جُنُوْدِ رَبّ" سے مراد ملائکہ ہیں اور اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں کہ قیامت قائم ہونے کے بعد تخلیق ملائکہ بند ہو جائے گی۔ہوسکتا ہے کہ وہ ملائکہ اس میں مراد ہوں جو بعد قیام قیامت پیدا کیے جائیں گے۔تو یہ ہمارے دعوے کے کیا خلاف ہوگا؟

■ یہ بات خوب یاد رہے کہ قرآن عظیم اور احادیث کریمہ میں جن علوم کی نفی حضور

اقدس ﷺ سے کی گئی ہے، وہاں علم ذاتی کی نفی مراد ہے اور کسی آیت میں **اللہ عزوجل** نے ما کان و ما یکون میں سے کسی چیز کے متعلق ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے اس کا علم اپنے **حبیب** ﷺ کو نہ دیا اور نہ کبھی دیں گے۔

■ اسی طرح کسی حدیث میں **رسول اللہ** ﷺ نے ما کان و ما یکون میں سے کسی چیز کے متعلق ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ اس کا علم **اللہ تعالیٰ** نے مجھ کو نہیں دیا اور نہ کبھی دے گا۔

■ جب تک آپ اس مضمون کی تصریح فرمانے والی کوئی حدیث شریف یا آیت کریمہ نہیں پیش کریں گے، اس وقت تک آپ کا دعویٰ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔قاضی بیضاوی نے حصر ممکنات کو کسی مخلوق کے لیے ناممکن بتایا۔یہ ہمارے دعوی سے مخالفت نہیں رکھتا۔ہمارا دعویٰ حصر ممکنات کا نہیں بلکہ حصر جملہ ما کان و ما یکون کا ہے۔سنبھلی صاحب ما کان و ما یکون کو جملہ ممکنات سے کوئی نسبت ہی نہیں۔یہ متناہی وہ غیرمتناہی۔افسوس غیر متناہی کی نفی سے متناہی کی نفی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔اسی پونجی پر شیروں کے آگے آنے کی ہمت ہے۔

■ تفسیر امام ابن جریر طبری مطبع مصر جلد دہم صفحہ:۱۰۵ پر ہے کہ حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ:۔

''اِنَّهُ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بِوَادِيْ كَذَا وَكَذَا وَمَايُدْرِيْهِ بِالْغَيْبِ''

''کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اسکی تلاش تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔اس پر ایک منافق بولا محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟''

- اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ:۔

"وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ o لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ" (پارہ:۱۰،سورۃ التوبہ،آیت:۶۵/۶۶)

ترجمہ:۔

"اور اگر تم ان سے پوچھو، تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے۔بہانے نہ بناؤ،تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد"۔

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری)" ،امام محمد بن جریر طبری، المتوفی:۳۱۰ھ، جلد نمبر:۱۴، صفحہ نمبر:۳۳۵، حدیث نمبر:۱۶۹۱۷، مطبوعہ:مؤسسۃ الرسالۃ، سن طباعت:۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو شخص **حضور اقدس** ﷺ کے مطلع علی الغیب ہونے کا مطلقاً منکر ہو، وہ اللہ وقرآن ورسول سے ٹھٹھا کرنے والا ہے۔کافر ہے۔مرتد ہے۔اب بتائیے گنگوہی جی بحکم قرآن پاک کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟۔صبح کا یہ سارا وقت ختم ہوگیا۔آپ نے اپنے اکابر کا اسلام ثابت نہیں کیا۔اب بعد عصر پھر مناظرہ ہوگا۔امید ہے کہ آئندہ اجلاسوں میں آپ اپنا اور گنگوہی وانبیٹھوی وتھانوی کا کفر اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

پہلے دن کا مناظرہ۔بعد عصر ۲۴ر جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ یکشنبہ

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

تمام حاضرین دیکھ چکے ہیں کہ مسئلہ علم غیب پر بحث شروع ہوئی تھی۔اس مسئلہ پر جس قدر آیات واحادیث میں نے پیش کیں، ہمارے فاضل دوست مولوی حشمت علی خاں صاحب نے انکو ہاتھ بھی نہیں لگایا اور اس مسئلہ پر اپنی کمزوری محسوس کرتے ہوئے اس سے گریز کی اور عبارات '**تقویۃ الایمان**' '**براہین قاطعہ**' '**حفظ الایمان**' کی بحث چھیڑ دی۔آپ حضرات مجھ کو نہیں جانتے مگر مولوی حشمت علی صاحب بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ان کو معلوم ہے کہ محمد منظور سے مناظرہ کا انجام اچھا نہیں۔اسی لیے اصل مبحث سے فرار کررہے ہیں۔چلیے میں بھی اپنے فاضل دوست کی خاطر انہیں عبارتوں پر بحث کرتا ہوں۔

مولوی صاحب نے تقویۃ الایمان کی عبارت پڑھ کر حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کا کفر ثابت کیا ہے مگر آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت ان کو مسلمان کہتے ہیں۔اب وہی منطق چلایئے اگر آپ سچے ہیں، تو اعلیٰ حضرت کافر کو مسلمان کہہ کر کافر ہوگئے اور اگر اعلیٰ حضرت سچے ہیں، تو آپ مسلمان کو کافر کہہ کر کافر ہوگئے۔"**براہین قاطعہ**" کی عبارت میں کفر کی بو بھی نہیں۔

اصل بات آپ لوگوں نے سمجھی ہی نہیں۔یا سمجھتے ہیں، مگر جان بوجھ کر حسد وعناد کی وجہ سے اسلام کو کفر بناتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔دینی اور دنیوی یا پاک اور ناپاک۔تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو جس قدر علوم حاصل ہیں، وہ سب دینی اور پاک ہیں اور شیطان کو دنیا کے ناپاک علوم حاصل ہیں۔جب جناب **رسول مقبول** ﷺ مدینہ شریف میں تشریف لائے، تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ کھجوروں میں نر مادہ کا جوڑا لگاتے

تھے۔حضور نے منع فرمایا۔لوگوں نے ایک سال جوڑا نہیں لگایا، تو پھل کم آئے۔لوگوں نے حضور سے شکایت کی، تو فرمایا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ یعنی **''تم مجھ سے زیادہ دنیا کی باتوں کو جاننے والے ہو''**۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی باتوں کا علم حضور کو نہیں۔علوم دنیویہ حضور کے لیے ماننا حضور کی توہین ہے۔جو شخص دنیا کی باتوں کا علم حضور کے لیے ثابت کرتا ہے، وہ محبت کے پردے میں حضور کے ساتھ عداوت کرتا ہے۔

بس اب **''براہین قاطعہ''** کی عبارت کا مطلب صاف ہو گیا کہ شیطان کو دنیا کے متعلق شیطنت کے جو علوم ہیں، وہ فخر عالم علیہ السلام کو حاصل نہیں۔شیطان کو اس بات کے جاننے کی ضرورت ہے کہ فلاں عورت فلاں مقام پر اس وقت تنہا بیٹھی ہے اور فلاں شخص کو زنا کے لیے فلاں ترکیب سے اسکے پاس پہنچایا جاسکتا ہے۔نبی کو ان بے ہودہ باتوں کے جاننے کی ضرورت نہیں۔شیطان کا کام گمراہ کرنا ہے۔تو گمراہ کرنے کا علم **رسول اللہ ﷺ** سے زائد شیطان کو ہے۔حضور کو یہ علم شیطان سے کم ہے۔

مگر مزہ دار بات تو یہ ہے کہ جس مضمون کی بنا پر آپ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو کافر کہتے ہیں، وہی بات آپ کے مولانا عبدالسمیع صاحب بھی لکھ گئے ہیں۔چنانچہ اسی **''انوار ساطعہ''** کے صفحہ: ۵۲ پر جو براہین قاطعہ کے اوپر چڑھی ہے، لکھتے ہیں **''تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی ہر جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعویٰ کرتے۔ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے''** اور اسی انوار ساطعہ پر آپ کے اعلیٰ حضرت نے بھی تصدیق لکھی ہے۔تو اب بتایئے آپ کے اعلیٰ حضرت اور مولانا عبدالسمیع اور خود آپ اس مضمون کو مان کر کافر ہوئے یا نہیں ؟

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں ÷ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

کیا تمام حاضرین کو آپ نے گنگوہی کی طرح اندھا سمجھ لیا ہے کہ جو آپ کہہ دیں گے، وہی مان لیں گے۔سارا جلسہ شاہد ہے کہ میں مسئلہ علم غیب سے ایک قدم باہر نہیں گیا۔اگر ہمیں آپ کے کفریات پر بحث کرنی ہوتی، تو کیا فتویٰ گنگوہی کا فوٹو پیش نہ ہوتا؟ کیا عبارات کفریہ **''تحذیر الناس''** پیش نہ ہوتیں؟ مگر نہیں ہم نے صرف وہ عبارتیں ذکر کی ہیں۔جو مسئلہ علم غیب سے تعلق رکھتی ہیں۔

- عبارت **''تقویۃ الایمان''** میں کسی نبی یا ولی کے لیے بعطائے الٰہی علم غیب ماننے والے کو مشرک لکھا۔
- **''براہین قاطعہ''** میں شیطان کے علم غیب کو **حضور اقدس ﷺ** کے علم غیب سے زیادہ وسیع کہا۔
- **''حفظ الایمان''** میں **حضور اکرم ﷺ** کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علم غیب کے مثل لکھا۔

تو مجھے کہنا یہ ہے کہ مسئلہ علم غیب ہی کے اندر مسلمانانِ اہلسنت اور وہابیۂ دیوبندیہ کے درمیان جو زبردست اصولی اختلافات موجود ہیں، پہلے ان پر بحث ہو جائے، جن کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر مشرک کہہ رہا ہے۔اس کے بعد پھر مسائل فرعیہ پر بھی بحث ہو جائے مگر **''الاھم فالاھم''** (یعنی جو ضروری ہے، وہ اہمیت رکھتا ہے) کی اصل اصیل کو نظر انداز نہ کیا جائے۔الحمدللہ! نہ میں نے خلط مبحث کیا، نہ مبحث سے گریز کی۔

الحمدللہ کہ صبح کا سارا وقت بیکار بحث میں گزارا، مگر اس وقت یہ دیکھتے ہوئے کہ خود عوام وہابیہ بھی اپنے مناظر کا عجز و فرار محسوس کر رہے ہیں اور جا بجا اس کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔مجبور ہو کر عبارتوں کی بحث پر آ گئے۔خیر صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے، اس کو بھولا نہ کہا جائے۔

عبارت تقویۃ الایمان کی جب کوئی توجیہ آپ سے نہ ہوسکی، تو اپنوں کا ساتھ چھوڑ کر حضور پرنور، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، مرشد برحق، **سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عظیم وجلیل احتیاط کا سہارا پکڑا، جس کو دیکھ کر اعداو مخالفین بھی انگشت بدنداں ہیں۔ مگر سنبھلی صاحب ذرا غور کیجیے، میں نے اپنی تقریر میں اسمٰعیل دہلوی کو نہ مسلمان کہا، نہ کافر۔ میں نے تو آپ پر الزام قائم کیا ہے کہ آپ تو **حضور اقدس** ﷺ کے لیے جملہ ما کان وما یکون کا تفصیلی علم محیط بعطائے الٰہی ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں اور آپ کے پیشوا دہلوی صاحب کے نزدیک وہ کروڑوں لاکھوں مشرکوں کے برابر تنہا کافر مشرک ہے۔ آپ کے فتوے سے وہ کافر، ان کے فتوے سے آپ کافر۔ اس کا یہ کیا جواب ہوا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اسمٰعیل صاحب کو کافر نہیں کہا ہے۔ اس بات نے آپ پر سے کیا الزام دفع کیا؟ آپ کا اور آپ کے مقتدا کا باہمی تناقض تو بدستور باقی ہے۔

اور یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسمٰعیل کو مسلمان کہا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کو کافر کہنے سے زبان روکی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اسمٰعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہے۔ اگرچہ وہ شہرت فی نفسہا غلط ہو، مگر اس شہرت کاذبہ (جھوٹی) سے بھی شبہ پیدا ہوگیا اور تکفیر کے لیے قطع ویقین درکار ہے۔ احتیاط کی وجہ سے بھی تکفیر سے کفِ لسان کرنے والا اگر آپ کے نزدیک کافر ہے، تو یہ دیکھیے آپ کے پیشوا رشید احمد گنگوہی اپنے فتاوی رشیدیہ حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی کے صفحہ: ۳۸ پر لکھتے ہیں **''بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کفِ لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے''**۔ اب گنگوہی صاحب پر لگائیے کفر کا فتویٰ کہ یزید کی تکفیر سے بوجہ احتیاط کف لسان کرتے ہیں۔ کہئے ان کو کافر۔

آپ نے حدیث شریف پڑھی۔ جس کا ترجمہ آپ نے یہ کیا کہ دنیا کی باتوں کو تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔ افسوس مصطفیٰ ﷺ کی شان گھٹانے کے لیے اپنی طرف سے حدیث

میں پیوند لگا دیا۔ اس حدیث میں ''مِنّی'' کا لفظ کہاں ہے؟ جس کا ترجمہ آپ نے **''مجھ سے''** کیا ہے۔ اب سُنیے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح شفائے قاضی عیاض جلد اول، صفحہ: ۲۰۷ پر فرماتے ہیں :۔

''(وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ الْبَاهِرَةِ) اَیْ اٰیَاتِهِ الظَّاهِرَةِ (مَا جَمَعَهُ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) اَیْ الْجُزْئِيَّةِ (وَالْعُلُوْمِ) اَیْ الْكُلِّيَّةِ وَالْمُدْرَكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِيْنِيَّةِ وَالْاَسْرَارِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْاَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ (وَخَصَّهُ بِهٖ) اَیْ مَا خَصَّهُ بِهٖ (مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰى جَمِيْعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ) اَیْ مَا يُتِمُّ بِهٖ اِصْلَاحُ الْاُمُوْرِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْاُخْرَوِيَّةِ وَاسْتُشْكِلَ بِاَنَّهٗ ﷺ وَجَدَ الْاَنْصَارَ يُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ لَوْ تَرَكْتُمُوْهُ فَتَرَكُوْهُ فَلَمْ يَخْرُجْ شَيْئًا اَوْ خَرَجَ شِيْصًا فَقَالَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ وَاُجِيْبَ بِاَنَّهٗ اِنَّمَا كَانَ ظَنًّا مِنْهُ لَا وَحْيًا وَقَالَ الشَّيْخُ سَيِّدِیْ مُحَمَّدُ السَّنُوْسِیْ: اَرَادَ اَنَّهٗ يَحْمِلُهُمْ عَلٰى خَرْقِ الْعَوَائِدِ فِیْ ذٰلِكَ اِلٰى بَابِ التَّوَكُّلِ وَاَمَّا هُنَالِكَ فَلَمْ يَمْتَثِلُوْا فَقَالَ اَنْتُمْ اَعْرَفُ بِدُنْيَاكُمْ وَلَوِ امْتَثَلُوْا وَتَحَمَّلُوْا فِیْ سَنَةٍ اَوْ سَنَتَيْنِ لَكُفُوْا اَمْرَ هٰذِهِ الْمِحْنَةِ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

''شرح الشفا''، علامہ ملا علی قاری، المتوفی: ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، فصل: ومن معجزاته الباهرة ما جمعه الله له من المعارف، قسم: ۱، باب: ۴، **جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۷۲۱**

ترجمہ:۔

''حضور اقدس ﷺ کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے معارف جزیئہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور معلومات یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کیے اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر مطلع فرما کر خاص کیا۔اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے انصار کو ملاحظہ فرمایا کہ خرما کی نر کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے، تاکہ پھل زیادہ ہو۔حضور ﷺ نے فرمایا کاش تم ایسا نہ کرتے۔انصار نے چھوڑ دیا،تو پھل نہ آئے۔یا خراب آئے۔تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔اس اشکال کا جواب یوں دیا گیا کہ حضور ﷺ نے خود گمان فرمالیا تھا کوئی وحی اس امر میں نازل نہ ہوئی تھی مگر حضرت علامہ سیدی محمد سنوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کو عادتوں کے خلاف باتوں پر برانگیختہ کرنے اور بابِ توکل تک پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی۔تو حضور نے فرمادیا کہ تم اپنے دُنیا کے کاموں کو خود ہی جانو۔اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے تو اُنہیں تلقیح کی محنت نہ اُٹھانی پڑتی۔''

- ■ اس جواب کو ملا علی قاری فرماتے ہیں۔''هُوَ فِیْ غَایَةٍ مِّنَ اللَّطَافَةِ'' یعنی ''علامہ سنوسی کا جواب نہایت لطیف ہے۔
- ■ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں''هُوَ فِیْ غَایَةِ الْحُسْنِ

لِمَنْ تَأَمَّلَهُ ''یعنی ''علامہ سنوسی کا جواب نہایت خوب ہے۔ اس کے لیے جو اس میں غور کرے۔''

- ■ اتنا اور بتاتا چلوں کہ''**خَصَّهُ مِنَ الْإِطِّلَاعِ عَلٰی جَمِیْعِ مَصَالِحِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ**'' یہ شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے جس کی شرح ملاّ علی قاری وعلامہ خفاجی نے کی ہے۔
- ◈ اب بتائیے علامہ محمد سنوسی کا جواب، جس کو ملا علی قاری نے''**نہایت لطیف**'' اور علامہ خفاجی نے''**نہایت اچھا**'' کہا، آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟
- ◈ امام قاضی عیاض اور علامہ خفاجی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے دین و دنیا کی تمام مصلحتوں کا علم حضور کے لیے مان کر، آپ کے فتوی سے انہوں نے حضور کے ساتھ محبت کے پردہ میں عداوت اور حضور کی توہین کی یا نہیں؟
- ◈ اور یہ تینوں بزرگان دین آپ کے نزدیک کافر ہیں یا مسلمان؟

انوار ساطعہ کی عبارت پر براہین قاطعہ کی عبارت کا قیاس اسلام پر کفر کا قیاس ہے۔حضور کا لفظ جب بلا قرینہ بولا جاتا ہے، تو اس کے معنی جسم کے ساتھ موجود ہونا ہوتے ہیں۔تو عبارت انوار ساطعہ کا مطلب یہ ہوا کہ **حضور اقدس** ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ صرف محافل میلاد شریف میں اور زمین کے پاک مقامات میں تشریف لاتے ہیں اور تمام جانداروں کی روحیں قبض کرنے کے لیے **ملک الموت** علیہ السلام اپنے جسم ملکی کے ساتھ آجاتے ہیں اور ابلیس اپنے جسم پلید کے ساتھ پاک و ناپاک ہر جگہ موجود رہتا ہے۔ کہیے اس میں کیا توہین ہوئی؟ بلکہ توہین تو اس میں ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ کے جسم پاک کو نجس جگہوں میں موجود مانا جائے۔ بخلاف عبارت براہین قاطعہ کے اس میں حضور کی بحث نہیں بلکہ وسعت علم کی بحث ہے کہ **رسول اکرم** ﷺ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں لیکن **ملک الموت** اور

شیطان کو تمام روئے زمین کا علم محیط حاصل ہے۔

◈ ''**حضور مکان**'' اور ''**علم مکان**'' میں بون بعید و فرق عظیم ہے۔ ⊙ کیا آپ کے نزدیک حضور اور علم دونوں ایک ہی چیز ہیں؟ یا علم کے لیے حضور جسمی لازم ہے؟ ⊙ اب جو تاویل عبارت براہین کی آپ نے بیان کی ہے، اس پر نظر ڈالیے۔ یہ تاویل نہیں چلتی۔ ⊙ شیطان کے متعلق تو آپ نے یہ کہہ دیا مگر اُس عبارت میں **ملک الموت** کا لفظ بھی تو ہے۔ کیا **ملک الموت** کا علم بھی آپ کے نزدیک شیطانی اور ناپاک علم ہے؟ اگر ہاں تو یہ آپ کا ایک اور کفر ہوگا۔ آپ نے کہا شیطان کا کام گمراہ کرنا ہے۔ گمراہ کرنے کے طریقوں کا علم اسی کو چاہیے مگر یہ بھی دیکھیے کہ اگر شیطان کا کام گمراہ کرنا ہے تو حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام امت کو شیطان کے مکر و فریب سے بچانے ہی کے لیے مبعوث ہوتے ہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو شیطان کے دھوکوں اور فریبوں اور گمراہ کرنے کے تمام طریقوں کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر انکو شیطان کا مکر معلوم ہی نہ ہوگا، تو امتیوں کو مکر شیطان سے کیونکر بچائیں گے؟

◈ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم اہلسنت محض حسد و عناد کی وجہ سے وہابیہ دیوبندیہ کو کافر کہتے ہیں۔ ہم اس الزام کے کذب محض ہونے پر اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کو شاہد بناتے ہیں۔ واللہ العظیم! اگر آپ لوگ اور آپ کے اکابران گستاخیوں سے توبہ کرلیں، تو ہم بھی آپ کو اپنا دینی بھائی اور آپ کے اکابر کو اپنے اکابر سمجھیں گے۔ آپ کی تعظیم و توقیر کریں گے۔ آپ لوگوں کے مدائح شائع کریں گے۔ الحمد للہ! کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے **حبیب** ﷺ کے صدقہ میں ہم کو ''اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ'' (یعنی اللہ ہی کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے دشمنی) کی توفیق بخشی ہے۔ **اللہ عزوجل** ہم کو اسی پر زندہ رکھے اسی پر موت دے اور اسی پر قیامت کے روز محشور فرمائے آمین۔

◈ عبارت براہین میں صاف یہ لفظ موجود ہیں۔ ''**شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی کونسی نص قطعی ہے**'' اسکا صریح مطلب یہی ہوا کہ شیطان و **ملک الموت** کے علم کا وسیع ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے مگر **حضور اقدس** ﷺ کے علم مبارک کا وسیع ہونا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں۔ اسی کو اس سے پہلے خلاف نصوص قطعیہ کے کہہ دیا یعنی **حضور اقدس** ﷺ کے علم کا وسیع نہ ہونا آیات کریمہ و احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔ افسوس **محمد رسول اللہ** ﷺ کو ایسی سڑی گندی گالیاں دی جارہی ہیں اور آپ ان بدگویوں، دشنام دہندوں کو اپنا امام و پیشوا سمجھ رہے ہیں۔ اللہ حیا دے، انصاف دے۔ آمین۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

ہمارے فاضل دوست نے اپنی طول طویل تقریر میں اپنے نزدیک مناظرہ ہی ختم کردیا۔ مجھ پر یہ الزام دیا ہے کہ حدیث میں ''مِنِّی'' نہیں۔ پھر ''**مجھ سے**'' ترجمہ کیسے کردیا؟ کاش آپ کافیہ پڑھ لیتے۔ پڑھی تو ہوگی مگر پڑھ کر بھول نہ جاتے، تو آپ کو معلوم ہوتا کہ ''**اعلم**'' اسم تفضیل ہے اور تفضیل کے لئے مفضل اور مفضل علیہ دو چیزیں ضروری ہیں۔ پس حدیث میں مفضل تو صحابہ ہیں اور مفضل علیہ حضور ہیں۔ تو اگرچہ ''منی'' لفظ میں نہیں لیکن مقدر منوی ہے۔ آپ نے یہ کیا کہہ دیا کہ اعلیٰ حضرت نے مولانا اسمٰعیل شہید کو مسلمان نہیں کہا۔ اے جناب! مذہب اہلسنت کا مسئلہ ہے کہ کفر و اسلام میں واسطہ نہیں۔ جو کافر نہ ہوگا، وہ مسلمان ہے۔ جو مسلمان نہیں، کافر ہے۔ جب آپ کے اعلیٰ حضرت نے شہید مرحوم کو کافر نہیں کہا، تو یقیناً مسلمان کہا۔

یہ بھی غلط ہے کہ توبہ مشہور ہونے کی وجہ سے کفِ لسان کیا گیا۔ وہ تو یہ لکھتے ہیں ''**جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے**'' یہاں تو کہیں توبہ

مشہور ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو تمہید ایمان صفحہ: ۴۳ آپ تو ہم کو توبہ کی نصیحت کرتے ہیں اور آپ کے اعلیٰ حضرت تمہید ایمان صفحہ: ۲۸ پر لکھتے ہیں ''**جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا، اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے**''۔ آپ کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک گستاخ بارگاہ رسالت کی توبہ قبول ہی نہیں اور آپ ایسے شخص سے جس پر آپ کے نزدیک بارگاہِ رسالت کی گستاخی کا الزام ہے، توبہ چاہتے ہیں۔ بتایئے دونوں میں کون سچا ہے؟

■ ''**براہین قاطعہ**'' کی عبارت کو میں واضح کر چکا کہ اس میں شیطان کے لیے دنیوی علوم کی وسعت ثابت کی گئی ہے اور دنیائے دنی کے علوم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا حضور کی توہین ہے۔ حدیث میں رسول خدا ﷺ نے دعا فرمائی ''**اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ**'' یعنی ''**اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے**''۔ اس سے معلوم ہوا کہ علوم کی دو قسمیں ہیں۔ علوم نافعہ اور علوم غیر نافعہ۔ جب حضور کو علوم غیر نافعہ نہیں دیے گئے، تو حضور کو جملہ ما کان و ما یکون کا علم محیط نہ ہوا۔ کیونکہ یہ علوم غیر نافعہ بھی ما کان و ما یکون میں سے ہیں۔ آپ جب کہتے ہیں کہ حضور کو جملہ ما کان و ما یکون کا محیط اللہ تعالیٰ نے دے دیا، تو آپ یہ مانتے ہیں کہ حضور کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ کہیے آپ نے تعظیم کے پردے میں حضور کی توہین کی یا نہیں؟

■ ہاں آپ نے کہا ہے کہ جب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہدایت کے لیے مبعوث ہوتے ہیں، تو ضرور ہے کہ انکو شیطان کے مکروں، فریبوں اور گمراہ کرنے کے تمام طریقوں کا پورا علم ہوتا کہ اپنی امت کو آگاہ کریں اور ان سے بچائیں۔ سنیے **رسول خدا** ﷺ مکائد ابلیس اور ان سے بچنے کی تدبیروں کا پورا علم رکھتے تھے مگر انبیاء کو تلبیس ابلیس و اضلال شیطان کے صرف کلیات معلوم ہونا ضروری ہیں، جزئیات کا علم ضروری نہیں۔ سنیے خود شیخ عبدالحق روایت

کرتے ہیں کہ ''**من بندہ ام نمیدانم آنچہ در پس این دیوارست**'' یعنی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جناب **رسول خدا** ﷺ نے فرمایا کہ ''**میں ایک بندہ ہوں مجھے نہیں معلوم کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟**''۔

■ اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو دنیا کی چیزوں کا علم ضروری نہیں۔ ان کا علم ذات و صفات و احکام خداوندی کے متعلق ہوتا ہے۔ دنیوی علوم ان کے لیے ثابت کرنا، انکی توہین ہے۔ **نبی کریم** ﷺ کے قلب مبارک کی مثال ایک شیشہ کی سی ہے۔ شیشہ میں پری اچھی معلوم ہوتی ہے۔ شیشہ پر کثرت سے مکھیوں کا بیٹھنا، اس کو بدنما کر دیتا ہے۔ آپ نے مجھ کو الزام دیا ہے کہ میں **رسول اللہ** ﷺ کی توہین کرنے والوں کو اپنا امام جانتا ہوں۔ یہ مجھ پر افترا و تہمت ہے۔ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ **رسول اللہ** ﷺ کی نعلین کے نیچے کی مٹی کی کوئی شخص توہین کرے، تو وہ کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے۔ اس کو چاروں مذہبوں میں پناہ نہیں۔ اسکے وجود سے دنیا کو پاک کر دینا چاہیے۔ مگر مہربان توہین ثابت بھی تو ہو؟ یہاں تو یہ تماشا ہے کہ جن عبارتوں میں توہین کا شائبہ بھی نہیں، آپ زبردستی ان کو توہین بتا کر علمائے اسلام کو کافر بتانا چاہتے ہیں۔

■ ''**براہین قاطعہ**'' کی عبارت کا مطلب میں بیان کر چکا۔ مزید توضیح کے لیے ایک مثال اور عرض کرتا ہوں اگر یوں کہا جائے کہ فلاں چمار کو جوتا گانٹھنے کا علم اور فلاں جواری کو جوا کھیلنے کا علم امام ابوحنیفہ سے زیادہ آتا ہے۔ تو اس میں کیا امام صاحب کی توہین ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ توہین تو اس میں ہوگی کہ یوں کہا جائے کہ چمار سے زائد جوتا گانٹھنا یا جواری سے زائد جوا کھیلنا امام ابوحنیفہ جانتے ہیں۔ اب تو کھل گیا کہ جس کو آپ تعظیم سمجھ رہے ہیں، وہی توہین ہے اور جس کو آپ توہین بتا رہے ہیں وہی تعظیم ہے۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

افسوس سنبھلی صاحب نے تعلیاں تو بہت کیں۔ ڈینگیں بہتیری ماریں مگر کوئی ایسی بات نہ کہی، جس سے انکے پیشوا کا کفر اُٹھ جاتا۔ مجھے آپ کہتے ہیں کہ کافیہ پڑھ لی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ ''**اَفْعَلُ**'' اسم تفضیل کا وزن ہے مگر افسوس معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پنج گنج بھی نہیں پڑھی یا پڑھ کر بھول گئے۔ کیونکہ پنج گنج میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ افعل تین قسم ہے تفضیلی و صفی و اسمی آپ نے پچھلے دو کو چھوڑ کر صرف اگلا تیسرا پکڑ لیا۔ سنبھلی صاحب مفضل اور مفضل علیہ کی ضرورت ''**افعل تفضیلی**'' میں ہوتی ہے اور ''**افعل وصفی**'' میں تفضیل ہی نہیں۔ پھر کیسا مفضل اور کہاں کا مفضل علیہ؟ کیا آپ کے نزدیک افعل کا اسم تفضیل ہونا ضرور ہے؟ اگر ایسا ہے تو اللہ اکبر میں بھی ''اکبر'' اسم تفضیل ہے یا نہیں؟ اگر ہے، تو اس کا مفضل علیہ کون ہے؟ آپ کہیں گے کہ مقدر یوں ہے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ'' یعنی ''**اللہ ہر چیز سے زیادہ بڑا ہے۔**'' مگر جناب ابھی آپ کا پیچھا نہیں چھوٹا۔ اسم تفضیل میں دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو ایک وصف میں شریک ہوں اور ان میں ایک کو دوسرے پر اس وصف سے موصوف ہونے میں برتری ہو، تو آپ کے اصول پر یہ لازم آیا کہ اللہ عزوجل کے ساتھ دوسرے بھی وصف کبریائی میں شریک ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی زیادہ بڑی ہے اور ان دوسری چیزوں کی کم بڑی ہے۔ کہیے یہ آپ کا کفر و شرک ہوا یا نہیں؟ لامحالہ ماننا پڑے گا یہ ''اکبر'' اسم تفضیل نہیں بلکہ صفت مشبہ بمعنی ''کبیر'' ہے۔ اسی طرح اعلم بمعنی علیم بکثرت مستعمل ہے۔

اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ آپ نے شان **مصطفیٰ** ﷺ کو گھٹانے ہی کے واسطے حدیث شریف میں اپنی طرف سے پیوند لگا دیا۔ خدا سے ڈریے۔ بیشک کفر و اسلام کے

درمیان واسطہ نہیں یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک آدمی کافر بھی نہ ہو اور مسلمان بھی نہ ہو۔ مگر یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک شخص عنداللہ کافر یا مسلمان ہے مگر ہم اس کو شبہ کی وجہ سے کافر یا مسلمان کچھ نہ کہہ سکیں۔ جیسے یزید پلید علیہ مایستحقہ۔ جس کو حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر بھی نہیں کہتے اور مسلمان بھی نہیں کہتے بلکہ شبہ کے سبب اس کی تکفیر سے کفِ لسان اور اس کو کافر کہنے سے سکوت فرماتے ہیں، اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو کافر نہیں کہتے، تو ضرور ان کے نزدیک مسلمان تھا۔ کسی مجنون کا کام ہوسکتا ہے۔ اب ثابت ہوگیا کہ اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کفِ لسان فرمانے کے یہ معنی نہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک معاذ اللہ وہ مسلمان تھا۔

آپ کو معلوم نہیں احتمال تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ''**اِحْتِمَالُ فِی الْکَلَامِ**'' یعنی کلام میں کوئی توجیہ و تاویل ہو۔ (۲) ''**اِحْتِمَالُ فِی التَّکَلُّمْ**'' یعنی اسی میں شبہ ہو کہ قائل نے وہ کفری کلام بولا یا نہیں۔ (۳) ''**اِحْتِمَالُ فِی الْمُتَکَلِّم**'' یعنی خود قائل کے متعلق شبہ ہو کہ شاید وہ توبہ کرچکا ہے۔ آپ کے ذہن میں ان تینوں میں سے صرف اگلے تیسرے ہی کی گنجائش تھی۔ پچھلے دو آپ کے خیال میں بھی نہ تھے۔ سنبھلی صاحب توبہ مشہور ہوجانے کے سبب یہ بھی تو ایک احتمال ضعیف ہی پیدا ہوگیا کہ شاید یہ شہرت سچی ہو اور فی الواقع اسمٰعیل دہلوی نے توبہ کرہی لی ہو۔ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس احتیاط کا ذکر اپنی زبان پر لاتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہیئے تھی۔ اس سے تو آپ کے اکابر کے کفر پر اور رجسٹری ہوگئی کہ باوجودیکہ دہلوی صاحب کا کلام گستاخانہ تھا، کفریات پر مشتمل تھا، امام اہلسنت رضی اللہ عنہ نے ان کلمات خبیثہ کی شناعت ظاہر فرمانے میں کوئی دریغ نہ کیا۔ ان اقوال پر کفر ہی کا حکم دیا۔ مگر ایک ذرا سے احتمال سے کہ اسمٰعیل صاحب کی توبہ مشہور ہے۔ قائل کو فائدہ دیا اور تکفیر سے کفِ لسان فرمایا۔ اگر آپ کے اکابر گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی، تھانوی کے کلمات کفریہ

میں بھی کوئی احتمال ہوتا، تو وہ مفتی شریعت ان کو بھی اس کا فائدہ پہنچاتا۔ ایسی عظیم وجلیل احتیاط والا جب کسی کو کافر کہہ دے، تو ثابت ہوگیا کہ اس کے کفر میں کوئی شبہ واحتمال ہی نہ تھا۔ یہ تو ہے ہی نہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کی اسمٰعیل سے کچھ دوستی تھی اور ان چاروں سے کوئی دشمنی پیدا ہوگئی ہے۔

◈ افسوس اعتراض کرنے کے شوق میں آپ کھلے جھوٹ بھی بولنے لگے اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ کے اکابر نے تو اللہ عزوجل کو جھوٹا کہہ دیا۔ گنگوہی صاحب کے فتوی کا فوٹو یہ اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ جس میں انہوں نے وقوع کذب باری کو درست بتایا ہے۔ پھر جھوٹے معبود کے بندے کیوں نہ جھوٹ بولیں۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔ مگر میں اس علم غیب سے باہر کوئی دوسرا مسئلہ نہیں چھیڑنا چاہتا۔ بہر حال یہ دیکھیے تمہید ایمان شریف صفحہ: ۳۱ پر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "**عدم قبول توبہ صرف حاکم کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے، ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عنداللہ مقبول ہے۔ کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر تو توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں۔ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا۔ مسلمان ہوجاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے**"۔ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے سچے ولی ہیں۔ یہ انکی کرامت اس وقت ظاہر ہوئی کہ آپ ہی وہ بدگو اس وقت نکلے کہ اس مسئلہ کو آپ نے توبہ نہ کرنے کے لیے دستاویز بنالیا۔ آپ نے تمہید ایمان کی صفحہ: ۲۸ کی عبارت سنائی اور صفحہ: ۳۱ کی عبارت چھپائی۔ یہ کتنی بڑی دغابازی ہے۔

◈ آپ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو شیطانی تلبیس واضلال کے صرف کلیات معلوم ہونا ضرور ہیں، نہ جزئیات۔ ⊙ تو جب شیطانی علوم ناپاک اور گندے ہیں، تو ان گندے علوم کے کلیات حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ثابت کرنا بقول آپ کے حضور

ﷺ کی توہین ہے یا نہیں؟ ⊙ اگر نہیں تو شیطانی علوم کے کلیات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا توہین نہ ہو اور ان کے جزئیات کا علم ماننا توہین ہو، دونوں میں وجہ فرق کیا ہے؟ ⊙ اور اگر توہین ہے تو آپ خود شیطانی علوم کے کلیات کو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے مان کر اپنے اسی قول سے محبت کے پردے میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ دشمنی اور ان کی توہین کر کے کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

◈ آپ نے کہا ہے کہ "**چمار کو جوتا گانٹھنے کا علم اور جواری کو جوا کھیلنے کا علم امام ابوحنیفہ سے زیادہ ہے۔ ایسا کہنے میں امام صاحب کی کوئی توہین نہیں۔**" اول تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مقابلہ میں چمار اور جواری کو پیش کرنا ہی **امام اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخت توہین ہے۔ ⊙ کیا کوئی شخص اگر یوں کہے کہ فلاں بازار فاحشہ کے نخرے اور غمزے (ادائیں) آپ کی والدہ سے زیادہ ہیں اور اس کو لوگوں کے دل لبھانے کا علم آپ کی والدہ سے زیادہ آتا ہے۔ تو کیا ایسا کہنے میں آپ کی والدہ کی توہین نہ ہوگی؟ ⊙ دوسرے یہ کہ آپ کی عبارت گنگوہی صاحب کی عبارت کا فوٹو نہیں۔ یہ بتایئے کہ اگر گنگوہی صاحب سے سیکھ کر کوئی ناپاک بے باک یوں کہے کہ چمار اور جواری کو یہ وسعت علم دلیل سے ثابت ہوئی، امام ابوحنیفہ کی وسعت علم کی کون سی دلیل قطعی ہے۔ تو اب بتایئے کہ اس عبارت میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہوئی یا نہیں؟ ⊙ مگر آپ کو حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا درد ہی کیوں ہوگا؟

◈ وہابیہ غیر مقلدین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گندی گندی گستاخیاں بکتے ہیں اور آپ کا ان سے وہی یارانہ ویسا ہی دوستانہ ہے اور جو اس وقت بھی بیسیوں غیر مقلد مولوی آپ کو سہارا دینے کے لیے آپ کی پشت پر موجود ہیں اور کیوں نہ ہو آپ کے گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ، حصّہ دوم، مطبوعہ مطبع قاسمی۔ دیوبند، کے صفحہ: ۱۹ پر لکھتے ہیں:۔

’’عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں، البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں‘‘
مندرجہ بالا عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔
فتاویٰ رشیدیہ (مبوب بطرز جدید) از:۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مطبوعہ:۔ مکتبہ رحیمیہ۔ دیوبند۔ سن طباعت ۲۰۰۱ء، صفحہ: ۲۳۹)

تو ثابت ہوا کہ وہابیہ دیوبندیہ اور وہابیہ غیر مقلدین دونوں ایک ہیں اور دونوں آپس میں ایک دوسرے کے سگوں میں ہیں اور دونوں کا مذہب اور عقیدہ بالکل ایک ہے۔ غیر مقلدین خوش نہ ہوں کہ حنفی لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں بلکہ تقویۃ الایمان پر سر منڈانے والے دیوبندیہ و غیر مقلدین دونوں کا کفر و ارتداد ثابت ہو رہا ہے۔ آپ زبان سے یہ کہتے ہیں کہ جو شخص **حضور اقدس** ﷺ کی نعلین پاک کے نیچے کی خاک کی توہین کرے وہ کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے۔ اس کے وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہئے۔ مگر یہ الفاظ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہیں۔ اگر فی الواقع آپ کا عقیدہ بھی یہی ہوتا، تو جن بے دینوں نے **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کو بچّوں پاگلوں جانوروں چار پایوں کے علم غیب کے مثل اور شیطان کے علم غیب سے کم بتا کر **سرکار رسالت مآب** ﷺ کی سخت گندی توہین کی، انکو بے تامل کافر مرتد کہتے اور ان کے وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دیتا، آپ کی استطاعت میں نہ تھا، تو کم از کم ان کی محبت سے اپنے دل ہی کو پاک کر دیتے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت میں تحریف

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے ’’**مدارج النبوۃ شریف**‘‘، جلد اول، صفحہ: ۹، پر یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ ’’**حضور اقدس** ﷺ **کو دیکھنے کے واسطے کسی چیز کا سامنے ہونا**

ضروری نہیں بلکہ جہات ستہ ایک ہی حکم رکھتی ہیں‘‘ اس پر مخالفوں کا اعتراض نقل کیا کہ ’’**درین جا اشکال می آرند**‘‘۔ اس جگہ مخالفین ایک اعتراض کرتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ’’**میں بندہ ہوں اس دیوار کے پیچھے جو کچھ ہے مجھے نہیں معلوم**‘‘۔ اس اعتراض کے بعد اسکا رد فرماتے ہیں کہ ’’**جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد، وروایت بداں صحیح نشدہ**‘‘ یعنی ’’**اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی روایت صحیح نہیں ہے**‘‘۔ افسوس آپ نے پہلا ٹکڑا حذف کر دیا اور پچھلا جملہ سارے کا سارا ہضم کر لیا، صرف بیچ والا ہی زبان پر لائے اور رد کرنے والے کو روایت کرنے والا بتا دیا اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ کے بڑے گنگوہی و انبیٹھوی صاحبان بھی ’’**براہین قاطعہ**‘‘، صفحہ: ۵۱ پر یہی ناپاک حرکت کر چکے ہیں۔ آج آپ نے بھی انہیں کی سنت پکڑی ہے۔

آپ نے پھر کہا ہے کہ دنیوی علوم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ثابت کرنا ان کی توہین ہے۔ اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں کہ امام قاضی عیاض و علامہ خفاجی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے شفا شریف و نسیم الریاض و شرح شفا میں **حضور اقدس** ﷺ کے لیے دین و دنیا کی تمام مصلحتوں کا علم مانا۔ آپ کے نزدیک ان کا کیا حکم ہے؟ آپ اس کا جواب نہ دے سکے۔

(مناظرہ کے پہلے دن کی نشست ختم)

مناظرہ کا دوسرا دن

کاروائی مناظرہ۔۲۵/جمادی الآخر، ۱۳۵۲ھ دوشنبہ

16-10-1933 - Monday

بوقت صبح ۔ پہلی نشست

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

الحمدللہ! سارے مجمع نے دیکھ لیا کہ آپ جواب سے عاجز ہو رہے ہیں اور کیوں نہ ہو، منظور اور مناظرہ کے عدد بھی تو ایک ہیں۔ منظور سے مناظرہ آپ کے لیے موت کے پیغام سے کچھ کم نہیں۔ **''تقویت الایمان''** کی بحث ختم ہوگئی۔ میں نے بتا دیا کہ حضرت شہید مرحوم کو کافر کہنے سے خود آپ حضرات کا کفر ثابت ہوتا ہے۔ **''براہین قاطعہ''** کی بھی میں پوری توضیح کر چکا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم نے جناب **رسول خدا** ﷺ کی وسعت علم سے مطلقاً انکار نہیں کیا بلکہ ایک خاص وسعت کا۔ خود وہ فرماتے ہیں **''شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی''**۔ یہ کا اشارہ انہیں علوم کی طرف ہے، جن کو کمالاتِ انسانی میں کچھ دخل نہیں۔ اگر چہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب **رسول مقبول** ﷺ کو اس قدر علوم غیبیہ عطا فرمائے کہ اس قدر اولین و آخرین میں سے نہ کسی نبی مرسل کو ملے، نہ کسی ملک مقرب کو۔ حضور اعلم الخلق ہیں۔ حضور کو اولین و آخرین کے علوم دیے گئے۔ مگر یہ وہی علوم ہیں جو احکام شریعت و رموز معرفت و اسرار حقیقت سے متعلق ہیں۔ دنیا کے متعلق بے ہودہ علوم سے

حضور کو کچھ تعلق نہیں۔ ⊙ بھلا حضور کو اس علم کی کیا ضرورت ہے کہ رنڈیوں کا چکلہ کہاں ہے؟ ⊙ جُوا کس طرح کھیلا جاتا ہے؟ ⊙ شراب کس طرح بنائی جاتی ہے؟

ان امور میں دنیاداروں سے حضور کا علم کم ہے۔ شیطان کے لیے زمین کا علم نص سے ثابت ہے۔ ⊙ کسی ادنی کو کوئی ادنی علم حاصل ہو، جو اعلیٰ کو نہ ہو اور اعلیٰ کو اعلیٰ علم ہو، تو کیا اس میں اس اعلیٰ کی توہین ہو جائے گی؟ ⊙ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ زمین کا علم افضل ہے یا آسمانوں اور عرش و سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ ملأ اعلیٰ کا؟ پھر اگر شیطان کے لیے زمین کا علم محیط ثابت کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ و عرش وغیرہ کا علم مانا گیا، تو بتائیے اس میں کیا توہین ہوگئی؟

■ قرآن شریف میں ہے ہُدہُد نے **سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام** سے کہا **''میں نے وہ چیز معلوم کرلی، جو آپ کو معلوم نہیں۔''** کہیے کیا اس میں سلیمان علیہ السلام کی توہین ہوگئی؟ میں نے اپنی گزشتہ تقریر میں کل حدیث شریف **''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ''** پیش کر کے ثابت کیا تھا کہ علوم غیر نافعہ حضور کو نہیں ملے۔ آپ نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ آپ نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے رد کرنے والے کو روایت کرنے والا بنا دیا۔ مگر دیکھئے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول میں صفحہ: ۱۸۴ پر ہے **''و نیز فرمودہ است کہ من بشرم نمی دانم کہ در پس این دیوار چیست''** ⊙ کہیے اب بھی آپ کو کچھ شرم آئی یا نہیں؟ ⊙ دیکھیے! حضرت مولانا انبٹھوی نے صحیح نقل کیا تھا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں۔ کہیئے شیخ نے روایت کی یا نہیں؟ اشعۃ اللمعات شیخ کی ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب! یہ تمام باتیں علم کی ہیں۔ کتابوں کا محض ترجمہ الٹا سیدھا یاد کر کے واعظ بن جانے میں یہ رسوائی اور ذلت ہوتی ہے، جو آپ کی ہوئی۔

دیوبندی مناظر کا جھوٹ پکڑا گیا اور وہ ذلیل ہوا

مولوی منظور نعمانی نے ’’اشعۃ اللمعات‘‘ کی عبارت کے ضمن میں جو گپ ماری، اس پر گرفت کرتے ہوئے حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے اس پر کہا کہ روایت کیا ہے؟ حضرت شیخ نے کس سے روایت کیا ہے؟ یہ حدیث اشعۃ اللمعات کے متن مشکوٰۃ میں بھی ہے؟ تو سنبھلی نے جواب دیا کہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں نہیں بلکہ شیخ محقق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں بے ذکر سند اس کو ذکر کیا ہے۔ روایت نہیں کیا۔ اس پر تحریر طلب کی گئی۔ تو تحریر نمبر: ۳ لکھ کر دی۔ تمام حاضرین دیکھ کر حیران تھے کہ دیوبندی مناظر زبان سے کچھ اور کہتا ہے، قلم سے کچھ اور لکھتا ہے۔ بات بات پر جھوٹ بولتا ہے سچ ہے۔ ع ہیبت حق ست ایں از خلق نیست

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

بجائے ان تعلیوں اور متکبرانہ کلمات کے اگر اپنے اکابر کو کفر سے بری کرنے میں یہ وقت صرف کرتے، تو بہتر ہوتا۔ آپ نے ڈینگ مارتے ہوئے یہ بھی کہا ہے منظور اور مناظرہ کے عدد ایک ہیں۔ مگر آپ کو یہ نہیں معلوم کہ منظور اور مفرور (یعنی بھاگا ہوا) کا قافیہ بھی تو ایک ہے۔ بلکہ منظور اور مقہور و مقبور (یعنی قہر کیا گیا اور دفن کیا گیا) کا وزن بھی تو ایک ہے۔ ان یادہ گوئیوں (فضول باتوں) سے کیا فائدہ؟ کام کی بات کیجیے۔ دہلوی کی تکفیر سے کفِ لسان پر آپ نے جو ریز (چیں چیں) کی اس کی دھجیاں میں اڑا چکا۔ آپ اس رد کو ہاتھ نہیں لگا سکے۔ براہین کی عبارت کی جو توجیہ آپ نے کی، اس کے پرخچے اُڑا

دیے گئے۔ مگر رد کو سارا کا سارا ہضم کر جانا اور بار بار کی مردودات کو خصم کے آگے لانا، یہ آپ کی حیا و شرافت ہے۔ اس مرتبہ جو توجیہ عبارت براہین کی آپ نے بیان کی، یہ اس وقت ہوسکتی ہے کہ عبارت براہین یوں ہوتی کہ ’’**زمین کا علم محیط شیطان کو حاصل ہے اور آسمانوں کا علم محیط حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہے**‘‘۔ مگر وہ عبارت یوں نہیں۔ آپ کی توجیہ اس میں چل ہی نہیں سکتی۔

آپ اپنی طرف سے کبھی کہتے ہیں علوم دنیویہ شان نبوت کے خلاف ہیں۔ کبھی کہتے ہیں زمین کے علوم شانِ انبیاء کے لائق نہیں۔ کبھی کہتے ہیں شیطانی علوم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے ماننا انکی توہین اور دوستی کے پردہ میں ان کے ساتھ دشمنی ہے۔ مگر انبیٹھوی کی عبارت میں ان تینوں میں سے ایک بھی نہیں۔ نہ اس میں علوم دنیویہ کا لفظ ہے۔ نہ اس میں زمین کے علوم ہیں۔ نہ اس میں شیطانی علوم کا لفظ ہے، بلکہ انبیٹھوی کی اصل عبارت یوں ہے ’’**شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے**‘‘

دیکھئے اس عبارت میں کسی خاص وسعت علم کا حضور کے لیے انکار نہیں کیا ہے بلکہ **حضور اقدس** ﷺ کے علم مبارک کے وسیع ماننے کو مطلقاً شرک بتا دیا ہے۔ یہ عجیب وسعتِ علم ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے ماننا تو شرک ہو مگر اس وسعتِ علم میں شیطان کا شریکِ خداوندی ہونا معاذ اللہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ یہ ہے دیوبندی دھرم، جس میں شیطان لعین کو خدا کا شریک مانا جاتا ہے۔

تو اس عبارت میں کئی کفر ہیں۔

(۱) شیطان کے علم کو حضور سے زائد بتانا۔ ایک کفر

(۲) ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو حضور سے زائد بتانا۔ دوسرا کفر

(۳) شیطان کو خدا کا شریک بتانا۔ تیسرا کفر

(۴) حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کو خدائے پاک عزوجل کا شریک بتانا۔ چوتھا کفر

(۵) وسعت علم میں شیطان کے شریک خداوندی ہونے کو نص سے ثابت ماننا۔ پانچواں کفر

(۶) حضرت **ملک الموت** علیہ الصلاۃ والسلام کے وسعت علم میں شریک الٰہی ہونے کو قرآن وحدیث سے ثابت بتانا۔ چھٹا کفر

(۷) **حضور اقدس** ﷺ کے علم اقدس کے وسیع ماننے کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا۔ ساتواں کفر

(۸) **حضور اکرم** ﷺ کے علم پاک کے وسیع ماننے کو بلا دلیل کہنا۔ آٹھواں کفر

(۹) **حضور انور** ﷺ کے علم مبارک کی وسعت ماننے کو قیاس فاسد کا مقتضٰی ٹھہرانا۔ نواں کفر

(۱۰) شیطان و ملک الموت سے زیادہ **حضور عالم ماکان ومایکون** ﷺ کے علم کریم کے وسیع ماننے کو ایمان سے بالکل خالی بتانا کہ کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ دسواں کفر۔

وہ تو عبارت ہی ایسی ہے کہ اس پر جس قدر غور کیا جائے کفریات ہی کھلتے جائیں گے۔ آپ نے انبیٹھوی صاحب کے کفر کو اسلام بنانے کے لیے قرآن عظیم پر بھی افترا کر دیا۔

قرآن پاک یہ نہیں فرماتا کہ ہدہد نے یوں عرض کیا ''**اِنِّی عَلِمْتُ مَالَمْ تَعْلَمْهُ**'' بلکہ قرآن پاک نے ہدہد کی عرض یوں نقل فرمائی:۔

''اَحَطْتُّ بِمَالَمْ تُحِطْ بِهٖ'' (پارہ:۱۹، سورہ نمل، آیت:۲۲)

یعنی ''میں نے اس چیز کا احاطہ کیا جس کا آپ نے احاطہ نہ فرمایا''

اور احاطہ کبھی بالجسم ہوتا ہے، کبھی بالبصر ہوتا ہے، کبھی بالعلم والقدرۃ ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہدہد نے ملک سبا کا احاطہ نہ تو بالجسم کیا، نہ بالعلم والقدرۃ، تو ضرور ہے کہ یہاں بالبصر مراد ہے۔ یعنی اِنِّی اَبْصَرْتُ بِمَالَمْ تُبْصِرْ بِهٖ تو معنے یہ ہوئے ''**کہ میں**

نے اس چیز کو دیکھا جو آپ نے نہ دیکھی''۔ افسوس کہ انبیٹھوی صاحب کی محبت میں آپ نے اللہ عزوجل پر بھی افترا کر دیا۔

◈ آپ نے بہت اچھا مجھے یاد دلایا کہ میں نے حدیث شریف ''**اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ**'' کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ مگر جناب ع ''**سخن شناس نہ ای دلبرا خطا ایں جاست**'' (یعنی اے محبوب! غلطی یہ ہے کہ تو سخن شناس نہیں۔ یہ اردو زبان کی مثل ہے اور اُس وقت کہی جاتی ہے جب کوئی شخص کسی کے کلام پر اپنی غلط فہمی کی وجہ سے اعتراض کرے۔) حدیث شریف حق ہے لیکن آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ اشیا کی دو قسمیں ہیں۔ بعض چیزوں کا علم نافع ہوتا ہے اور بعض کا غیر نافع۔ بلکہ ہر چیز کے علم کی دو صفتیں ہیں۔ (۱) ایک ہی چیز کا علم اگر حصول معرفت الٰہی کا ذریعہ نہ ہو وہی غیر نافع ہے اور (۲) اگر اسی چیز کا علم بندوں کے لیے اللہ عزوجل کی معرفت میں ترقی کا سبب بن جائے، تو اسی چیز کا وہی علم نافع بن جائے گا۔ حضرت مولانا مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار — ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

یعنی ''عارف کامل کی نظر میں درختوں کا ایک ایک پتا معرفتِ الٰہی کا ایک دفتر ہے''

عارفانِ حق کے لئے ہر چیز میں معرفت الٰہی کے جلوے

آپ کے حوصلہ کے لائق یہ باتیں نہیں۔ آپ کیا جانیں کہ عارفان حق کے لیے ہر شے کا علم معرفت الٰہی میں ترقی کا سبب بن جاتا ہے:۔

(۱) اللہ عزوجل فرماتا ہے ''**سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ**'' (پارہ:۲۵، سورہ حٰم سجدہ، آیت:۵۳) **یعنی ''ہم ان کو تمام عالم میں اور خود ان کی نفسوں میں اپنی**

نشانیاں دکھائیں گے''

(۲) اورفرماتا ہے ''فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثَارِ رَحْمَةِ اللّٰهِ'' (پارہ:۲۱،سورہ الروم، آیت:۵۰) یعنی ''اے محبوب! تم اللہ کی رحمت کی نشانیاں دیکھو''

(۳) اورفرماتا ہے ''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ'' (پارہ:۲،سورہ البقرہ،آیت:۱۶۴) یعنی ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اوردن کے مختلف ہونے میں اوران کشتیوں میں جوسمندر میں لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی چیز لے کر چلتی ہیں اوراس میں جواللہ نے آسمان سے نازل فرمایا یعنی پانی، پھرزمین کواسی پانی سے زمین کے مرجانے کے بعدزندہ فرمایااورزمین میں ہرایک جانورکوبکھیر دیااورہواؤں کے چلانے میں اور اس بادل میں جوآسمان وزمین کے درمیان مسخر ہے، یقیناً عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں''

(۴) اورفرماتا ہے ''اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ o وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ کَذٰلِکَ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا'' (پارہ:۲۲،سورۃ الفاطر، آیت:۲۷،۲۸) یعنی ''اے محبوب کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتاراتو اس سے ہم نے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کیے اور پہاڑوں میں سے

اُجلے سفیداور سرخ ہیں۔ جن کے رنگ مختلف ہیں اور کالے بنگ ہیں اورانسانوں اور جانوروں چارپاؤں میں سے مختلف رنگ والے ہیں۔ بے شک! اللہ سے اسکے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں''۔

میں نے اس وقت صرف چار آیات کریمہ تلاوت کی ہیں۔ ورنہ یہ مضمون صدہا آیاتِ مبارکہ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اب آپ کومعلوم ہوا کہ اہل اللہ اور خاصان حق کے لیے کسی چیز کا علم غیر نافع نہیں۔ بلکہ وہ آسمانوں اورزمینوں کی شکل وصورت میں، دن اور رات کے گھٹنے بڑھنے میں، کشتی کے چلنے میں، پانی کے برسنے میں، درختوں کے اُگنے میں، پھلوں کے آنے میں، ایک ایک جانور کی کیفیت میں، ہواؤں کے چلنے میں، بادل کی روانی میں، رعد کی کڑک میں، بجلی کی چمک میں، ایک ایک پتھر کے رنگ روپ میں، غرض ہرایک ذرہ میں آیات حکمت ربانیہ اورآثار رحمت رحمانیہ دیکھتے ہیں۔ ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ، ایک ایک پتے کا علم ان حضرات کے لیے معرفت الٰہی میں ترقی مدارج کا سبب بن جاتا ہے۔ وہ حضرات اس کے مصداق ہوتے ہیں:۔

- ⊙ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ قَبْلَهٗ (میں نے ہرچیز سے پہلے اللہ کودیکھا) اور
- ⊙ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ بَعْدَهٗ (میں نے ہرچیز کے بعد اللہ کودیکھا) اور
- ⊙ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ فِیْهِ (میں نے ہرچیز کے اندر اللہ کودیکھا) اور
- ⊙ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ مَعَهٗ (میں نے ہرچیز کے ساتھ اللہ کودیکھا)

ہاں جناب! جوا کھیلنے، شراب بنانے، رنڈیوں کے چکلے وغیرہ باتوں کے علوم کو آپ بے ہودہ، رذیلہ، ناپاک اور شیطانی علوم کہہ رہے ہیں۔ بتایئے تو ان باتوں کا علم اللہ عزوجل کے لیے بھی مانتے ہیں یانہیں؟ اگرنہیں، تو آپ اللہ عزوجل کو جاہل بتا کر کافر مرتد ہوئے اوراگرہاں، تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے لیے شیطانی، بے ہودہ، ناپاک اور رذیل علم مان

کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کے پردے میں دشمنی اور تعظیم کے پردے میں توہین کی۔ یوں بھی آپ کافر مرتد ہوگئے۔ غرض آپ کے دونوں راستے بند ہوگئے۔

آپ نے مجھ کو جاہل کہا ہے۔ میں جاہل کے کہنے کو بُرا نہیں مانتا مگر جناب حضرت شیخ محدث دہلوی شاہ عبدالحق قدس سرہ نے جب اپنی ایک تصنیف میں اس روایت ''**لَا اَعْلَمُ مَاوَرَاءَ هٰذَا الْجِدَارِ**'' یعنی ''**اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ وہ میں نہیں جانتا**'' کو مردود باطل بتادیا۔ تو اب ہر ایک تصنیف میں اس کا ردو ابطال ضروری نہیں۔ اتنا اور سن لیجئے کہ آپ نے علوم دنیویہ وارضیہ کو علوم رذیلہ و بے ہودہ ونجسہ وشیطانیہ بتایا اور میں ابھی آیات کریمہ سے ثابت کر چکا کہ اللہ عزوجل نے انہیں علوم کو معرفت الٰہی میں ترقی کا سبب فرمایا۔ اب آپ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہتے ہیں یا سچا؟ اگر جھوٹا کہیں، تو کافر مرتد اور اگر سچا کہیں تو آپ نے ذرائع معرفت الٰہیہ کو شیطانی، بے ہودہ، نجس اور رذیل کہہ کر ان کی توہین کی۔ یوں بھی آپ کافر مرتد ہوئے۔ دیکھیے باطل کی حمایت باطل ہی سے ہوتی ہے۔ کفر انبیٹھوی کی حمایت میں آپ کفریات کے پھٹکے اڑاتے چلے جارہے ہیں۔ خدا سے ڈریئے۔ کفر سے توبہ کرکے اسلام لائیے۔ مرتدوں کا ساتھ چھوڑ کر مسلمان کے سایہ میں آجیئے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

میرے پاس دلائل کا ذخیرہ ہے۔ ہر تقریر میں نئی چیز پیش کروں گا۔ دلائل کے انبار لگا دوں گا۔ پبلک دیکھ رہی ہے کہ آپ محض اپنی ملّائیت سے بولتے چلے جارہے ہیں۔ کیونکہ ''**ملا آں باشد کہ چپ نشود**'' یعنی ملاّ وہ ہوتا ہے جو چُپ نہیں رہتا۔ آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں نہ کوئی آیت پیش کرتے ہیں، نہ کوئی حدیث۔ سارا مجمع دیکھ رہا ہے کہ آپ کے ہاتھ ان دونوں نعمتوں سے خالی ہیں۔

■ (بخاری شریف کی ایک حدیث پڑھ کر) دیکھئے سفر میں **حضرت فخر عالم** علیہ السلام کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کا ہار گم ہوگیا۔ **فخر عالم** ﷺ نے وہاں قیام کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ڈھونڈھا۔ یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوگیا اور وہاں پانی بھی نہ تھا۔ سب لوگ پریشان ہوئے کہ اب نماز کیسے پڑھیں گے۔ آخر تیمّم کی آیت اتری اور صحابہ نے تیمّم سے نماز ادا کی۔ پھر خود حضور ہی کے اونٹ کے نیچے سے نکلا۔ اگر حضور کو تمام ما کان وما یکون کا علم ہوتا، تو کیوں پریشان ہوتے؟ اتنی پریشانی اٹھاتے؟

■ یہودی نے حضور پر جادو کردیا۔ حضور کو چار ماہ کے بعد معلوم ہوا (شفا شریف کی دو عبارتیں پڑھ کر) دیکھئے امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ نبی کے لیے بعض امور دنیا کو نہ جاننے سے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ اب جو آپ کا فتوی مولانا خلیل احمد صاحب پر ہے وہی فتوی امام قاضی عیاض کے لیے بھی ہے یا نہیں؟

■ سورۂ تحریم میں ہے کہ نبی ﷺ نے کوئی راز کی بات اپنی ایک بی بی سے بیان فرمائی۔ انہوں نے دوسری سے اس کو بیان کردیا۔ جس کی اطلاع آپ کو بذریعہ وحی دی گئی۔ تو آپ نے ان سے باز پرس کی۔ اس پر وہ بی بی صاحبہ کہتی ہیں ''مَنْ اَنْبَأَکَ هٰذَا'' یعنی ''**کس نے آپ کو اس کی خبر دی**'' اور آپ نے فرمایا ''**نَبَّأَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ**'' (پارہ:۲۸، سورہ التحریم، آیت:۳) یعنی ''**مجھے دانائے باخبر نے خبر دی۔**''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول خدا ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھیں کہ حضور کو جمیع ما کان وما یکون کا علم ہے۔ ورنہ وہ کیوں پوچھتیں کہ آپ کو کس نے خبر دی؟

■ آپ کہتے ہیں کوئی علم ناپاک نہیں ہوتا۔ دیکھیے آپ کے اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات، حصۂ دوم، صفحہ:۵۹ پر فرماتے ہیں ''**سیمیا ایک نہایت ناپاک علم ہے**'' کہیے! اب تو آپ کے اعلیٰ حضرت نے بھی کہہ دیا کہ بعض علوم ناپاک ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ کوئی علم ناپاک

نہیں۔اب بتایئے آپ سچے ہیں یا آپ کے اعلیٰ حضرت؟

■ آپ نے یہ خوب کہا کہ ناپاک علوم **اللہ تعالیٰ** کو بھی ہیں یا نہیں؟ یہی تو وہ گمراہی ہے، جس کی وجہ سے کفار ومشرکین گمراہی کے گڑھے میں گر پڑے کہ انہوں نے خالق کا مخلوق پر قیاس کیا۔آپ مخلوق کو خالق پر قیاس کرتے ہیں۔**اللہ تعالیٰ** مارتا ہے، جلاتا ہے۔ یہ اس کا کمال ہے۔لیکن ایک انسان کسی انسان کو ناحق قتل کرڈالے۔تو یہ عیب ہے، جرم ہے۔**اللہ تعالیٰ** ہر ایک کو ہر حال میں دیکھتا ہے لیکن اگر آدمی لوگوں کو غسل خانے میں ننگا دیکھے یا حالت جماع میں کسی کو دیکھے، تو یہ بے حیائی ہے، گناہ ہے۔تو **اللہ تعالیٰ** کو ہر شے کا علم ہونا، اُس کا کمال ہے لیکن انسان کے حق میں بہت سے علوم عیب ہیں۔

■ آپ **رسول اللہ** ﷺ کے لیے تمام علوم ثابت کررہے ہیں، تو کیا حضور کو کوک شاستر کا علم بھی تھا؟ کیا اس کے تمام آسنوں کو بھی حضور جانتے تھے؟ بہر حال میں ثابت کر چکا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی عبارت بالکل بے غبار ہے۔اس پر کفر کا الزام لگانا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں۔حدیث شریف میں آیا ہے ''**طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ**'' (علم کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔) آپ کے نزدیک دنیا کی باتوں کے جاننے کو بھی علم کہتے ہیں، تو کیا علوم دنیویہ کا بھی حاصل کرنا ہر مرد وعورت مسلمان پر فرض ہے؟ تو معلوم ہوا کہ شریعت میں دنیوی باتوں کے جاننے کو علم ہی نہیں کہتے۔ میں پھر کہوں گا اور نہایت زور سے کہوں گا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کو نقب لگانے کا علم بھی ہے، حضور کو جوا کھیلنے، شراب بنانے، شراب کی لذت اور اس کے مزوں کا بھی علم ہے اور حضور کوک شاستر کے تمام آسنوں کو بھی جانتے ہیں، وہ یقیناً حضور کی توہین کرتا ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

آپ کا دعویٰ تو اس قدر زبردست ہے کہ ہر تقریر میں نئی چیز پیش کروں گا لیکن عمل اس کے خلاف ہے۔آپ نے اب تک اپنی کسی تقریر میں اپنی کوئی نئی ہرگز نہیں پیش کی بلکہ وہی پُرانی مردودات، جن کو آپ کے اکابر پیش کر چکے اور بارہا فحول علمائے اہلسنت ان کی دھجیاں اڑا چکے، انہیں کو آپ بھی پیش کررہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کے گمشدہ ہار والے واقعہ کی دلیل کا جواب

آپ نے بخاری شریف سے حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلادۂ مبارکہ گم ہوجانے کی حدیث پڑھی۔اس میں ایک لفظ بھی اس پر دلالت کرنے والا ہرگز نہیں کہ **حضور اقدس** ﷺ کو بھی معلوم نہ تھا کہ وہ قلادہ کہاں ہے؟ یہ آپ کا وہم وقیاس ہے کہ اگر **حضور اکرم** ﷺ کو معلوم تھا تو کیوں نہیں بتایا؟ ابلیس نے بھی قیاس باطل کرکے ''**اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ**'' یعنی میں اس سے بہتر ہوں کہا اور **مصطفیٰ** ﷺ کی عظمت کے حضور سر جھکانے سے انکار کیا۔آپ بھی اپنے قیاس باطل سے حضور **اعلم الخلق** ﷺ کی عظمت علمیہ کو گھٹانا چاہتے ہیں۔اس حدیث شریف سے آپ کے بڑوں نے غلط استدلال کیا اور اُس کا دنداں شکن رد بھی پاچکے۔یہ دیکھئے میرے ہاتھ میں ''**الکلمۃ العلیا شریف**'' موجود ہے۔اس میں صفحہ: ۱۱۰ سے صفحہ: ۱۱۳ تک اس استناد باطل کے پرخچے اڑا دیے گئے ہیں اور **حضور اقدس** ﷺ کے اس نہ بتانے کی متعدد حکمتیں ائمہ دین کی تصریحات سے بیان فرمائی ہیں۔منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس وقت تک صرف وضو وغسل فرض تھا۔تیمّم کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔**حضور رحمۃ للعالمین** ﷺ کو بتعلیم خداوندی معلوم تھا کہ میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے، جن کو بیماری کے

سبب پانی نقصان دے گا۔ یا پانی نہیں ملے گا۔ اس لیے اگر حضور فوراً ہی فرمادیتے کہ قلادہ ناقہ کے نیچے ہے، تو اسی وقت روانگی ہوجاتی اور قافلہ نماز کے وقت ایسی جگہ پہنچ جاتا جہاں پانی تھا۔ لہٰذا سرکار نے سکوت فرمایا۔ بالآخر حکم تیمّم نازل ہوا اور قیامت تک کے لیے غلامان سرکار پر یہ نعمت فرمادی گئی۔ دیکھیے اس حدیث شریف سے تو **حضور اکرم** ﷺ کی شان رحمت ظاہر ہورہی ہے اور آپ کے اکابر چونکہ **مصطفیٰ** ﷺ کی عداوت کے نشہ میں مخمور ہیں، لہٰذا معاذ اللہ اس حدیث سے **حضور انور** ﷺ کی نادانی و جہالت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

حضور ﷺ پر کیئے گئے جادو والی دلیل کا جواب

آپ کہتے ہیں حضور پر جادو کیا گیا، حضور کو چار ماہ تک خبر نہ ہوئی۔ کیا آپ کسی حدیث سے ثابت کرسکتے ہیں کہ حضور نے یہ فرمایا ہو کہ مجھے خبر نہیں کہ مجھ کو کیا ہوگیا ہے؟ یا یہ کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس نے مجھ پر جادو کیا ہے؟ (بلکہ حدیث شریف میں تو اس وقت کی کیفیت یہ ارشاد فرمائی کہ ''اِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَیَّ اَنِّیْ اَقُوْلُ الشَّیْءَ وَاَفْعَلُهٗ وَلَمْ اَقُلْهُ وَلَمْ اَفْعَلْهُ'' (''تفسیر الفخر الرازی (التفسیر الکبیر ، ومفاتیح الغیب)'' امام فخر الدین محمد رازی ، المتوفی : ۵۴۴ھ، جلد نمبر : ۲ ، جزء نمبر : ۳ ، صفحہ نمبر : ۲۳۲ ، سورۂ بقرہ ، آیت نمبر : ۱۰۲) (ترجمہ:۔ کچھ کہنے اور کچھ کرنے کا خیال مجھے آتا تھا، حالانکہ نہ میں نے اس کو کہا اور نہ کیا (اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ نے اپنے تردد کی حالت بیان فرمائی۔مترجم)) تو اگر اس وقت ماکان و مایکون میں سے کسی چیز کے علم کی صراحۃً بھی اپنی ذاتِ اقدس سے نفی فرمادی جاتی تب بھی اس سے استدلال باطل ہوتا اور اسی ذہول پر محمول کیا جاتا، رہا یہ کہ حضور کو معلوم تھا تو بتا کیوں نہ دیا، اس میں یہ حکمت تھی کہ اس میں تمام امت مرحومہ کو دفع سحر کا طریقہ معلوم ہوگیا۔ اور جب آپ اس مضمون کی تصریح کسی حدیث میں نہیں دکھا سکتے، تو اپنے

گمان فاسد اور وہم کاسد سے **علم مصطفیٰ** ﷺ کو کیوں گھٹارہے ہیں؟ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ان عبارات میں جو آپ نے پڑھی ہیں، امکان ہی تو بیان کیا ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو دنیا کی بعض باتوں کا علم نہ ہو۔ مگر اس امکان کے ساتھ فعلیت کسی امر کی مان رہے ہیں۔ وہ وہی ہے، جو میں پہلے اپنی تقریر میں سنا چکا کہ خَصَّهٗ بِالْاِطِّلَاعِ عَلٰی جَمِیْعِ مَصَالِحِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ یعنی ''**حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل نے دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر مطلع فرما کر خاص کرلیا**''۔ یہ آپ کی حیاداری ہے کہ معاذ اللہ انبیٹھوی صاحب کے کفر کا الزام حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی معاذ اللہ تھوپنا چاہتے ہیں۔ اور پھر بہادری یہ کہ شرماتے نہیں۔ اسی کا نام ہے چوری اور سرزوری۔

ازواج مطہرات کے واقعہ کی دلیل کا جواب

حضرت ام المومنین حفصہ یا حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عرض کرنا کہ ''مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا'' یعنی ''**کس نے حضور کو اس کی خبر دی**۔'' ہرگز اس کی دلیل نہیں ہوسکتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے عقیدہ میں حضور کو **اللہ تعالیٰ** نے ماکان و مایکون کا علم نہیں بخشا۔ بلکہ جب **حضور اقدس** ﷺ نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پرسش فرمائی، تو ان کو یہ خیال ہوا کہ ازواج مطہرات ہی میں سے تو کسی نے اس امر کی شکایت بارگاہ اقدس میں نہ کی ہو۔ تو ''مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا'' کے معنی یہ ہیں کہ ''**امہات المومنین میں سے کس نے یہ واقعہ سرکار میں عرض کیا؟**'' سرکار نے اس کا جواب بھی یہی عطا فرمایا کہ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ یعنی ''**مجھ کو جاننے والے خبر رکھنے والے رب تعالیٰ نے خبر دی**'' یعنی ازواج مطہرات میں سے کسی نے یہ واقعہ ہم سے نہیں عرض کیا۔

ناپاک علم سے مراد ملکہ ہے

حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوفرمایا ہے کہ سیمیا ایک ناپاک علم ہے، بالکل صحیح ہے۔ یہاں علم سے مراد ملکہ ہے اور میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ علم بمعنے ملکہ بھی آتا ہے اور آیت کریمہ ’’**وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ** ‘‘ (پارہ:۲۳،سورۂ یٰسین، آیت:۶۹،)(ترجمہ:’’اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا‘‘)(کنزالایمان) علم سے مراد ملکہ ہی ہے۔

حدیث شریف:۔ **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ** میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔اسی لیے اس سے مراد صرف دین کا علم ہے اور وہ بھی بقدر ضرورت۔ ورنہ ضرورت سے زیادہ علوم دین حاصل کرنا فرض عین نہیں،فرض کفایہ ہے۔

آپ نے کہا کہ تم مخلوق کو خالق پر قیاس کرتے ہو۔ یہ تو بالکل جھوٹ ہے لیکن آپ ضرور عمل پر علم کو قیاس کر رہے ہیں۔اعمال میں ضرور دو قسمیں ہیں اعمال حسنہ واعمال سیئہ لیکن علم تو کسی چیز کا بُرا نہیں۔علم تو ایک نور ہے۔جس سے معلوم منکشف ہو جاتا ہے۔نور کبھی نجس نہیں ہوتا۔روشنی اگر ناپاک چیز پر پڑے گی،تو ناپاک نہ ہوگی۔ پھر کیا علم کا عمل پر قیاس باطل نہیں؟ کیا قتل کرنا،غسل خانوں پاخانوں میں جھانکتے پھرنا اعمال نہیں۔اس بات کا ثبوت دیجئے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا علم اپنے کسی بندے کو عطا فرمائے،تو اس کا علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے لیے تو مناسب ہے لیکن بندے کے حق میں اس کا علم عطائی نامناسب ہو۔

■ جس وقت آپ کے والد صاحب پاخانہ میں ہوں یا آپ کی والدہ صاحبہ کے ساتھ مصروف جماع ہوں، اس وقت آپ کا جھانک کر دیکھ لینا تو یقیناً بے حیائی و بے شرمی ہے لیکن یہ بتائیے کہ آپ کے علم میں بھی کیا یہ بات نہیں کہ آپ کے والد صاحب پاخانہ میں بیٹھ کر قضائے حاجت ہی کیا کرتے ہیں۔

■ کیا آپ اس بات کو جانتے بھی نہیں کہ آپ کے والد صاحب نے آپ کی مادر مشفقہ کے ساتھ جماع کیا۔جس سے آپ پیدا ہوئے۔ کہیے یہ علم آپ کو ہے یا نہیں؟ پھر کیا آپ کا یہ علم بُرا ہے۔اب تو یقین ہے کہ آپ کو جھانکتے پھرنے اور محض جاننے کے درمیان فرق عظیم معلوم ہو گیا ہوگا۔مگر آپ کے نزدیک علم کے لیے جھانکتے پھرنا بھی ضرور ہے یعنی جو شخص جھانکتا نہ پھرے اس کو علم ہو ہی نہیں سکتا۔تو اب گزارش یہ ہے کہ لوگوں کے پاخانہ پھرنے پیشاب کرنے اپنی عورتوں کے ساتھ شب باش ہونے کو اللہ عزوجل جانتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جاہل بتا کر کافر ہو گئے اور اگر ہے اور آپ کے نزدیک ان چیزوں کا علم اسی وقت ہو سکتا ہے کہ ان واقعات کو جھانکتا پھرے، تو آپ کے نزدیک معاذ اللہ خدا لوگوں کو پاخانوں، غسل خانوں، خلوتوں میں جھانکتا پھرتا ہے؟ یہ اس **قدوس سبوح جل جلالہ** کی توہین ہوئی۔ یوں بھی آپ کافر ہو گئے۔ کہیے آپ کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہوئے یا نہیں۔

’’حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تفصیلی علم غیب‘‘

حضور اقدس ﷺ کو جملہ ما کان وما یکون کا تفصیلی محیط علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے۔ جملہ ما کان وما یکون میں تمام کائنات عالم داخل ہیں، لیکن یوں کہنا کہ حضور جوا کھیلنا، شراب بنانا جانتے ہیں، یقیناً **سرکار عرش مدار** ﷺ کی توہین ہے۔ ایسا نہ کہے گا مگر وہابی۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے لیکن اس کو بندروں اور سوّروں کا خالق کہنا اس کی شان عظیم میں گالی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں امام ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر طبری جلد ہفتم ہے۔اس کے صفحہ:۱۴۸ تک آیت کریمہ ’’**وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**

وَلَيَـكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ'' (پارہ:۷،سورۃ الانعام،آیت:۷۵) کی تفسیر احادیث شریفہ سے فرمائی ہے۔آیت میں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اور'' **اسی طرح ہم ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ ان کے عرفان وایمان میں ترقی ہو۔**''اس کی تفسیر میں جو احادیث نقل فرمائی ہیں،ان کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے سے پردے ہٹا دیے گئے،تو آپ نے عرش وتحت الثریٰ اور جنت اور ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان سب کو ملاحظہ فرمایا۔یہاں تک کہ جنت میں اپنا قصر عالی بھی دیکھا۔حتیٰ کہ حدیث میں ہے:۔

''لَمَّا رَاٰی اِبْرَاهِيْمُ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَاٰی عَبْدًا عَلٰی فَاحِشَةٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ ثُمَّ رَاٰی اٰخَرَ عَلٰی فَاحِشَةٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ ثُمَّ رَاٰی اٰخَرَ عَلٰی فَاحِشَةٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ فَقَالَ اَنْزِلُوْا عَبْدِیْ لَایُهْلِكُ عِبَادِیْ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

(جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری) ،امام محمد بن جریر طبری ، المتوفی : ۳۱۰ھ ، جلد نمبر : ۱۱ ،صفحہ نمبر : ۴۷۳ ، حدیث نمبر :۱۳۴۵۲،مطبوعہ:مؤسسة الرسالة ،سن طباعت:۱۴۲۰ھ،۲۰۰۰ء)

ترجمہ:۔

''جب ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کو ملاحظہ فرمایا،تو ایک شخص کو زنا کرتے دیکھا۔اس پر دعا فرمادی وہ ہلاک ہوگیا۔پھر دوسرے کو زنا کرتے دیکھا،اس پر دعا فرمائی،وہ ہلاک ہوگیا۔

پھر تیسرے کو زنا میں مبتلا دیکھا،اس پر دعائے ہلاک فرمادی،وہ بھی مرگیا۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو میرے بندے کو اتارو کہ میرے بندوں کو ہلاک نہ کرے۔''

- دوسری حدیث میں ہے:۔

''لَمَّا رَفَعَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ فِی الْمَلَكُوْتِ فِی السَّمٰوٰتِ ، اَشْرَفَ فَرَاٰی عَبْدًا يَزْنِیْ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ ، ثُمَّ رُفِعَ فَاَشْرَفَ ، فَرَاٰی عَبْدًا يَزْنِیْ فَدَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ ، ثُمَّ رُفِعَ فَاَشْرَفَ ، فَرَاٰی عَبْدًا يَزْنِیْ فَدَعَا عَلَيْهِ ، فَنُوْدِیَ عَلٰی رِسْلِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ ، فَاِنَّكَ عَبْدٌ مُسْتَجَابٌ لَكَ ، وَاِنِّیْ مِنْ عَبْدِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ : اِمَّا اَنْ يَتُوْبَ اِلَیَّ فَاَتُوْبُ عَلَيْهِ ، وَاِمَّا اَنْ اُخْرِجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً وَاِمَّا اَنْ يَتَمَادٰی فِيْمَا هُوَ فِيْهِ فَاَنَا مِنْ وَرَائِهِ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

(جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری) ،امام محمد بن جریر طبری ، المتوفی : ۳۱۰ھ ، جلد نمبر : ۱۱ ،صفحہ نمبر : ۴۷۳ ، حدیث نمبر :۱۳۴۵۳،مطبوعہ:مؤسسة الرسالة ،سن طباعت:۱۴۲۰ھ،۲۰۰۰ء)

ترجمہ:۔

''جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمان وزمین کی سلطنت دکھانے کے لیے بلند فرمایا۔تو آپ نے جھانکا۔تو ایک بندے کو زنا کرتے دیکھا،تو اس پر دعا فرمادی،تو وہ ہلاک ہوگیا۔

"پھر آپ کو بلند کیا گیا، تو آپ نے جھانک کر دیکھا کہ ایک شخص زنا کر رہا ہے، تو اس پر دعا فرمائی، وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر آپ کو بلند فرمایا گیا۔ تو پھر آپ نے جھان کر دیکھا کہ ایک آدمی زنا میں مشغول ہے۔ تو آپ نے اس پر دعا فرمادی۔ تو ندا آئی اے ابراہیم اپنے مقام پر ٹھہرے رہو۔ کیونکہ تم میرے ایسے بندے ہو کہ تمہاری ہر دعا مقبول ہے اور بے شک میں اپنے بندے سے تین باتوں پر ہوں۔ (۱) یا یہ کہ وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرونگا۔ (۲) یا یہ کہ اس سے پاکیزہ اولاد پیدا فرماؤں گا۔ (۳) یا یہ کہ وہ اپنے حال میں مبتلا ہی رہیگا۔ تو میں اس کی تاک میں ہوں۔"

- تیسری حدیث میں ہے:۔

"اَنَّ اِبۡرَاهِيۡمَ خَلِيۡلَ الرَّحۡمٰنِ حَدَّثَ نَفۡسَهٗ اَنَّهٗ اَرۡحَمُ الۡخَلۡقِ ، وَاَنَّ اللّٰهَ رَفَعَهٗ حَتّٰى اَشۡرَفَ عَلٰى اَهۡلِ الۡاَرۡضِ ، فَاَبۡصَرَ اَعۡمَالَهُمۡ فَلَمَّا رَاٰهُمۡ يَعۡمَلُوۡنَ بِالۡمَعَاصِىۡ قَالَ: اَللّٰهُمَّ دَمِّرۡ عَلَيۡهِمۡ! فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ: اَنَا اَرۡحَمُ بِعِبَادِىۡ مِنۡكَ، اِهۡبِطۡ، فَلَعَلَّهُمۡ اَنۡ يَتُوۡبُوۡا اِلَىَّ وَيُرَاجِعُوۡا"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

(جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری) ،امام محمد بن جریر طبری، المتوفی: ۳۱۰ھ، جلد نمبر: ۱۱، صفحہ نمبر: ۴۷۳، حدیث نمبر: ۱۳۴۵۴، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة ،سن طباعت: ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

ترجمہ:۔

"رحمٰن کے دوست ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے جی میں فرمایا کہ وہ سب سے زائد مخلوقات الٰہی پر مہربان ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند فرمایا۔ تو انہوں نے سر اٹھا کر زمین والوں کو جھانکا، تو ان کے تمام اعمالوں کے حال دیکھے تو جب دنیا والوں کو معصیتیں کرتے دیکھا۔ تو دعا کی اے اللہ! ان کو ہلاک کردے۔ ان سے انکے رب نے فرمایا اپنے بندوں پر تم سے زیادہ میں مہربان ہوں۔ تم اس مقام سے نزول فرماؤ کہ شاید میرے بندے میری طرف توبہ کریں اور گناہوں سے باز آئیں۔"

دیکھیے اس آیت کریمہ سے صاف ثابت ہوگیا کہ اچھے، بُرے، نیک، بد، تمام اعمال کرتے ہوئے اہل زمین کو ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے دیکھا۔ کہیے! سیدنا خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان لوگوں کو برہنہ اور حالت جماع میں دیکھا یا نہیں؟ کیا معاذ اللہ اس کو بے حیائی کہیں گے؟ تو معلوم ہوا کہ جس کام کو بے حیائی سمجھا جاتا ہے، وہی کام اگر برضائے الٰہی وحکم ربی کیا جائے، تو ہرگز بے حیائی نہیں ہوسکتا۔ بے حیا وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کو بے حیائی کا حکم دینے والا بتائے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ کوئی شئے کتنی ہی بری ہو، مگر محبوبانِ خدا کے لیے اس کا مشاہدہ ترقی عرفان وایقان کا سبب ہوا کرتا ہے "وَلِيَكُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِيۡنَ"

◈ اتنا اور بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا" (پارہ:۱، سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۳۱) یعنی **"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام چیزوں کے سب نام سکھا دیے۔"** تمام چیزوں میں آپ کے کوک شاستر کے تمام آسن اور تھانوی صاحب کے "بہشتی زیور" کے جملہ ممسِک (دیر سے انزال ہونا) ومہیّج (شہوت بڑھانے والا) و

مطوّل (دراز کرنے والا) و مُسمّن (موٹا کرنے والا) نسخے بھی شامل ہیں یا نہیں؟ اور ان سب کے نام بھی اللہ عزوجل نے سیدنا صفی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو سکھا دیے تھے یا نہیں؟ بہر حال روشن ہوگیا کہ علم کوئی بھی ناپاک نہیں۔ تو براہین گنگوہیہ کی عبارت کفریہ کی تاویل جو آپ نے کی تھی کہ شیطان کے لیے ناپاک علوم ثابت کیے ہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ناپاک علوم کی نفی کی ہے، پادر (بے بنیاد) ہوا اور باطل ہوگئی۔ آپ کا اور آپ کے بڑوں کا کفر وارتداد ثابت ہو چکا۔ جس کو اٹھانا آپ کی طاقت سے باہر ہے۔ توبہ کیجیے اور کلمہ پڑھ کر اسلام لائیے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

میرے فاضل دوست بہت کچھ لمبی چوڑی تقریریں کر چکے مگر جناب **رسول خدا** ﷺ کے لیے جملہ "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ" کا علم (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے) ثابت نہیں کر سکے۔ قیامت بھی علم "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ" میں سے ہے، مگر یہ علم قیامت باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور جو شخص **اللہ تعالیٰ** کا کوئی علم مخصوص غیر خدا کے لیے ثابت کرے اگرچہ عطا کی آڑ لے، وہ یقیناً کافر و مرتد ہے۔ سنیے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّهَا لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ" (پارہ:۹، سورہ اعراف، آیت نمبر:۱۸۷)

ترجمہ:۔

"اے محمد! یہ لوگ تم سے قیامت کا سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو نہیں ہے علم اس کا، مگر میرے رب کے پاس۔ اس کو نہیں ظاہر کرے گا، اس کے وقت پر، مگر وہی"

(تفسیر خازن وتفسیر کبیر وتفسیر بیضاوی کی عبارات پڑھ کر)

ان تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ قیامت کا علم خدا کے ساتھ خاص ہے۔ اس نے کسی بھی مرسل اور ملک مقرب کو قیامت پر اطلاع نہیں دی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی حدیث "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" (جس سے پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔) کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علمِ قیامت مخصوص بذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ کسی مخلوق کو یہ علم نہیں۔

⊙ ملا علی قاری اپنی "**موضوعات کبیر**" میں امام جلال الدین سیوطی سے نقل کرتے ہیں۔

"وَقَدْ جَاهَرَ بِالْکَذِبِ بَعْضُ مَنْ یَّدَّعِیْ فِیْ زَمَانِنَا الْعِلْمَ وَهُوَ مُتَشَبِّعٌ بِمَا لَمْ یُعْطَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ کَانَ یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبریٰ"، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفیٰ: ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ: مؤسسة الرسالة، بیروت۔ لبنان۔ صفحہ نمبر: ۴۵۳

ترجمہ:

"بے شک کھلم کھلا جھوٹ بولا ہمارے زمانے کے بعض مدعیان علم نے، جو جہل مرکب میں گرفتار ہیں کہ رسول خدا ﷺ جانتے تھے، کب قیامت آئے گی۔"

⊙ آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"هٰؤُلَاءِ الْغُلَاةُ عِنْدَهُمْ اَنَّ عِلْمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُنْطَبِقٌ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ فَكُلُّ مَا يَعْلَمُهُ اللّٰهُ يَعْلَمُ رَسُوْلُهٗ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبریٰ"، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفیٰ: ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ لبنان۔ صفحہ نمبر: ۴۵۳

ترجمہ:

"ان غالیوں کے نزدیک یہ بات ہے کہ رسول خدا کا علم خدا کے علم پر پورا پورا منطبق ہے۔ تو جو کچھ خدا جانتا ہے وہ سب رسول اللہ بھی جانتے ہیں۔"

آگے فرماتے ہیں:۔

"وَمَنِ اعْتَقَدَ تَسْوِيَةَ عِلْمِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يَكْفُرُ اِجْمَاعًا كَمَا لَايَخْفٰى"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبریٰ"، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفیٰ: ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ لبنان۔ صفحہ نمبر: ۴۵۴

ترجمہ:

"جو شخص اللہ و رسول کے علم کی برابری کا معتقد ہو وہ اجماعاً کافر ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:۔

"لَارَيْبَ اَنَّ الْحَامِلَ لِهٰؤُلَاءِ عَلٰى هٰذَا الْغُلُوِّ، اِعْتِقَادُهُمْ اَنَّهٗ يُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ وَكُلَّمَا غَلَوْا كَانُوْا اَقْرَبَ اِلَيْهِ وَاَخَصَّ بِهٖ فَهُمْ اَعْصَى النَّاسِ لِاَمْرِهٖ وَاَشَدُّهُمْ مُخَالَفَةً لِّسُنَّتِهٖ وَهٰؤُلَاءِ فِيْهِمْ شَبَهٌ ظَاهِرٌ مِنَ النَّصَارٰى غَلَوْا فِي الْمَسِيْحِ اَعْظَمَ الْغُلُوِّ وَخَالَفُوْا شَرْعَهٗ وَدِيْنَهٗ اَعْظَمَ الْمُخَالَفَةِ وَالْمَقْصُوْدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ يُصَدِّقُوْنَ بِالْاَحَادِيْثِ الْمَكْذُوْبَةِ الصَّرِيْحَةِ وَيُحَرِّفُوْنَ الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ، وَاللّٰهُ وَلِيُّ دِيْنِهٖ فَيُقِيْمُ مَنْ يَّقُوْمُ لَهٗ بِحَقِّ النَّصِيْحَةِ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبریٰ"، مؤلف: علامہ ملا علی قاری، المتوفیٰ: ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ لبنان۔ صفحہ نمبر: ۴۵۶

ترجمہ:

"کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کو اس غلو پر آمادہ کرنے والا ان کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ان کے گناہوں کو مٹائیں گے اور ان کو جنت میں داخل کریں گے اور وہ جس قدر زیادہ غلو کریں گے، اسی قدر زیادہ رسول خدا سے قریب اور زائد مخصوص ہونگے، تو ان لوگوں میں نصاریٰ کی کھلی ہوئی مشابہت ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہت بڑا غلو

> کیا اور ان کے دین وشریعت کی سخت مخالفت کی اور مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ صریح جھوٹی حدیثوں کی تصدیق کرتے ہیں اور صحیح حدیثوں کی تحریف کرتے ہیں اور اللہ اپنے دین کا مددگار ہے تو وہ کسی ایسے کو قائم کرے، جو حق نصیحت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے لیے جمیع معلومات خداوندی کا علم محیط مانے، اگرچہ عطائے خداوندی کہے، وہ بھی اجماعاً کافر ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے جملہ ما کان وما یکون کا علم ماننے والے اس امت کے نصاریٰ ہیں۔ میں صاف کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ تمام ما کان وما یکون تفصیلی علم محیط رسول خدا کے لیے ماننے والا دوستی کے پردے دشمنی کرتا ہے۔ تعظیم کے بہانے سے توہین کرتا ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں شراب پیتے ہیں، اپنی عورتوں سے جماع کرتے ہیں، کیسا غضب ہے کہ آپ کے نزدیک یہ تمام امور رسول خدا ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں؟ اور نبی کریم ان سب باتوں کو دیکھتے ہیں؟ میرے دوست نبی علیہ السلام کا قلب ایک شیشہ ہے۔ شیشے میں پری اچھی معلوم ہوتی ہے۔ شیشے پر کثرت سے مکھیوں کا بیٹھنا اس کو بدنما کر دیتا ہے۔ دنیوی علوم مکھیاں ہیں۔ ان علوم کی قلب محمدی میں گنجائش نہیں مگر بقدر ضرورت۔ حقیقت یہ ہے کہ اصطلاح شریعت میں دنیوی علوم کو علوم ہی نہیں کہتے۔ مسئلہ علم غیب پر مباحثہ ہمارے مولانا کو بے حواس کر رہا ہے۔ بار بار اس مسئلہ سے فرار کر کے اکابر اسلام کا کفر ثابت کر رہے ہیں۔

مولوی منظور نعمانی کے بے تکے اعتراضات

مہربان من! زبان تو سب کے منہ میں ہے۔ مولانا خلیل احمد صاحب کا اسلام تو میں کالشمس فی نصف النہار ثابت کر چکا۔ لیکن آپ کے اعلیٰ حضرت نے وصایا شریف میں لکھا

"حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا، ہر فرض سے اہم فرض ہے" شریعت کے اتباع کے لیے تو حتی الامکان کی قید لگائی اور اپنے دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنے کو ہر فرض سے بڑھ کر اہم فرض بتا دیا۔ یہ ہے کفر کہ شریعت محمدیہ سے علاوہ اپنے ایجاد کردہ دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تاکید کی جا رہی ہے۔

- نیز آپ کے اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات، حصۂ دوم، مطبوعۂ بار چہارم، صفحہ: ۳۳ پر فرماتے ہیں **"مولوی امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں۔ عرض کی یارسول اللہ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا"** دیکھیے اس عبارت میں آپ کے اعلیٰ حضرت نے **رسول خدا ﷺ** کو مقتدی بنایا اور خود امام بنے۔ یہ ہے کفر۔ یہ ہے رسول اللہ کی توہین۔ آپ سے ہو سکے تو ان کفروں کو اٹھائیے اور اگر نہ ہو سکے تو میں آپ کو مجبور نہیں کرتا۔ آپ کفر و اسلام کی بحث کو چھوڑیے اور مسئلہ علم غیب پر آجائیے۔ اتنا اور سُن لیجیے کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کے لیے ایسی **"قوت مدرکہ"** (وہ قوت جس سے انسان اشیاء کی حقیقت معلوم کر سکے) ثابت کرے جس سے وہ امور غیبیہ کا اسی طرح ادراک کر لیتے ہیں، جس طرح دوسرے لوگ اپنے حواس سے **"امور محسوسہ"** (وہ چیزیں جو محسوس ہو سکے) کو معلوم کر لیتے ہیں، تو بے شک وہ شخص کافر مرتد ہے۔ پھر چاہے اس قوت مدرکہ کو عطیۂ خداوندی مانے، خواہ وہ لفظ عطا کی آڑ لے۔ حضرت مولانا شہید کی عبارت تقویۃ الایمان کی جو آپ نے پیش کی تھی یہی مطلب ہے۔

منظور نعمانی کی شیخی

اس کے بعد میں پھر کہتا ہوں کہ حاضرین جلسہ تو مجھے نہیں پہچانتے مگر میرے فاضل

دوست مجھ کو خوب جانتے ہیں۔ مجھے قدرت نے مناظرہ ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اسی لیے میرے نام کو بھی مناظرے سے مناسبت ہے کہ منظور اور مناظرہ دونوں کے ایک ہی عدد ہیں۔

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں ÷ کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

علم غیب کی بحث پر آ تو جایئے پھر دیکھئے میرے پاس اس مسئلہ پر ایک ہزار دلائل ہیں۔ جن کا جواب دینا تو الگ رہا، سُنتے ہی سُنتے آپ گھبرا جائیں گے۔

نوٹ: اس تقریر پر حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا کہ اس تقریر کا تفصیلی جواب دینے میں مجھے زائد وقت درکار ہے۔ لہٰذا جب تک میری تقریر ختم نہ ہو، میرا وقت سمجھا جائے اور میری طرف سے منظور صاحب کو بھی اجازت ہے کہ آئندہ تقریروں میں تنگی وقت کا عذر نہ کریں بلکہ جتنے وقت میں جواب ہو سکے اتنا وقت صرف کریں۔

چنانچہ باتفاق فریقین یہ تجویز منظور ہوئی۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

میرے مخاطب کی ایک فضول ولغو تقریر آپ لوگوں نے سُنی۔ میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ زبان سے کچھ نہ بولیں لیکن کم از کم اپنے اپنے دلوں میں انصاف کریں کہ میرے کسی اعتراض کا بھی منظور صاحب نے جواب دیا؟ اپنے بڑوں کے کسی کفر کو بھی اٹھایا؟ اس مرتبہ آپ نے ایک نئی بات پیش کی کہ جو شخص حضور ﷺ کے لیے قیامت کا علم بعطائے الٰہی مانے وہ کافر مرتد ہے۔

■ سنئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی، سورۂ جن شریف میں صفحہ ۲۰۵ پر وقت وقوع قیامت اور احکام الٰہیہ کونیہ وشرعیہ اور حقائق ذات و

صفات ربانیہ کو غیب مطلق میں داخل فرمایا۔ اس کے بعد آیت کریمہ:۔

’’فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ‘‘

(پارہ:۲۹، سورۃ الجن، آیت نمبر:۲۶۔۲۷)

ترجمہ: ’’تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔‘‘ (کنزالایمان)

کی تفسیر فرماتے ہیں:۔

’’پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ رفع تلبیس واشتباہ خطا بکلی دراں اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلا نماند مگر کسے را کہ پسند میکند وآں کس رسول مے باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد وموسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلوات والتسلیمات کہ اورا اظہار بر بعضے از غیوب خاصۂ خود میفرماید‘‘

ترجمہ:

’’اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ اس اطلاع میں خطا اور غلطی کا بالکل ازالہ ہو جائے اور خطا واشتباہ کا احتمال بالکل نہ رہے۔ مگر وہ شخص جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ پسند فرمالے، خواہ وہ فرشتوں میں سے ہو، جیسے حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام یا انسانوں میں سے ہو، جیسے حضرت محمد وموسیٰ و عیسی علیہم الصلاۃ والسلام کہ ان کو اپنے بعض خاص غیبوں پر مسلط فرما دیتا ہے‘‘

■ صفحہ:۲۰۹ پر فرماتے ہیں:۔

''اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیاء بتواتر منقول ست'' یعنی ''لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس کا مطالعہ کرنا بھی بعض اولیا سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے''

کہیے شاہ صاحب نے اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے وقت وقوع قیامت کا علم بعطائے الٰہی ثابت کیا یا نہیں؟ اب بولیے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے فتوے سے معاذ اللہ کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

■ تفسیر کبیر، جلد ۸، صفحہ ۳۳۰ میں **امام فخر الدین رازی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

''عَالِمُ الْغَيْبِ فَلا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَداً'' (پارہ:۲۹، سورۃ الجن، آیت نمبر:۲۶) اَیْ وَقْتَ وُقُوْعِ الْقِيَامَةِ مِنَ الْغَيْبِ الَّذِیْ لَا يُظْهِرُهُ اللّٰهُ لِاَحَدٍ، فَاِنْ قِيْلَ :فَاِذَا حَمَلْتُمْ ذٰلِكَ عَلَى الْقِيَامَةِ فَكَيْفَ قَالَ :اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَسُوْلٍ مَعَ اَنَّهٗ لَا يُظْهِرُ هٰذَا الْغَيْبَ لِاَحَدٍ مِنْ رُسُلِهٖ؟ قُلْنَا :بَلْ يُظْهِرُهُ عِنْدَ الْقُرْبِ مِنْ اِقَامَةِ الْقِيَامَةِ، وَكَيْفَ لَا وَقَدْ قَالَ :وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيْلًا وَلَا شَكَّ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَعْلَمُوْنَ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ قِيَامَ الْقِيَامَةِ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

(''تفسیر الفخر الرازی (التفسیر الکبیر، ومفاتیح الغیب)'' امام فخر الدین محمد رازی، التوفی:۵۴۴ھ، جلد نمبر:۱۵، جزء نمبر:۳۰، صفحہ نمبر:۱۶۹، سورۂ جن، آیت نمبر:۲۶، ۲۷)

ترجمہ:

''آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ وقت قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ اور استثنائے مذکور سے دفع شبہ فرماتے ہیں کہ قرب قیامت میں ملائکہ کو حصول علم قرآن سے ثابت ہے۔ تو نفی مطلق کہ وقوع سے پہلے وقت قیامت کا علم کسی کو نہ ملے گا اصلا صحیح نہیں۔''

■ بتایئے آپ کے فتوے سے صاحب **''تفسیر کبیر''** معاذ اللہ کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

حضور ﷺ کے لئے تمام معلوماتِ الٰہیہ کا علم

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے لیے **جمیع معلوماتِ الٰہیہ کا علم محیط** بعطائے الٰہی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔ سُنیے حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **''مدارج النبوۃ شریف''**، جلد اول، صفحہ:۱۷۵ میں فرماتے ہیں:۔

''از بعضے صلحا از اہل فضل شنیدہ شد کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ و دراں اثبات کردہ کہ آنحضرت ﷺ را تمامۂ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند۔ و این سخن بظاہر مخالفِ بسیارے از ادلہ ہست تا قائل آں چہ قصد کردہ باشد''

ترجمہ:

"بعض صالحین اہل فضل سے سُنا گیا کہ بعض عارفوں نے ایک کتاب لکھی اوراس میں ثابت کیا ہے کہ حضورانور ﷺ کوتمام معلومات الٰہی کا علم عطا فرمادیا گیا تھااور یہ بات بظاہر بہتیری دلیلوں کے خلاف ہے۔معلوم نہیں،اس قول کے قائل نے کیا مراد لیا ہے"

دیکھیے حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض اولیائے کرام کا یہ مذہب نقل فرمایا۔ پھران کی تکفیر نہیں کی بلکہ انہیں عارف حق کہا۔اب آپ کے فتوے سے معاذ اللہ وہ عرفا تو اجماعی کافر ہوئے۔حضرت محقق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو عرفا کہا۔ تو اجماعی کافر کو عارف حق کہہ کر معاذ اللہ آپ کے فتوے سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافر ہوئے اوران کو مسلمان کہہ کر، شیخ الحدیث مان کر، آپ بھی کافر ہوئے۔

انبیاء کرام کے لئے قوت مدرکہ کا اعتقاد

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک "قوت مدرکہ" عطا فرمائی ہے، جس سے وہ امور غیبیہ کا اس طرح ادراک فرماتے ہیں، جس طرح اور لوگ اپنے حواس سے امور محسوسہ کو ادراک کرتے ہیں۔ وہ قطعاً یقیناً کافر مشرک مرتد ہے اوراسی کو عبارت کفریۂ تقویۃ الایمان کا مفاد بتایا۔خیر غنیمت ہے کہ مدت دراز کے بعد آپ کفر دہلوی کے جواب پر تو آئے۔اگرچہ دین وایمان کو جواب دے چکے ہیں۔اچھا سنیئے:۔

■ حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "زرقانی شرح مواہب لدنیہ" جلداول،صفحہ:۱۹ پر فرماتے ہیں:۔

"قَالَ الْغَزَالِیُ: اَلنُّبُوَّۃُ عِبَارَۃٌ عَمَّا یَخْتَصُّ بِہٖ النَّبِیُّ وَیُفَارِقُ بِہٖ غَیْرُہٗ وَھُوَ یَخْتَصُّ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْخَوَاصِّ، اَحَدُھَا: اَنَّہٗ یَعْرِفُ حَقَائِقَ الْاُمُوْرِ الْمُتَعَلِّقَۃِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَصِفَاتِہٖ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَالدَّارِالْاٰخِرَۃِ عِلْمًا مُخَالِفًا لِعِلْمِ غَیْرِہٖ بِکَثْرَۃِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَزِیَادَۃِ الْکَشْفِ وَالتَّحْقِیْقِ، وَثَانِیُھَا: اَنَّ لَہٗ فِیْ نَفْسِہٖ صِفَۃٌ بِھَا تَتِمُّ الْاَفْعَالُ الْخَارِقَۃُ لِلْعَادَۃِ کَمَا اَنَّ لَنَا صِفَۃٌ تَتِمُّ بِھَا الْحَرَکَاتُ الْمَقْرُوْنَۃُ بِاِرَادَتِنَا وَھِیَ الْقُدْرَۃُ، ثَالِثُھَا: اَنَّ لَہٗ صِفَۃٌ بِھَا یُبْصِرُ الْمَلٰئِکَۃَ وَیُشَاھِدُھُمْ کَمَا اَنَّ لِلْبَصِیْرِ صِفَۃٌ بِھَا یُفَارِقُ الْاَعْمٰی، رَابِعُھَا: اَنَّ لَہٗ صِفَۃٌ بِھَا یُدْرِکُ مَا سَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ"

مندرجہ بالاعربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية"۔مصنف:۔علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی،المتوفی: سنہ ۹۲۳ھ، مطبوعہ : دارالکتب العلمیة ، بیروت۔لبنان، سن طباعت: سنہ ۱۴۱۷ھ،۱۹۹۶ء،جلد نمبر:۱،صفحہ نمبر:۴۰

ترجمہ:

"امام محمد غزالی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نبوت سے وہ وصف مراد ہے جو نبی

> "کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور جس کے سبب نبی غیروں سے **ممتاز** ہوتا ہے اور اس وصف میں چند قسم کے خاصے داخل ہیں۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ عز وجل اور اس کی صفات اور فرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں، نبی ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کے علم کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوسرے یہ کہ انکی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقۂ عادت یعنی معجزات پورے ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے جس سے ہمارے حرکاتِ ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس طرح بینا کو ایک وصف حاصل ہے، جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو معلوم فرما لیتا ہے۔"

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام غزالی قدس سرہٗ کا یہ کلام مبارک نقل فرما کر مقرر رکھا۔ اب کہیے آپ کے فتوے سے معاذ اللہ علامہ زرقانی و امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں قطعی یقینی کافر مشرک ہوئے یا نہیں؟

دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی نے دیدہ دلیری سے جھوٹ بولا

"**موضوعات کبیر**" میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کی ہوئی عبارت کو آپ نے بکمال دیدہ دلیری امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نسبت کر دیا اور آپ کو مجمع عام میں ایسا کھلا جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہ آئی۔ سُنیے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے یہاں

"**فصل و قد سئل ابن القیم الجوزیة**" سے آخر کتاب تک چودہ ورق کامل ابن القیم بد مذہب گمراہ سے نقل کیے ہیں اور جہاں اس کے ردوغیرہ کے لیے خود کچھ بڑھایا، اسے "**قُلْتُ**" کہہ کر متمیز کر دیتے ہیں۔ پھر "**قال**" یا "**فصل**" سے اسی کا کلام نقل کرنے لگتے ہیں۔ یہاں بھی یہی ہے۔ **فصل** سے ابن القیم کا کلام نقل کیا کہ حدیث جب قرآن عظیم کے مخالف ہو، موضوع ہے اور اس کی مثال اس نے اس حدیث سے دی کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے اور ہم ہزار ہفتم میں ہیں۔ ابن القیم کا یہ قول رد کرنے کے لیے علی قاری نے "**قُلْتُ**" کہہ کر فرمایا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ایک مستقل رسالہ میں اس حدیث کی تحقیق کی ہے۔ جس کا حاصل یہ کہ حدیث قرب قیامت بتاتی ہے اور آیتوں میں خاص تعیین وقت کی نفی ہے۔ تو حدیث مخالفِ قرآن نہ ہوئی۔ اس رسالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امت پندرہ سو برس سے نہ بڑھے۔ پس اس قدر امام جلیل سیوطی سے لائے۔ اس کے بعد پھر بدستور "قَالَ" لکھ کر "وَقَدْ جَاهَرَ بِالْكِذْبِ" سے بد مذہب ابن القیم کا قول لکھا۔ پھر "وَالْمُنَافِقُوْنَ جِيْرَانُهُ فِي الْمَدِيْنَةِ" تک اس کا کلام نقل کر کے، اس پر رد کے لیے "**قُلْتُ**" کہہ کر فرمایا "وَمَنِ اعْتَقَدَ تَسْوِيَةَ عِلْمِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يَكْفُرُ اِجْمَاعًا" یعنی "**جو شخص اللہ و رسول دونوں کے علم کی برابری و مساوات کا قائل ہو وہ اجماعاً کافر ہے**" اور برابری جبھی ہوگی کہ معاذ اللہ علم الٰہی کی طرح علم نبوی کو بھی واجب للذات وقدیم وذاتی مانا جائے۔ تو اس عبارت میں ابن القیم پر رد فرمایا کہ جو شخص **حضور اقدس** ﷺ کے لیے تمام معلومات الٰہیہ کا علم محیط بعطائے الٰہی مانے اس نے علم نبوی کو علم الٰہی کے برابر ہرگز نہ مانا۔ تو وہ ہرگز کافر نہیں۔ پھر "قَالَ" کہہ کر آخر تک اسی بد مذہب ابن القیم کا کلام نقل فرمایا۔ سنبھلی صاحب! یا تو آپ کی جہالت فاحشہ ہے ورنہ تہمت ملعونہ۔ فَاِنْ كُنْتَ لَاتَدْرِيْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ وَاِنْ كُنْتَ تَدْرِيْ فَالْمُصِيْبَةُ اَعْظَمُ.

(یعنی:۔ اگر تو نہیں جانتا، تو یہ مصیبت ہے اور اگر تو جانتا ہے، تو یہ بڑی مصیبت ہے۔)

آپ نے تفسیر خازن کا بھی حوالہ دیا ہے حالانکہ اسی تفسیر خازن میں آیت کریمہ ''خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ'' (پارہ:۲۷،سورۃ الرحمٰن ،آیت نمبر:۳،۴) ترجمہ:۔ **''انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔''** (کنزالایمان) کی تفسیر یوں ہے:۔

''خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ اَیْ بَیَانَ مَا کَانَ وَمَاسَیَکُوْنُ''
مندرجہ بالاعربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔
''لباب التأ ویل فی معانی التنزیل'' ۔(تفسیر خازن) مصنف:۔ علامہ علاء الدین علی بن محمد الخازن، التوفی ۷۴۱ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۔لبنان، سن طباعت ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء، **جلد نمبر:۴، صفحہ نمبر:۲۲۵**
ترجمہ: **''رحمٰن جل مجدہٗ نے انسان کامل یعنی محمد ﷺ کو پیدا کیا اور حضور کو جو کچھ ہو چکا، جو کچھ ہو رہا ہے، جو کچھ ہوگا، سب کا بیان سکھایا۔''**

■ اسی تفسیر خازن میں آیت کریمہ ''وَمَاهُوَ عَلَی الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ'' (پارہ:۳۰،سورۃ التکویر، آیت نمبر:۲۴) ترجمہ:۔ **''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔''** (کنزالایمان) کی تفسیر یوں فرمائی:۔

''اَیْ یَاْتِیْہِ عِلْمُ الْغَیْبُ فَلَا یَبْخَلُ بِہٖ عَلَیْکُمْ وَیُخْبِرُکُمْ بِہٖ''
مندرجہ بالاعربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

''لباب التأ ویل فی معانی التنزیل'' ۔(تفسیر خازن) مصنف:۔ علامہ علاء الدین علی بن محمد الخازن، التوفی ۷۴۱ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۔لبنان، سن طباعت ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء، **جلد نمبر:۴، صفحہ نمبر:۳۹۹**
ترجمہ: **''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور محمد ﷺ غیب پر بخیل نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کو جو غیب کا علم آتا ہے، تو حضور اس کے بارے میں تم پر بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی سکھاتے ہیں۔''**

آپ ان تفسیروں کی وہ عبارتیں تو مانتے ہیں، جو آپ کے نزدیک آپ کے مدعائے باطل کی مؤید ہیں اور ان عبارات کو کیوں نہیں مانتے، جو صاف وصریح آپ کے دعویٰ فاسدہ کا ردو ابطال فرما رہی ہیں۔ ہمارے نزدیک تو دونوں قسم کی عبارتیں حق ہیں۔ عبارات نفی سے یہ مراد کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ذاتی علم غیب نہیں اور عبارات اثبات کا یہ مفاد کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے محبوں کو بھی علم غیب ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے آپ ان تفاسیر اور کتب اسلامیہ کا نام لیتے ہیں اور درحقیقت آپ اسمٰعیل دہلوی پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ آپ کے نزدیک جو آیت یا حدیث دہلوی کے موافق ہوتی ہے، اس کو مان لیتے ہیں اور جو ارشاد الٰہی وفرمان نبوی اس کے خلاف ہوتا ہے، اس سے کفر کرتے ہیں۔

■ سنیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا''

(پارہ:۵،سورۃ النساء،آیت نمبر:۱۱۳)

ترجمہ: **''اے محبوب! اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھا دیا، جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔''**

آپ "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ" میں سے جس چیز کے متعلق کہیں کہ اس کو حضور نہیں جانتے تھے، وہ اس "مَا" کے عموم میں داخل ہے اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا علم بھی حضور کو دیا۔ وقت وقوع قیامت کو حضور جانتے تھے یا نہیں؟ اگر کہیے ہاں تو فیصلہ ہو گیا اور اگر کہیے نہیں، تو "مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ" میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **"جو کچھ تم نہیں جانتے تھے ہم نے تم کو سکھا دیا"** تو وقت وقوع قیامت کا علم بھی حضور کے لیے آیت کریمہ نے ثابت فرما دیا۔ اب بتائیے اس آیت کریمہ پر آپ کا ایمان ہے یا نہیں؟

■ **"مشکوٰۃ شریف"**، باب المساجد، صفحہ: ۶۹ پر ایک حدیث شریف ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

> "رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ. قَالَ: فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰی؟ قُلْتُ: اَنْتَ اَعْلَمُ، قَالَ: فَوَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَتَلَا: (وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ)"
>
> **مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔**
>
> **"مشکاۃ المصابیح"، علامہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی، المتوفی: ۷۴۰ھ، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت۔ جلد نمبر: ۱، فصل نمبر: ۲، حدیث نمبر: ۷۲۵، صفحہ نمبر: ۲۲۵**
>
> **ترجمہ:**
>
> **"میں نے اپنے رب عزوجل کو نہایت اچھی تجلی میں دیکھا۔ اس نے پوچھا فرشتے کس بات پر باہم بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: تو ہی جاننے والا ہے۔ فرمایا کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنا دست رحمت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا، تو میں نے اس کے فیض پہنچنے کی سردی اپنے دونوں پستانوں کے درمیان پائی۔ تو جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور حضور ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی "وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ" یعنی:۔ "اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ ان کے عرفان وایقان میں ترقی ہو۔"**

■ حضرت شیخ محقق ومحدث شاہ عبد الحق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **"اشعۃ اللمعات"** مطبوعہ کلکتہ صفحہ: ۲۶۲ میں اس حدیث شریف کی مراد بیان فرماتے ہیں:۔

> **"عبارت ست از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آن"**
>
> **یعنی:۔ "اس فرمان سے حضور اقدس ﷺ کی یہ مراد ہے کہ حضور کو تمام جزوی وکلی علوم حاصل ہو گئے اور حضور نے ان سب کا احاطہ فرما لیا۔"**

⊙ کہیے علم قیامت بلکہ جملہ علوم خمس بلکہ جملہ علوم ما کان وما یکون، سب کے سب اس تمامۂ علوم جزوی وکلی میں داخل ہیں یا نہیں؟

⊙ پھر حدیث شریف نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ان سب کا علم محیط ثابت کیا یا نہیں؟

■ اس حدیث شریف نے آیت کریمہ "وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ" میں

"ذلک" کا مشارٌ الیہ بھی بتا دیا کہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے محبوب! جس طرح ہم تم کو اپنی ساری سلطنت کا مشاہدہ کرا رہے ہیں، اسی طرح ہم ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت دکھا رہے ہیں۔

■ اس آیت کریمہ کی تفسیر احادیث سے میں پہلے سُنا چکا ہوں۔ اسی آیت کریمہ کی تفسیر علامہ نظام الدین حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر **"رغائب الفرقان"** جلد: ۷، صفحہ: ۱۵۴ پر یوں فرماتے ہیں:۔

"اَنَّ الْاِطِّلَاعَ عَلٰی تَفَاصِیْلِ آثَارِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ مَخْلُوْقَاتِ ھٰذِہِ الْعَوَالِمِ بِحَسْبِ اَجْنَاسِھَا وَاَنْوَاعِھَا وَاَصْنَافِھَا وَاَشْخَاصِھَا وَعَوَارِضِھَا وَلَوَاحِقِھَا کَمَا ھِیَ، لَاتَحْصُلُ اِلَّا لِاَکَابِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَلِھٰذَا قَالَ ﷺ فِیْ دُعَائِہٖ (اَرِنِی الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ)"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"غرائب القرآن ورغائب الفرقان"۔ علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیساپوری، المتوفیٰ: ۸۵۰ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۱۶ھ، جلد نمبر: ۳، سورۂ انعام، آیت: ۷۴ تا ۸۳، صفحہ نمبر: ۱۰۵

ترجمہ:

"ان عالموں کی تمام مخلوقات خواہ وہ جنس ہوں یا نوع ہوں یا صنف ہوں یا شخص ہوں یا کسی شے کے عوارض ولواحق ہوں، ان میں سے ہر

ایک کے اندر جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کی نشانیاں ہیں، ان کی تفصیلوں پر اطلاع انہیں اکابر کو حاصل ہوتی ہے، جو انبیاء ہیں۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ اسی لیے حضور سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی مجھ کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں، دکھا دے۔"

⊙ اب بولیے جملہ مخلوقات کے تمام اقوال واعمال وافعال واشغال واحوال روز اول سے روز آخر تک سب کے سب ان الفاظ "اَجْنَاسِھَا وَاَنْوَاعِھَا وَاَصْنَافِھَا وَاَشْخَاصِھَا وَعَوَارِضِھَا وَلَوَاحِقِھَا" کے عموم میں داخل ہیں یا نہیں؟

⊙ بتائیے علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے فتوی سے معاذ اللہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ دوستی کے پردے میں دشمنی اور تعظیم کے بہانے سے توہین کرکے، کافر مرتد اور اسمٰعیل دہلوی کے فتوی سے کافر مشرک ہوئے یا نہیں؟

■ یہی مضمون تھوڑے تغیر کے ساتھ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **"تفسیر کبیر"** میں بھی تحریر فرمایا۔

■ **"مشکوٰۃ شریف"**، باب المعجزات، صفحہ: ۵۴۱ پر حدیث شریف ہے:۔

"جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْھَا شَاۃً، فَطَلَبَہُ الرَّاعِیُ حَتّٰی انْتَزَعَھَا مِنْہُ، قَالَ: فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَقَرَّ، وَقَالَ: قَدْ عَمِدْتُ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْہِ اللّٰہُ اَخَذْتُہٗ، ثُمَّ انْتَزَعْتَہُ مِنِّیْ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: تَاللّٰہِ اِنْ رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ، فَقَالَ الذِّئْبُ: اَعْجَبُ مِنْ ھٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ

الْحَرَّتَيْنِ، يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًّا، فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"مشکاۃ المصابیح"، علامہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، المتوفی ۷۴۰ھ، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، جلد نمبر:۳، فصل نمبر:۲، حدیث نمبر:۵۹۲۷، صفحہ نمبر:۱۶۶۶

ترجمہ:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ایک چرواہے کی طرف آیا اور اس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی۔ چرواہے نے اس بھیڑیے کو ڈھونڈھا۔ یہاں تک کہ اس بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اپنی دُم کو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان دبا کر بیٹھ گیا اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا پھر تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کا سا معاملہ کبھی نہ دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیا بولا کہ اس سے زائد تعجب ہے کہ ایک صاحب ان دونوں سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں کہ وہ تم کو ان باتوں کی جو تم سے پہلے ہو چکیں اور ان باتوں کی جو تمہارے بعد

ہونے والی ہیں، سب کی خبر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضور کو اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی خبر کی تصدیق فرمائی۔"

ایک وہ زمانہ تھا کہ کفار حضور اقدس ﷺ کے معجزۂ علم غیب کو دیکھ کر مسلمان ہو جایا کرتے تھے۔ افسوس کہ آج یہ زمانہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے حضور انور ﷺ کے اس معجزۂ مقدس کا انکار کر رہے ہیں۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جانور بھی حضور اکرم ﷺ کے علم ما کان وما یکون پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو جو شخص انسانیت کا مدعی ہو کر اس کا منکر ہو، وہ جانور سے بھی بدتر اور "اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا" (پارہ:۱۹، سورۃ الفرقان، آیت نمبر:۴۴) ترجمہ:۔ **"وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔"** (کنزالایمان) کا مصداق ہوا یا نہیں؟

قلب انور کو شیشے سے تشبیہ کا جواب

آپ نے **حضور اطہر** ﷺ کے قلب انور کو شیشے سے اور دنیوی علوم کو مکھیوں سے تشبیہ دی اور کہا کہ حضور کے لیے دنیوی علوم کا بھی ثابت کرنا ایسا ہے جیسے کہا جائے کہ شیشے میں مکھیاں بھری ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں آخر اس قدر بدحواسی کیوں ہے؟ معلوم کے بُرے ہونے سے علم بُرا نہیں ہوسکتا۔

- بتائیے علم الٰہی جل وعلا علم نبوی ﷺ سے بھی زیادہ پاک ومنزہ ہے یا نہیں؟
- پھر آپ کے نزدیک مکھیوں، مچھروں، زانیوں، شرابیوں، جواریوں اور ان کے تمام افعال واحوال کو علم الٰہی محیط ہے یا نہیں؟

- اگر ہے، تو آپ نے شیشۂ علم الٰہی میں مکھیاں بھری ہوئی مان کر خدا کی توہین کی یا نہیں؟
- اور خدا کی توہین کر کے آپ کافر ہوئے یا نہیں؟
- اور اگر نہیں یعنی یہ علوم آپ خدا کے واسطے نہیں مانتے۔تو آپ خدا کو جاہل بتا کر کافر ہوئے یا نہیں؟ آپ کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہوگئے۔
- یہ بھی بتائیے کہ آپ کے نزدیک **حضور اکرم** ﷺ کو کیا دنیا کی کسی ایک بات کا بھی علم نہیں؟
- اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، سونا، جاگنا، لوگوں کا آنا۔جانا، کفار کے کلمات کفریہ، شاعروں کے شعر، جو حضور کے سامنے پڑھے گئے، کیا ان سب چیزوں میں سے کسی بات کا مطلقاً **حضور** کو علم نہ ہوا؟ اگر ایسا ہے تو اس سے بڑھ کر **حضور والا** ﷺ کی کیا توہین ہوگی؟

یہ بھی آپ کا کفر ہوگا اور اگر آپ کہیں کہ دنیا کی تمام باتوں کا تو حضور کو علم نہیں۔البتہ بقدر ضرورت بعض دنیوی علوم حضور کو حاصل ہیں۔جیسا کہ آپ اپنی تقریر میں کہہ چکے ہیں۔

- تو آپ نے اپنے قول کی بنا پر تسلیم کر لیا کہ شیشۂ قلب محمدی پر مکھیاں ضرور بیٹھی ہیں۔ اگرچہ بہت نہیں تھوڑی ہیں۔کہیے آپ نے اپنے قول کی بنا پر بھی حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اور آپ کافر ہوئے یا نہیں؟ لیجیے دوبارہ آپ کے دونوں راستے بند ہوگئے۔
- آپ نے کہا کہ اصطلاح شریعت میں دنیوی باتوں کے علوم کو علم نہیں کہتے۔اس پر آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ‘‘ (پارہ:۲۵،سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر:۱۲) ’’**بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا**

ہے۔‘‘ کہیے ہر شے میں دنیوی اشیاء بھی داخل ہیں یا نہیں؟ پھر کیا اس آیت کریمہ سے دنیوی چیزوں کا علم بھی **اللہ عزوجل** کے لیے ثابت ہوا یا نہیں؟ کیا قرآن پاک کا محاورہ اصطلاح شریعت نہیں ؟

میرا دین کے ضمن میں سرکار اعلیٰ حضرت پر اعتراض کا جواب

آپ نے بطور معارضہ بالقلب اپنے اکابر کا کفر اٹھانے سے عاجز ہو کر معاذ اللہ حضور پرنور، مرشد برحق، امام اہل سنت، مجدّد دین ملت، **سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام کفر دیا ہے۔اس پر ہمیں تعجب نہیں۔فرعون ملعون نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کہا تھا ’’اَنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ‘‘ یعنی **’’معاذ اللہ تم کافر ہو۔‘‘**

آج اگر فرعون کی ذریت جلال موسوی کے مظہر، وارث الانبیاء کو کافر کہے، تو کیا تعجب ہے؟ احکام عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادیات کا نام دین ہے۔بدیہیات شرعیہ میں سے ہے کہ احکام شریعت بقدر وسعت ہیں۔’’لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا‘‘ (پارہ:۳،سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۲۸۶) ترجمہ:۔’’**اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔**‘‘ (کنزالایمان) مگر ضروریات دینیہ پر ایمان ہر وقت ضروری ہے۔اس میں حتی الامکان کی شرط نہیں۔ ’’اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ‘‘

حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہِ محبت، دین اسلام کو اپنا دین فرمایا، اس کو آپ کفر بتاتے ہیں۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا دین اسلام ہے یا نہیں؟ اگر کہیے نہیں، تو بحکم شریعت آپ کافر ہوئے اور اگر کہیے ہاں، تو اسلام کو آپ نے اپنا دین کہا اور دین کو اپنی طرف اضافت کرنے کے معنے آپ کے نزدیک یہ ہیں کہ آپ کا گڑھا ہوا ہے۔تو اسلام کو اپنا ایجاد کردہ دین بتا کر آپ کافر ہوئے۔پھر آپ کے دونوں راستے بند ہوگئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کو دین اسلام سے محبت ہے۔ اس لیے وہ اسلام کو اپنا دین کہتا ہے۔ آپ کو اسلام سے عداوت ہے۔ لہٰذا آپ کو اسلام سے امام اہلسنت کی محبت، کفر معلوم ہوئی۔

احادیث صحیحہ میں ہے کہ جب مردہ قبر میں جاتا ہے، تو منکر نکیر آ کر سوال کرتے ہیں ''مَنْ رَّبُّکَ'' تیرا رب کون ہے؟ ''مَـادِیْـنُـکَ'' تیرا دین کیا ہے؟ آپ کے قول پر یہ مطلب ہوا کہ نکرین علیہما الصلاۃ والسلام مردے سے اسلام کے علاوہ خود اس کا گڑھا ہوا دین پوچھتے ہیں۔ یوں نہیں کہتے کہ ''عَلٰی اَیِّ دِیْنٍ کُنْتَ'' تو کس دین پر تھا۔ بلکہ یہی کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ آپ تو اُس کے جواب میں یہی کہہ دیں گے کہ ''لَا دِیْنَ لِیْ'' ''**میرا کوئی دین نہیں۔**'' مگر مردہ مسلمان ہے، تو وہ یہ نہیں کہتا کہ اَنَـا عَـلٰـی دِیْـنِ الْاِسْلَامِ۔ ''**میں دین اسلام پر ہوں**''۔ بلکہ وہ جواب بھی یہی دیتا ہے کہ ''دِیْـنِـیَ الْاِسْلَامُ'' یعنی ''**میرا دین اسلام ہے**''۔ بتائیے آپ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر الزام کفر دے کر، منکر و نکیر علیہما السلام کو بھی کافر کہا یا نہیں؟ اور آپ کافر ہوئے یا نہیں؟ اس کا مزہ تو محشر سے پہلے قبر میں نکیرین علیہما الصلاۃ والسلام خوب چکھائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملفوظ شریف کی عبارت پر اعتراض کا جواب

''**ملفوظ شریف**'' کی عبارت پر آپ کا اعتراض ایک مستقل کفر ہے۔ آپ نے **حضور اقدس** ﷺ کو اپنے اوپر قیاس کیا کہ اگر نماز قائم ہو، امام نماز پڑھا رہا ہو اور ہم اسی نماز میں شریک ہونا چاہیں، تو ہمیں مقتدی بننے کے سوا چارہ نہیں۔ اسی طرح جب اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی اور **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** نے بھی اسی نماز میں شرکت فرمائی، تو حضور نے بھی اقتدا ہی فرمائی ہوگی کیونکہ حضور بھی تو ہمارے ہی جیسے ایک انسان

ہیں۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) مگر آپ کو معلوم نہیں، اہلسنت کا ایمان ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ اپنی ہر شان میں بے مثل و بے مثال، عدیم النظیر، ممتنع المثیل ہیں۔ سرکار کی خصوصیت ہے کہ نماز قائم ہو چکی ہو، امام نماز پڑھا رہا ہو اور حضور اسی نماز میں شرکت فرمانا چاہیں، تو **حضور** ہی امام ہونگے اور وہ امام عین حالتِ امامت میں حضور کا مقتدی ہو جائے گا۔ وہ ایسی بلند و بالا سرکار ہے، جہاں امام بھی مقتدی بن جاتے ہیں۔ وہ سارے جہان کے امام ہیں۔ اگلے پچھلے تمام اماموں کے امام ہیں۔ ایسا واقعہ زمانۂ اقدس میں ہو چکا ہے۔ اگر آپ کو شبہ ہو تو ابھی بخاری شریف و مدارج النبوۃ شریف سے میں دکھا سکتا ہوں۔ تو ''**الملفوظ شریف**'' کی عبارت کا یہ مطلب ہوا کہ الحمد للہ میں نے لوگوں کی امامت کی اور **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** میرے امام بنے۔ کہیے اس عبارت پر اعتراض کر کے آپ کا ایک اور کفر ظاہر ہوا یا نہیں؟

■ اخیر تقریر میں اتنا اور سُن لیجیے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''**شرح شفائے قاضی عیاض**'' جلد: ۳، صفحہ: ۴۶۴ میں فرماتے ہیں:۔

''لِاَنَّ رُوْحَهُ ﷺ حَاضِرٌ فِیْ بُیُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

''شرح الشفا''، علامہ ملا علی قاری، المتوفی: ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، فصل فی المواطن التی تستحب فیها الصلاة والسلام علی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ویرغب فیها، قسم: ۲، باب: ۴، جلد نمبر: ۲، صفحہ نمبر: ۱۱۸

ترجمہ:

''جب اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو یوں عرض کیا کرو ''اَلسَّلَامُ

عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ'' یعنی ''اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی روح مقدس ہر ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔''

- ⊙ کہیے جب **حضور اکرم** ﷺ ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ افروز ہیں۔ تو ہر مسلمان کے گھر میں جو کچھ نیک و بداعمال اچھے بُرے احوال ہوتے ہیں، سب حضور کے پیش نظر ہوئے یا نہیں؟
- ⊙ کہیے ملاعلی قاری پر آپ کا کیا فتویٰ ہے؟
- ■ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی **''تفسیر روح البیان''** شریف جلد سوم: صفحہ: ۱۰۸ میں فرماتے ہیں:۔

''وَفِی الْحَدِیْثِ: (سَاَلَنِیْ رَبِّیْ) اَیْ لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ (فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اُجِیْبَهٗ فَوَضَعَ یَدَهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ بِلَاتَکْیِیْفٍ وَلَاتَحْدِیْدٍ) اَیْ یَدَ قُدْرَتِهٖ لِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ مُنَزَّهٌ عَنِ الْجَارِحَةِ (فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا فَاَوْرَثَنِی عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلَّمَنِیْ عُلُوْمًا شَتّٰی، فَعِلْمٌ اَخَذَ عَلَیَّ کِتْمَانَهٗ اِذْ عِلْمٌ اَنَّهٗ لَایَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِهٖ غَیْرِیْ، وَعِلْمٌ خَیَّرَنِیْ فِیْهِ، وَعِلْمٌ اَمَرَنِیْ بِتَبْلِیْغِهٖ اِلَی الْعَامِ وَالْخَاصِ مِنْ اُمَّتِیْ وَهِیَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَالْمَلَکُ)''

مندرجہ بالاعربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

''تفسیر روح البیان'' علامہ اسماعیل حقی، المتوفی: ۱۱۳۷ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، جلد نمبر: ۴، سورۂ یوسف، آیت: ۱، صفحہ نمبر: ۲۷۱

ترجمہ:

''حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے پوچھا (یعنی معراج کی رات) تو میں اس کا جواب نہ دے سکا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست کرم میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (یعنی کہ اپنا دست قدرت، اس لئے کہ اللہ رب العزت اعضاء سے پاک ہے) تو میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی، جس کے سبب اس نے مجھے تمام علوم اولین و آخرین عطا کردیے، اور مجھے مختلف علوم سکھادیے، ان میں سے ایک وہ علم ہے کہ جس کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا، اس لئے کہ یہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے علاوہ کوئی اور برداشت نہیں کرسکتا، اور ایک علم وہ ہے کہ جس کے تعلق سے مجھے بتانے نہ بتانے کا اختیار دیا، اور ایک علم وہ ہے کہ جس کو میری امت کے ہر خاص اور عام تک پہچانے کا حکم دیا گیا، یعنی کہ انسانوں، جناتوں اور فرشتوں تک''

- ■ اسی مضمون کو حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدارج النبوۃ شریف، جلد اول، صفحہ: ۱۹۳ پر یوں فرماتے ہیں:۔
- ■ نیا ایڈیشن:۔ مرکز اہلسنت برکات رضا۔ پور بندر۔ **جلد: ۱، صفحہ: ۱۶۸**

''پس نزدیک گردانید مرا بخود پروردگار من وچناں شدم کہ فرمودہ است ''ثُمَّ دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی'' و پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم۔ پس نہاد دست قدرت خود درمیان دوشانۂ من بے تکیف و بے تحدید۔ پس یافتم برد آنرا در

سینۂ خود۔ پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمے بود کہ عہد گرفت از من کتمانِ آنرا کہ بار ہیچکس نگویم ہیچکس طاقت برداشتن آن ندارد جز من۔ و علمے دیگر بود کہ مخیّر گردانید در اظہار و کتمان آں و علمے بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آں بخاص و عام از امت من‘‘

ترجمہ:

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سے نزدیک کیا اور میں ایسا ہو گیا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔ ’’**ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی**‘‘ اور مجھ سے میرے رب نے کچھ باتیں پوچھیں۔ جن کا میں جواب نہ دے سکا۔ تو اس نے بغیر کسی کیفیت وحد کے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی۔ تو اس نے مجھ کو تمام اگلوں اور تمام پچھلوں کے سب علوم دیے اور مجھ کو تین قسم کے علوم عطا فرمائے۔ ایک قسم کے وہ علوم تھے، جن کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا کہ کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کوئی ان کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور ایک قسم کے وہ علوم تھے، جن کے چھپانے اور ظاہر کرنے کا مجھے اختیار دیا اور ایک قسم کے وہ علوم تھے، جن کو میری امت میں سے ہر خاص و عام تک تبلیغ کرنے کا مجھے حکم دیا۔‘‘

⊙ کہیے اب بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم ما کان و ما یکون پر ایمان لایئے گا یا نہیں؟

■ آپ نے مجھے بے حواس کہا۔ لیکن آپ کے مقتدا اسمٰعیل دہلوی نے تو تقویۃ

الایمان، صفحہ: ۶۴ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں لکھا ’’**مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے**‘‘ یہ بھی بارگاہِ رسالت کی توہین ہے اور حضور کی توہین کفر ہے۔ تو اگر مجھے آپ بے حواس کہیں، تو مجھ کو کیا جائے شکایت ہو سکتی۔

نوٹ:۔ **تقویۃ الایمان** کی مندرجہ بالا عبارت جدید ایڈیشن میں:۔

مطبوعہ:۔ دار السّلفیہ۔ بمبئی۔ سن طباعت جون ۲۰۰۸ء، **صفحہ نمبر: ۹۲**

منظور نعمانی کی شیخی کا منہ توڑ جواب

آپ نے پھر فخر یہ کہا ہے کہ مناظرہ اور منظور دونوں کے عدد ایک ہیں۔ آپ بُرا نہ مانیں تو کہوں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ آپ مناظر نہیں بلکہ مناظرہ ہیں۔ کیونکہ منظور اور مناظر کے ایک عدد نہیں۔ بلکہ منظور اور مناظرہ کے عدد ایک ہیں۔ یہ تھانوی جی کے زعمی بہشتی زیور میں عمر گنوانے کا نتیجہ ہے۔ اسی لیے مناظرہ میں آپ کا عجز و گریز ہی ہمیشہ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ ’’ **اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ** ‘‘ (پارہ:۲۵، سورۂ الزخرف، آیت:۱۸) ترجمہ: ’’**اور کیا وہ جو گہنے میں پروان چڑھے اور بحث میں صاف بات نہ کرے۔**‘‘ (کنز الایمان)

آپ کی خواہش کو میں نے پورا کر دیا۔ وصایا شریف والملفوظ شریف کی عبارتوں کا صحیح مطلب میں نے بتا دیا۔ اب تو آپ اپنے اکابر کے کفریات اٹھائیے۔ میں مسئلہ علم غیب میں دہلوی گنگوہی انبیٹھوی تھانوی صاحبان کے کفریات پیش کر چکا جن کے آپ جواب نہیں دے سکتے۔ یا تو ان کا کفر قبول کیجیے۔ یا ان کفریات کا جواب دیجیے۔ یا تحریر لکھ دیجیے کہ میں اپنے بڑوں کی کفریات پر مناظرہ سے عاجز ہوں۔ پھر جس ادنیٰ سے ادنیٰ ہلکے سے ہلکے، فرعی مسئلہ پر چاہیں گے، مناظرہ میں آپ کے ساتھ کروں گا۔ بتایئے ان تینوں میں سے کونسا قبول ہے؟

دیوبندی مناظر کا علمِ غیب مصطفیٰ کا کئی عنوانوں سے انکار

آپ نے **حضور اقدس** ﷺ کے معجزۂ قاہرہ علم غیب کا کئی عنوانوں سے انکار کیا ہے۔ ● کبھی کہا کہ ہم دنیوی علوم حضور کے لیے نہیں مانتے۔ ● کبھی کہا کہ شیطانی علوم نہیں مانتے۔ ● کبھی کہا کہ ناپاک اور رذیل علوم حضور کے لیے ماننا حضور کی توہین ہے۔ ● مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے کبھی کہا کہ ہم تمام دینی علوم حضور کے لیے مانتے ہیں۔ ● کبھی کہا کہ جس قدر علوم شریف اور پاکیزہ ہیں، وہ سب ہم حضور کے لیے مانتے ہیں۔ ● اس کے ساتھ آپ حضور کے لیے بڑے شدومد سے **علم قیامت** کا انکار کرتے ہیں۔تو براہ مہربانی اتنا اور بتا دیجیے کہ یہ علم قیامت علوم دنیویہ میں سے ہے یا دینی علوم میں سے ہے؟ اور علم قیامت آپ کے نزدیک شیطانی اور ناپاک اور رذیل علم ہے یا نہیں؟

مجھ کو نہ اپنے علم پر ناز ہے، نہ اپنے فضل و کمال پر افتخار ہے، مجھ کو صرف اسی پر نازش ہے کہ میں اس **شہنشاہ دو عالم** ﷺ کی سرکار عرش مدار کا ایک سگ بے ہنر ہوں۔ کتّے کا کام یہ ہے کہ اپنے آقا کا ٹکڑا کھائے۔ اس کی بھولی بھیڑوں کو بھیڑیوں سے بچائے اور اس کی ساحتِ (آنگن) عزت کا پہرا دے۔ اس کے دشمنوں پر بھونکتا رہے۔ آپ مجھ کو گالیاں سنائیں، میرا مذاق اڑائیں، مجھ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ جب تک آپ لوگ **اللہ تعالیٰ** اور حضور سیدنا **محمد رسول اللہ** ﷺ کی تکذیب و توہین میں مبتلا ہیں، ہم آپ کے دشمن ہیں۔ ہماری آپ سے دشمنی **اللہ و رسول** جل جلالہٗ و ﷺ کے واسطے ہے ”**کَفَرْنَا بِکُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ**“ ترجمہ:۔ ”ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ“ (کنزالایمان)

آپ کی درشت کلامی و بدلگامی میرے لیے باعثِ افتخار ہے۔ اُس کتے کی خوبی قسمت کا کیا پوچھنا، جو اپنے آقا کے گرد پھر پھر کر آقا پر آنے والے پتھروں کو خود اپنے اوپر لے اور آقا کے لیے سپر بن جائے۔

فان ابی و والدتی و عرضی ÷ بعرض محمد ﷺ منکم وقاء

آپ میرے درازنفسی کو معاف کریں۔ میں نے اس بار آپ کی اجازت لے کر زائد وقت خرچ کیا۔ اب میری طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ میرے اعتراضات کے جواب میں جس قدر وقت چاہیں صرف کریں۔ لیکن تمام سوالات و ایرادات و ردود (رد کی جمع) و مطالبات کا مفصل جواب سنائیں۔ کمی وقت کا عذر نہ فرمائیں۔ آپ کے پیشواؤں دہلوی و گنگوہی و انبیٹھوی و تھانوی کا کفر و ارتداد آفتاب سے زائد روشن طور پر ثابت کر چکا ہوں۔ جس کے جواب میں آپ ایک حرف نہیں بول سکتے۔ سب سے پہلے ان کفروں سے توبہ کیجیے۔ ورنہ اپنے اکابر کے مسلمان ہونے کا ثبوت دیجیے۔ اس کے بعد پھر مسئلۂ علم غیب کے متعلق مسائل فرعیہ پر آیئے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

آپ نے اس قدر رطول طویل تقریر کی، مگر الحمدللہ میری کسی دلیل کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ نہ مسئلہ علم غیب پر کوئی دلیل لا سکے۔ پبلک نے دیکھ لیا کہ آپ کے پاس اس مسئلہ پر مکڑی کے جالے کے برابر بھی کوئی کمزور دلیل نہیں۔ آپ کی شکست واضح ہو چکی۔ اب اس مسئلہ پر کسی مزید تقریر کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ خود آپ کے مونھ سے اقرار کرادوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ما کان و ما یکون کا عقیدہ باطل و گمراہی ہے۔

■ آپ نے بڑے فخر سے اپنے آپ کو جناب **رسول خدا** ﷺ کا کتّا کہا ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں بارگاہِ رسول سے بڑی بے عزتی کے ساتھ کتّے نکالے جاتے ہیں۔ ایک

مرتبہ جبریل علیہ السلام آپ سے آنے کا وعدہ کر گئے تھے، مگر اپنے وعدہ پر نہ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ متحیر تھے کہ جبریل علیہ السلام نے وعدہ خلافی کیوں کی؟ جب باہر نکلے تو جبرئیل علیہ السلام باہر کھڑے تھے۔ پوچھا اندر کیوں نہیں آئے؟ تو جواب دیا کہ آپ کے مکان میں کتّا ہے اور جس مکان میں کتا ہوتا ہے یا تصویر ہوتی ہے، اس میں ہم فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ آخر تلاش کی گئی، تو بچھونے کے نیچے ایک پلّا نکلا۔ اس کو گھر سے نکالا۔ تب جبریل علیہ السلام گھر میں آئے۔ آپ بھی اسی دربار کے کتے بنتے ہیں۔ یاد رکھیے بڑی ذلت کے ساتھ نکال دیے جائیں گے۔

■ آپ نے شیخ عبدالحق محقق دہلوی کی عبارتیں بڑے زور کے ساتھ پیش کی ہیں۔ چلیے انہیں کے اقوال پر فیصلہ رکھ دیجیے۔ ان کو اور صاحب تفسیر خازن اور امام رازی کو اس مناظرے میں حکم مان لیجیے۔ جو کچھ ان کا فیصلہ اس مسئلہ ما کان و ما یکون میں ہو، اسی کو مان لیجیے۔ تفسیر کبیر و تفسیر خازن کی عبارات میں پیش کر چکا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کا علم ذاتِ باری کے ساتھ خاص ہے۔ اس پر اللہ نے کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو اطلاع نہیں دی۔ ان عبارتوں کا آپ کوئی جواب نہیں دے سکے۔

■ شیخ محقق دہلوی ''اشعۃ للمعات'' میں ابن صیاد کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

> **''بالجملہ حال وے مبہم ست و دریں باب برآں حضرت ﷺ وحی نشدہ و حالِ وے مبہم داشتند''**
>
> یعنی
>
> **''ابن صیاد کا حال مبہم ہے اور اس بارے میں حضور پر وحی نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حال مخفی رکھا۔''**

ابن صیاد بھی ما کان و ما یکون کا ایک فرد ہے۔ جب ایک فرد کا علم مُنْتَفِیْ (فنا ہونے والا) ہوا تو کل ما کان و ما یکون کا بھی علم مُنْتَفِیْ ہوگیا۔ آیئے شیخ محقق کے اقوال پر فیصلہ رکھیے۔ دیکھیے کون میدان میں ٹھہرتا ہے اور کون بھاگتا ہے۔

■ آپ نے حدیث پڑھی ''فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ''، مگر تفسیر خازن میں لکھا ہے ''رُوِیَ بِطُرُقٍ عَدِیْدَۃٍ کُلُّهَا ضِعَافٌ'' یعنی **''یہ حدیث چند طریقوں سے روایت کی گئی اور وہ سب طریقے ضعیف ہیں۔''** اس کی شرح آپ نے اشعۃ اللمعات سے یہ پڑھی **''عبارت ست از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں''** یہ تو آپ کے دعوے کے بھی خلاف ہے۔ آپ کا دعویٰ تو صرف ما کان و ما یکون کے متعلق ہے اور اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام جزوی کلی علوم کا حضور نے احاطہ کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خدا کے برابر علوم ہیں۔ پھر وہ کونسا قرینہ ہے، جس سے آپ اس عبارت کو ما کان و ما یکون سے خاص کرتے ہیں۔

■ آپ نے روح البیان اور مدارج النبوۃ سے حدیث معراج پڑھی کہ حضور کو علوم اولین و آخرین دیے گئے۔ مگر یہ تو بتایئے کہ جب تمام ما کان و ما یکون کا علم شب معراج ہی میں حاصل ہوگیا؟ تو پھر وہ کونسے علوم ہیں، جن کا وقت تمامی نزول قرآن تک آپ تدریجاً حاصل ہونا مانتے ہیں، آپ نے ایسے دلائل پیش کیے ہیں، جو خود آپ کے دعوے کے مخالف ہیں۔

■ آپ نے آیت پڑھی ''وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ'' (پارہ:۳۰، سورۃ التکویر، آیت:۲۴) ترجمہ:۔ **''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔''** اس میں اگر ''الف لام'' عہد کا مانا جائے، تو آپ کا دعویٰ علم ما کان و ما یکون اس سے ثابت نہیں ہوسکتا اور اگر ''الف لام'' استغراق کا آپ کہیں، تو یہ آپ کے دعوے کو ثابت نہیں کرے گا۔ اس کا نتیجہ کل غیبوں کے علم کا

حاصل ہونا ہے اور آپ کا دعویٰ ما کان وما یکون کے علم کا حاصل ہونا ہے اور کل علم غیب عام ہے اور علم ما کان وما یکون خاص ہے۔ تو دلیل عام ہوئی۔ دعویٰ خاص ہوا اور دلیل عام سے دعویٰ خاص ثابت نہیں ہوسکتا۔ حیوانیت کے ثبوت سے انسانیت کیونکر ثابت ہوگی؟

- آپ نے مشکوٰۃ شریف سے حدیث پڑھی جس میں ''مَا مَضٰی مِنْ قَبْلِکُمْ وَمَاھُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ'' کا لفظ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم خدا کے علم کے برابر ہے۔ کیونکہ اس لفظ میں جملہ معلومات الٰہی داخل ہیں اور اس کو خود آپ بھی نہیں مانتے۔ تو ایسی دلیل آپ نے پیش کی، جو خود آپ کے دعوے کے مخالف ہے۔

- آپ نے بڑے زور کے ساتھ آیت پیش کی ''وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ'' اور اس میں ''مَا'' کو عام بتایا۔ مہربان آپ کو عام وخاص کے معنی بھی معلوم نہیں۔ تو میرے کسی شاگرد سے پوچھ لیجیے۔ اچھا بتائیے اس ''مَا'' سے کیا مراد ہے؟ اگر شی مراد ہے، تو معنی یہ ہوں گے کہ جو شے آپ نہ جانتے تھے، وہ خدا نے آپ کو سکھا دی۔ اس سے علم خداوندی اور علم نبوی میں مساوات لازم آتی ہے۔ جو خود آپ کے مدعا کے خلاف ہے۔

- میرے دوست! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ''ما'' ہرگز عموم کے لئے نہیں بلکہ جس قضیہ کا موضوع ''مَا'' ہوتا ہے، وہ قضیۂ مہملہ ہوتا ہے اور مہملہ قوت میں جزئیہ کے ہوتا ہے اور اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ ''مَا'' کو عام ہی کہیں۔ تو لیجیے ''مَا'' کو عام کہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وَعُلِّمْتُمْ مَالَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ'' (پارہ:۷، سورۃ الانعام، آیت نمبر:۹۱) یعنی **''اے یہودیو تم کو سکھا دیا گیا جو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔''** اب اگر ''ما'' کو عام کہیے، تو لازم آئے گا کہ

یہودیوں کا علم اور **رسول مقبول** ﷺ کا علم دونوں برابر ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی پر تو الزام دیتے تھے کہ انھوں نے علم نبی کو مجانین (پاگلوں) و بہائم (جانوروں) کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ مگر آپ تو رسول کے علم کو کافروں کے علم کے برابر مانتے ہیں۔ کہیے آپ نے توہین کی یا نہیں؟ اور آپ کافر ہوئے یا نہیں؟ دیکھیے چور اس طرح پکڑا جاتا ہے۔ کافروں کا کفریوں ثابت کیا جاتا ہے۔

- آپ نے ملا علی قاری کی ''شرح شفا'' سے یہ عبارت پڑھی:

''لِاَنَّ رُوْحَهُ ﷺ حَاضِرَةٌ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ''

مگر آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگرچہ تمام مطبوعہ نسخوں میں یہی عبارت ہے۔ میرے پاس بھی اس وقت مصر کا چھپا ہوا نسخہ ہے۔ اس میں بھی یہ عبارت اسی طرح ہے مگر یہ عبارت غلط ہے۔ اصل میں یہ عبارت یوں ہے:۔

''لَالِاَنَّ رُوْحَهُ ﷺ حَاضِرَةٌ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ''

ترجمہ: **''اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر نہیں''۔**

اگر آپ کو یقین نہ ہو تو میرے ساتھ فرنگی محل لکھنؤ چلیے۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں جو قلمی نسخہ شرح شفا کا ہے، اس میں یہ عبارت یوہیں ہے۔ جیسے میں نے سنائی۔ میں آپ کو وہاں چل کر دکھا سکتا ہوں۔

جو کچھ دلیلیں مسئلۂ علم غیب پر آپ نے پیش کی تھیں۔ ان سب کے جواب میں دے چکا۔ میری کسی دلیل کو آپ نے ہاتھ نہیں لگایا، مگر میرے پاس اس مسئلہ پر ایک ہزار دلیلیں ہیں۔ میں اپنی ہر تقریر میں نئے دلائل پیش کروں گا۔

■ سُنیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

> ''قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ'' (پارہ:۷،سورۃ الانعام،آیت نمبر:۵۰)
>
> **ترجمہ:** **''اے محمد تم کہدو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا ہوں اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں''**

دیکھیے یہ آیت کریمہ قرآن عزیز کی نص صریح ہے کہ **محمد رسول اللہ** ﷺ کو ہرگز علم غیب نہیں۔اب جو شخص آپ کے لیے علم غیب ثابت کرتا ہے، وہ قرآن عزیز کا مخالف ہے۔اسلام کا دشمن ہے۔خدائے قدوس کا مکذب ہے۔

■ ہاں آپ نے آیت پیش کی ہے کہ ''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ'' تو جب **رسول اللہ** ﷺ نے علم غیب بتانے میں بخل نہیں کیا یعنی اپنا سب علم غیب سکھا دیا، تو صحابہ کو بھی حضور کے برابر علم غیب ثابت ہوگیا۔کیا آپ اس بات کے قائل ہیں؟ اگر آپ یہ نہیں مانتے تو اس اشکال کو دفع کرنا آپ کا فرض ہے۔

■ آپ ''ما'' کو عام کہتے ہیں۔قرآن عزیز میں ہے ''عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ'' یعنی **''انسان کو خدا نے سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''** اب یہاں بھی ''ما'' کو عام کہیے، تو معنے یہ ہوں گے کہ ہر انسان کو جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا، سب سکھا دیا۔تو اب **رسول اللہ** ﷺ کا اور ہر انسان کا علم برابر ہوگیا۔کہیے آپ نے علم محمدی اور علم ہر انسان میں مساوات مانی یا نہیں؟ پھر آپ کا کفر ثابت ہوا یا نہیں؟ مہربان اس قدر نہ گھبرائیے۔یہ محفل وعظ گوئی نہیں، میدان مناظرہ ہے۔میں پہلے بتا چکا ہوں کہ علوم رذیلہ انبیا و

مرسلین کے لیے ماننا ان کی توہین ہے۔

■ **''براہین قاطعہ''** کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت یعنی علم عطائی کی وسعت نص سے ثابت ہے۔فخر عالم کی وسعت علم ذاتی کی کونسی نص قطعی ہے۔جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔کہیے کیا آپ اس کا انکار کرسکتے ہیں؟ کیا غیر خدا کے لیے ذاتی علم ماننے والا قطعاً یقیناً کافر و مشرک نہیں؟ بس **''براہین قاطعہ''** کی عبارت کا مطلب صاف ہوگیا کہ شیطان و ملک الموت کو عطائی علم کی وسعت نص سے ثابت ہے۔فخر عالم علیہ السلام کو ذاتی علم کی وسعت ثابت نہیں۔جو شخص آپ کے لیے ذاتی علم کی وسعت ثابت کرتا ہے، وہ نصوص کو رد کرنے والا اور مشرک ہے۔بس اب اکابر اہل اسلام کو کافر کہنا چھوڑیے اور مسئلہ علم غیب کی بحث پر آجائیے۔پھر دیکھئے دلائل کے انبار لگا دوں گا۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

میرے مخاطب نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، مگر اکابر دیوبند کا کفر نہیں اٹھ سکا۔پسینے چلے آرہے ہیں۔ایک رنگ جارہا ہے، ایک آرہا ہے۔چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔سانس پھول گئی ہے۔چاہتے ہیں کہ کسی طرح دیوبندیوں کے کفر و اسلام کی بحث سے جان بچے اور مسئلہ علم غیب کے مباحث فرعیہ میں گفتگو آپڑے۔مگر خصم ایسا زبردست ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ بھاگنے نہیں دیتا۔برابر پیچھے لگا ہوا ہے۔میرے مخاطب کا عجز و فرار ایسا روشن ہے کہ کہنے کی ضرورت نہیں۔سارا مجمع دیکھ رہا ہے۔

◈ آپ نے مجھ پر ہنسی اڑائی کہ بارگاہِ رسالت سے کُتّے ذلت کے ساتھ نکال دیے جاتے ہیں۔مولوی صاحب کیا ہر جگہ ہر لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے ضروری ہیں۔یہاں تو کتا

مجازی معنی میں بولا گیا ہے۔ آپ کو معلوم نہ ہو تو میں بتاؤں کتے کے مجازی معنی ہیں، آقا کا وفادار غلام۔ جو اس کے دشمنوں پر رد کرے اور اس کے نام لیوں کو دشمنوں سے بچائے۔ اس کی طرف میں نے اپنی تقریر میں اشارہ بھی کر دیا تھا لیکن اگر آپ کو ہر جگہ حقیقی معنی ہی مراد لینے کا شوق ہے۔ تو سنیئے :۔

⊙ آپ لوگ مرتضیٰ حسن دربھنگی کو **"شیر خدا"** کہتے ہیں۔ آپ نے اپنے آپ کو روداد مناظرۂ سنبھل میں **"شیرنستاں"** مناظرہ لکھا ہے۔ تو کیا آپ اور دربھنگی جی دونوں چاروں ہاتھ پیروں سے چلتے ہیں؟ اور کیا آپ دونوں برہنہ مادرزاد رہتے ہیں؟ اور کیا آپ دونوں نرکل کی جھاڑیوں میں بسیرا لیتے ہیں؟ اور کیا آپ دونوں دُم دار شیر ہیں؟ یا لنڈورے، بے دُمے ہیں؟

⊙ شیر کے بچے بغیر نکاح کے پیدا ہوتے ہیں، تو آپ بھی کیا اپنی زوجہ کو بغیر نکاح کے تصرف میں لاتے ہیں؟ کیا آپ کی اور دربھنگی جی کی اولاد بے نکاح اولاد ہے؟ شیر کے ماں باپ کا بھی باہم نکاح نہیں ہوتا۔ تو آپ اور دربھنگی جی دونوں بغیر نکاح کے پیدا ہوئے ہیں؟ کچھ تو سمجھ کر کہی ہوتی۔

⊙ اتنا اور سن لیجیے آپ کے پیشوا بانی مدرسۂ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے قصائد قاسمی صفحہ:۹ میں لکھا ہے :۔

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ ÷ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

کہیے نانوتوی صاحب نے بارگاہ رسالت کا اپنے آپ کو کتا کہا یا نہیں؟ پھر وہ بارگاہ رسالت سے ذلت و رسوائی کے ساتھ نکال دیئے گئے یا نہیں؟ اور وہ بارگاہ نبوت کے مردود اور راندۂ درگاہ ہوئے یا نہیں؟

◈ آپ نے مجھ کو اپنے شاگرد سے عام و خاص کا فرق پوچھنے کے لیے کہا ہے۔ اس کی آپ سے کیا شکایت؟ آپ لوگوں کو بارگاہِ الوہیت و سرکار رسالت میں بدلگامی و دریدہ دہنی اور منھ زوری کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ آپ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی صاحبان **"براہین قاطعہ"** صفحہ:۲۶ پر لکھتے ہیں :۔

"مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلماتِ ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ تو عربی ہیں، آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی؟ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا"

جدید ایڈیشن کے حوالے :۔

(۱) **"براہین قاطعہ"**، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ۔ دیوبند۔ صفحہ:۳۰

(۲) **"براہین قاطعہ"**، مطبوعہ دار الکتب۔ دیوبند۔ صفحہ:۶۳

جب آپ لوگ **حضور اقدس** ﷺ کو اردو زبان میں دیوبندی مولویوں کا شاگرد بنانے سے نہ چوکے، تو میں تو ایک سگ آستانۂ مصطفیٰ ہوں۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ مجھے اگر آپ اپنے شاگردوں سے سبق پڑھنے کو کہیں، تو مجھے کیا شکایت ہو سکتی ہے؟

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حکم بنانے کی تجویز

(از:۔ شیر بیشۂ اہلسنت)

آپ نے مسئلہ علم غیب کے مباحث کے فیصلہ کی ایک نہایت آسان صورت پیش کی، جسے ہم بھی منظور کرتے ہیں۔ آیئے ایک تحریر لکھ دیجیے کہ حضرت شیخ محقق و محدث شاہ عبدالحق صاحب دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسئلہ علم غیب میں ہم دونوں فریق اپنا حکم بناتے ہیں۔ اس مسئلہ میں جو کچھ ان کا مذہب ہوگا، وہی ہم دونوں تسلیم کرلیں گے اور اس تحریر پر ہم آپ دونوں دستخط کردیں۔ پھر یہ مناظرہ تو بعونہ تعالیٰ ختم ہو ہی جائے گا۔ سنیے حضرت شیخ محقق قدس سرہٗ ''مدارج النبوۃ شریف'' جلد اول صفحہ: ۱۶۵ پر فرماتے ہیں:۔

''ہر چہ در دنیاست از زمان آدم تا اوان نفخۂ اولیٰ بروئے منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم کرد و یاران خود را نیز از بعضے از اں احوال خبر داد''
مندرجہ بالا فارسی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔
''مدارج النبوۃ شریف'' مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ، پور بندر، گجرات۔ جلد اول، صفحہ: ۱۴۴
ترجمہ: **''آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے سے صور پھونکے جانے کے وقت تک، دنیا میں جو کچھ ہے، سب حضور پر منکشف فرمادیا۔ تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے احوال کو معلوم کرلیا اور اپنے صحابہ کو بھی ان احوال میں سے بعض کی خبر دی۔''**

بتایئے اس عبارت میں روشن تصریح ہے یا نہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دنیا بھر کے شریف و رذیل پاک و ناپاک دینی اور دنیوی تمام واقعات کا تفصیلی علم محیط وقتِ وقوع قیامت کا علم، جملہ ماکان و مایکون کا علم، تمام جزئیاتِ خمس کا علم، سب کچھ ان کے رب عزوجل نے عطا فرمادیا۔ کہیے آپ حضرت شیخ کو حکم مانتے ہوئے ان کے اس فیصلہ کو مانتے ہیں یا نہیں؟

■ یہی حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''مدارج النبوۃ شریف'' جلد اول صفحہ: ۳ پر وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں:۔

''وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داناست برہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفات حق واسماء افعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ ومصداق فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيمٌ شدہ''
مندرجہ بالا فارسی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔
''مدارج النبوۃ شریف'' مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ، پور بندر، گجرات۔ جلد اول، صفحہ: ۲
ترجمہ: **''حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شانوں اور اس کے ناموں اور اس کے افعال اور نشانوں کو سب کو جانتے ہیں اور حضور نے ظاہر و باطن، اول وآخر، تمام علوم کا احاطہ فرمالیا ہے اور حضور اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں و فوق کل ذی علم علیم یعنی حضور ہر علم والے سے بڑھ کر جاننے والے ہیں۔''**

کہیے آپ کے حکم مسلم حضرت شیخ محقق قدس سرہٗ کا یہ فیصلہ آپ کو تسلیم ہے یا نہیں؟

◈ آپ نے پھر وہی کہہ دیا کہ رذیل علوم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا ان کی توہین ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

> ”وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا“ (پارہ:۱،سورۃ البقرہ،آیت:۳۱)
>
> **ترجمہ:** ”ہم نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام چیزوں کے سب نام سکھا دیئے“

⊙ بتایئے ”اَلْاَسْمَآء“ میں اچھی بُری، شریف ورذیل، تمام چیزوں کے نام داخل ہیں یا نہیں؟

⊙ اگر آپ ان تمام چیزوں کے ناموں کا علم آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے مانتے ہیں، تو اپنے قول سے آدم علیہ السلام کی توہین کر کے آپ کافر ہو گئے اور اگر نہیں مانتے تو آیت قرآنی کا انکار کر کے کافر ہو گئے۔ بہر حال آپ کے دونوں راستے بند ہیں۔

تفسیر خازن و تفسیر کبیر کا آپ کیوں نام لیتے ہیں؟ میں نے **”تفسیر خازن“** سے **حضور اکرم** ﷺ کے لیے تمام ما کان و ما یکون کا علم ثابت کیا۔ **”تفسیر کبیر“** سے اللہ کے پسندیدہ رسولوں کے لیے وقت وقوع قیامت کا علم ثابت کیا۔

⊙ اگر آپ ان تفسیروں کو مانتے ہیں، تو ان ارشادات پر کیوں ایمان نہیں لاتے؟۔ در حقیقت مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے آپ اسلامی کتابوں کا نام لیا کرتے ہیں۔

⊙ ابن صیاد بھی زمان آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے قیامت تک اسی درمیان کی ایک مخلوق ہے یا نہیں؟

⊙ اگر ہے تو میری سُنائی ہوئی عبارات **”مدارج شریف“** سے اس کے احوال کا علم بھی حضور کے لیے ثابت ہوا یا نہیں؟

عبارت **”اشعۃ اللمعات“** کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ ہم پر ابن صیاد کا حال مبہم

ہے۔ **حضور اکرم** ﷺ پر اس کے متعلق کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ مگر اس سے صرف علم بالوحی کی نفی ہوئی۔ یہ بات ہرگز ثابت نہ ہوئی کہ **حضور** کو کسی اور ذریعہ سے ابن صیاد کے حال کا علم **اللہ عزوجل** نے نہ دیا۔ ایک ذریعۂ علم کی نفی کل ذرائع علم کی نفی تو نہیں ہو سکتی بلکہ **اللہ عزوجل** نے **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو جو عظیم قوت مشاہدہ عطا فرمائی ہے، جس کے سامنے کوئی چیز مخفی نہیں، اس کے ذریعہ سے اس کا حال مشاہدہ فرما لیا۔ **”حال وے مبہم داشتند“** کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ **اللہ تعالیٰ** نے اس کا حال مبہم رکھا۔ اس کا یہ مطلب کیوں کر ہوا کہ **حضور** پر بھی مبہم رکھا۔ بلکہ اس کا حال بیان کرنے کے متعلق کوئی وحی حضور پر نہ ہوئی۔ تو **حضور** نے اس کا حال ظاہر نہ فرمایا۔ اس طرح **اللہ عزوجل** نے عوام پر ابن صیاد کا حال مخفی رکھا۔ عبارت **”اشعۃ اللمعات“** کا یہی مطلب متعین ہے کہ یہ مطلب مراد لینے میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کے کلام میں تخالف نہیں ہوتا۔

حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے

آپ نے حدیث شریف **فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** پر یہ اعتراض کیا کہ تفسیر خازن میں لکھا ہے **”رُوِیَ بِطُرُقٍ عَدِیْدَةٍ كُلُّهَا ضِعَافٌ“** (یعنی:۔ یہ حدیث ایسے متعدد طریقوں سے روایت کی گئی ہے جو تمام کے تمام ضعیف ہیں۔) مگر آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں، یا جان بوجھ کر حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی عداوت کے نشہ میں جاہل بن رہے ہیں کہ باب فضائل میں ضعاف بھی مقبول ہیں۔ **حضور اقدس** ﷺ کے لیے علم ما کان و ما یکون کا اثبات باب فضائل ہی کا تو ایک مسئلہ ہے اور **حضور** کی ایک فضیلت ہی تو ہے کہ **اللہ عزوجل** نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ما کان و ما یکون کا تفصیلی علم محیط عطا فرما دیا۔ تو اس بارے میں اگر کوئی ضعیف حدیث بھی ہوگی، وہ اثبات مدعا کے لیے کافی ہوگی۔ پھر آپ کو اصول حدیث کا

یہ مسئلہ بھی نہیں معلوم کہ:۔

''کوئی حدیث اگر متعدد طرق سے مروی ہوں اور وہ طرق سب کے سب ضعیف ہوں، تو تعدد طرق اس حدیث کو ''صحیح لغیرہ'' ''یا حسن'' کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔''

تو صاحب تفسیر خازن نے یہ جملہ لکھ کر بتا دیا کہ یہ حدیث علی الاقل حسن ہے مگر افسوس **حضور محمد مصطفیٰ** ﷺ کی عداوت آپ کو کچھ دیکھنے نہیں دیتی۔ اس حدیث شریف کی شرح کی عبارت کہ **''عبارت ست از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں''** اس سے ما کان وما یکون کا علم مراد ہونے کا قرینہ خود حدیث شریف کے لفظ **''فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''** (ترجمہ:۔ تو میں نے جان لیا جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے) ہیں۔ حدیث شریف بتا رہی ہے کہ عبارت شرح کا مطلب یہی ہے کہ زمین وآسمان کے متعلق جس قدر جزوی وکلی علوم ہیں، سب حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور نے ان سب کا احاطہ فرما لیا۔

حدیث معراج شریف پر اعتراض کا جواب

حدیث معراج شریف پر آپ نے یہ اعتراض کیا کہ جب شب معراج میں تمام علوم حضور کو حاصل ہو گئے، تو پھر وہ کونسے علوم ہیں جو وقت تمامی نزول قرآن تک حضور کو حاصل ہوتے رہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک تکرار افادہ باطل ہے۔ کیا قرآن عظیم کی متعدد سورتیں اور کثیر آیتیں بار بار نازل نہ ہوئیں؟ کیا ان کا دوبارہ نازل ہونا، آپ کے نزدیک لغو وفضول تھا؟ **(والعیاذ باللہ تعالیٰ)**

غیب پر بخیل نہ ہونے والی آیت کی وضاحت

آیت کریمہ ''**وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ**'' میں اگر ''لام'' عہد ذہنی کا مانا جائے، تو اس سے یہ مراد ہوگا کہ ما کان وما یکون کے غیب پر حضور بخیل نہیں۔ اور اگر ''لام'' عہد خارجی کا مانا جائے، تو معنے یہ ہوں گے کہ جس غیب کا دوسری آیات کریمہ میں حضور کو عطا

ہونا بیان کیا گیا ہے، اس پر بخیل نہیں۔ اب وہ کونسا غیب ہے جس کا حصول دوسری آیات کریمہ میں حضور کے لیے بتایا گیا ہے۔ تو سُنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

◈ **''وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ''** (پارہ:۱۴، سورۃ النحل، آیت:۸۹)

ترجمہ:۔ **''اے محبوب! ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر شے کا روشن بیان ہے''**

◈ **''مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ''** (پارہ:۷، سورۃ الانعام، آیت:۳۸)

ترجمہ:۔ **''ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی''** یعنی ہر چیز کا بیان کر دیا ہے

◈ **''مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ''** (پارہ:۱۳، سورۂ یوسف، آیت:۱۱۱)

ترجمہ:۔ **''یہ کتاب کوئی گڑھی ہوئی چیز نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔''**

تو اب متعین ہو گیا کہ اس **''الغیب''** سے مراد ما کان وما یکون کا تفصیلی علم ہے اور اگر **''لام''** استغراق مانا جائے تو یہ معنٰی ہوں گے کہ **حضور اکرم** ﷺ تمام غیبوں پر بخیل نہیں۔ تو یہ **''سلب الکل''** ہوا۔ سلب کلی نہ ہوا۔ اور سلب الکل ایجاب جزئی کا منافی نہیں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ تمام غیبوں پر حضور نے بخل نہ فرمایا بلکہ جس قدر غیوب کے علم کے غلامان سرکار متحمل ہو سکتے تھے، وہ سب تعلیم فرما دیے اور وہ غیوب جن کا علم حضور کے سوا کوئی برداشت نہیں کر سکتا، وہ کسی کو نہ سکھائے۔ رہا یہ کہ کل غیوب کو آپ نے عام بتایا اور ما کان وما یکون کو خاص کہا۔ یہ منطق سے آپ کی ناواقفی کی دلیل ہے۔ **''کل''** کا صدق خاص ہے اور **''بعض''** کا صدق عام ہے۔ موجبۂ کلیہ کے صدق کو موجبۂ جزئیہ کا صدق لازم ہے اور موجبۂ جزئیہ کے صدق کو موجبۂ کلیہ کا صدق لازم نہیں۔ کُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ کو ''بَعْضُ الْاِنْسَانِ حَيَوَانٌ'' لازم ہے لیکن ''بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ'' کو کُلُّ حَيَوَانٍ اِنْسَانٌ'' لازم نہیں۔

تو جب ما کان وما یکون بھی بعض غیوب ہے تو علم ما کان وما یکون کا حاصل

موجبۂ جزئیہ ہوا کہ **بَعْضُ الْغُیُوْبِ مَعْلُوْمٌ لِلنَّبِیِّ** ﷺ تو اس قضیہ کو **کُلُّ الْغُیُوْبِ مَعْلُوْمٌ لِلنَّبِیِّ** ﷺ سے کیونکر منافات ہوگئی۔ یہ آپ کی جدید منطق ہے کہ موجبۂ جزئیہ کو موجب کلیہ کا نقیض ٹھہرادیا۔

◈ آپ نے جملہ معلوماتِ الٰہیہ کو **مَا مَضٰی مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَاهُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ** میں داخل کرالیا۔ حالاں کہ معلوماتِ الٰہیہ میں ذات وصفاتِ الٰہیہ بھی تو اپنی ذات وصفات الٰہیہ کو بھی معاذ اللہ ماضیہ وکائنہ ٹھہرادیا۔ ہمارے نزدیک تو اللہ عزوجل ''مَضٰی وَکَوْن'' سے پاک ہے۔ کیوں کہ گزشتگی وآیندگی حوادث کی صفت ہے۔ آپ نے **اللہ تعالیٰ** کی ذات وصفات کو معاذ اللہ حادث ٹھہرایا۔ یہ آپ کا جدید کفر ہوا۔ پھر معلومات الٰہیہ میں جملہ معدومات وممتنعات بھی داخل ہیں۔ مثلاً شریک باری عزوجل کو بھی علم الٰہی محیط ہے۔ تو آپ نے جملہ معلوماتِ الٰہیہ کو ماضیہ وکائنہ بتا کر شریک الباری کو بھی معاذ اللہ حادث وموجود ٹھہرایا۔ یہ آپ کا اور جدید کفر ہوا۔ اب تو آپ سمجھ گئے ہونگے کہ **مَا مَضٰی مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَاهُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ** سے صرف حادث کائنات ہی مراد ہیں۔ ذات وصفات الٰہیہ حدوث وکون سے پاک ومنزہ ہے اور معدومات محضہ وممتنعات اس میں داخل ہی نہیں۔

◈ ''**عَلَّمَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ**'' میں ''**مَا**'' سے مراد کائنا یا حادثا یا مخلوقا ہے اور اگر ہم آپ کی ہی مان لیں کہ اس سے مراد ''**شیئا**'' ہے، تو یہاں ''**شی**'' کے وہی معنی ہیں جو آیہ کریمہ ''**خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ**'' میں ہیں۔ اس قدر سے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور اگر نہ سمجھے ہوں تو مجھ سے کہیے، میں دوبارہ واضح کرکے آپ کو سمجھادوں گا۔

◈ آپ نے کہا کہ ''**مَا**'' ہرگز عموم کے لیے نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں یہ بدحواسی کا کرشمہ ہے کہ بات بات پر کفر بکتے چلے جارہے ہیں۔ سُنیے رب عزوجل فرماتا ہے ''**لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَمَافِی الْاَرْضِ**'' (پارہ:۳، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۲۸۴) ہمارے ایمان میں تو

اس کے یہ معنی ہیں کہ ''**آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے**'' مگر آپ نے اس کے یہ معنی ٹھہرائے کہ آسمان وزمین کی بعض چیزوں کا تو اللہ مالک ہے اور معاذ اللہ بعض چیزوں کا وہ مالک نہیں۔ اب آپ کو معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ میں ''**مَا**'' کلیہ کا سور ہے۔ لیجیے آپ کا ایک اور کفر ثابت ہوا۔ کاش آپ کو توبہ کی توفیق ہو۔

تفسیر سے دیوبندی مناظر کی جہالت

افسوس آپ نے اپنی نادانی وجہالت سے یا عناد وعداوت سے آیہ کریمہ:۔

''**وَعُلِّمْتُمْ مَّالَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ**''

(پارہ:۷، سورۃ الانعام، آیت نمبر:۹۱)

ترجمہ: ''اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو۔'' (کنزالایمان)

اس آیت کو آپ نے یہودیوں کی شان میں بتادیا۔ حالانکہ آیت کریمہ کا یہ ٹکڑا اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل ہوا ہے۔ سُنیے! یہ میرے ہاتھ میں امام ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''**تفسیر طبری**'' کی ساتویں جلد ہے اس کے صفحہ:۱۶۴ پر فرماتے ہیں:۔

''اَلْقَوْلُ فِیْ تَاْوِیْلِ قَوْلِهٖ (وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ) قَالَ اَبُوْ جَعْفَرَ: یَقُوْلُ تَعَالٰی ذِكْرُهٗ: وَعَلَّمَكُمُ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ بِالْكِتَابِ الَّذِیْ اَنْزَلَهٗ اِلَیْكُمْ، مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ مِنْ اَخْبَارِ مَنْ قَبْلَكُمْ وَمِنْ اَنْبَاءِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ فِیْ مَعَادِكُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (وَلَا اٰبَاؤُكُمْ) یَقُوْلُ: وَلَمْ یَعْلَمْهُ اٰبَاؤُكُمْ، اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ مِنَ الْعَرَبِ وَبِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، كَالَّذِیْ:

حَـدَّثَـنِـیَ الْـمُـثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْھَالِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُجَاھِدٍ: "وَعُلِّمْتُمْ" مَعْشَرَ الْعَرَبِ "مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُکُمْ. حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ کَثِیْرٍ: اِنَّہٗ سَمِعَ مُجَاھِدًا یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی: (وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُکُمْ) قَالَ: ھٰذِہٖ لِلْمُسْلِمِیْنَ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

(جامع البیان فی تأویل القرآن (تفسیر الطبری) ،امام محمد بن جریر طبری ،المتوفی:۳۱۰ھ،مطبوعہ:مؤسسة الرسالة ،سن طباعت:۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰ء، جلد نمبر:۱۱،حدیث نمبر:۱۳۵۴۷و۱۳۵۴۸،صفحہ نمبر:۵۲۷/۵۲۸

ترجمہ:

"اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو عرب میں سے مجھ پر اور میرے حبیب ﷺ پر ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ سے جو اس نے تمہاری طرف نازل فرمائی، تم کو تم سے پہلے کے لوگوں کی خبریں اور تمہارے بعد والوں کے حالات اور جو کچھ تمہاری حیات اخروی میں قیامت کے دن ہونے والا ہے، سب کا علم سکھایا۔ اس تفسیر کے ثبوت میں امام جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام مجاہد تابعی شاگرد خاص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دو حدیثیں لائے۔ ایک کا مضمون تو یہ ہے کہ آیت کریمہ کے اس ٹکڑے کے مخاطب

عرب ہیں۔ دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آیت کریمہ کا یہ ٹکڑا مسلمانوں کی شان میں نازل ہوا ہے"۔

⊙ اب بتایئے! آپ نے معاذ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہودی بتایا۔ یہ آپ کا جدید کفر ہوا یا نہیں؟ آپ نے تو میرا کفر ثابت کرنا چاہا تھا مگر آپ ہی کا کفر ثابت ہوگیا۔

⊙ کہیے اس آیت کریمہ سے عرب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے بھی ما کان وما یکون کا علم ثابت ہوا یا نہیں؟

رہی مساوات و برابری، تو اس کا وہم کسی مسلمان کو تو ہو نہیں سکتا۔ کوئی استاد اپنے کسی شاگرد خاص کو اپنا سارا علم سکھا دے، تو کسی بے ادب ہی کو یہ وہم گزرے گا کہ استاد و شاگرد دونوں برابر ہوگئے۔ سنیے حدیث شریف میں ہے۔

◈ یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں "**مشکوٰۃ شریف**" ہے اس کا صفحہ:۵۰۶ ہے:۔

"عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا، فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ، حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"مشکاۃ المصابیح"، علامہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، المتوفی:۷۴۰ھ، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت، جلد نمبر:۳، فصل نمبر:۱، حدیث نمبر:۵۶۹۹، صفحہ نمبر:۱۵۸۸

ترجمہ:

''سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا۔ اور بُھلا دیا جس نے بُھلا دیا اس کو۔ امام بخاری نے روایت کیا۔''

◈ اسی مشکوٰۃ شریف کا باب المعجزات ہے۔ یہ دیکھیے صفحہ: ۵۴۳ ہے:۔

''عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَخْطَبِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا اَلْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا، حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا، حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (قَالَ) فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا. رَوَاہُ مُسْلِمٌ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

''مشکاۃ المصابیح''، علامہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، المتوفی ۷۴۰ھ، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت، جلد نمبر: ۳، فصل نمبر: ۳، حدیث نمبر: ۵۹۳۶، صفحہ نمبر: ۱۶۷۰

ترجمہ:

''سیدنا عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے گئے۔ تو ہمارے سامنے خطبہ پڑھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ تو حضور منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم کو خطبہ سنایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا۔ پھر حضور منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم کو خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ تو حضور نے اس خطبہ میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا، سب کی ہم کو خبر دے دی۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تو ہم لوگوں میں سب سے زائد علم والا وہ ہے، جس نے اس روز کے بیان کو زیادہ یاد رکھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔''

بخاری و مسلم کی ان دونوں حدیثوں نے ''وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْن''کی تفسیر بھی فرما دی اور ''عُلِّمْتُمْ مَالَمْ تَعْلَمُوْا'' اور ''یُعَلِّمُکُمْ مَالَمْ تَکُوْنُ تَعْلَمُوْنَ'' دونوں آیتوں کا صحیح مطلب بھی فرما دیا۔ یعنی حضور اکرم ﷺ نے تو ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمانے میں کچھ بخل نہ فرمایا۔ تمام ما کان و ما یکون مفصل بیان فرما دیا۔ لیکن سننے والے حضرات میں سے ہر شخص کو اسی قدر یاد رہا، جتنا اس کا حافظہ تھا۔

⊙ کہیے اب بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم ما کان و ما یکون پر ایمان لائیں گے یا نہیں؟

- ⊙ آیت کریمہ "عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ" میں "**الْاِنْسَان**" مطلق فرمایا گیا ہے یا نہیں؟
- ⊙ اور لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے فرد کامل مراد ہوتا ہے یا نہیں۔
- ⊙ نوع انسانی کے فرد اکمل حضور اکرم ﷺ ہیں یا نہیں؟
- ⊙ تو کیا یہ ثابت نہیں ہوا کہ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ **"اللہ تعالیٰ نے انسان کامل محمد ﷺ کو سکھا دیا، جو کچھ وہ نہیں جانتے تھے۔"**

◈ میں نے تفسیر خازن کی عبارت سُنائی تھی کہ "خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ" میں "اَلْاِنْسَانَ" سے حضور اقدس ﷺ مراد ہیں۔ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "**تفسیر روح البیان**" دسویں جلد، صفحہ: ۴۷۴ پر فرماتے ہیں:۔

"اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلٰى صُوْرَتِهِ الْحَقِيْقِيَّةِ خَلَقَهُ مِنْ عَلَقَةِ التَّجَلِّىْ الْاُوْلِىِّ الْحُبِّىِّ الْمُشَارُ اِلَيْهِ بِقَوْلِهِ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ فَصَارَتِ الْمَحَبَّةُ الذَّاتِيَّةُ عَلَقَةً بِالْاِيْجَادِ الْحُبِّىِّ وَهُوَ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ اِذْ هُوَ جَامِعٌ مُحِيْطٌ لِجَمِيْعِ الْاَسْمَاءِ الدَّالَّةِ عَلَى الْكَرَمِ كَالْجَوَادِ وَالْوَاهِبِ وَالْمُعْطِىِّ وَالرَّازِقِ وَغَيْرِهَا (عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ) بَدَلُ اِشْتِمَالٌ مِنْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ وَتَعْيِيْنٌ لِلْمَفْعُوْلِ اَىْ عَلَّمَهُ بِهِ وَبِدُوْنِهِ مِنَ الْاُمُوْرِ الْكُلِّيَّةِ وَالْجُزْئِيَّةِ وَالْجَلِيَّةِ وَالْخَفِيَّةِ مَا لَمْ يَخْطُرْ بِبَالِهِ اَصْلاً فَاِنْ قُلْتَ فَاِذَا كَانَ الْقَلَمُ وَالْخَطُّ مِنَ الْمِنَنِ الْاِلٰهِيَّةِ فَمَا بَالُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكْتُبْ؟

قُلْتُ: لِاَنَّهُ لَوْ كَتَبَ لَقِيْلَ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ مِنْ صُحُفِ الْاَوَّلِيْنَ وَمَنْ كَانَ الْقَلَمُ الْاَعْلٰى يَخْدُمُهُ وَاللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ مُصْحَفَهُ وَمَنْظَرَهُ لَايَحْتَاجُ اِلٰى تَصْوِيْرِ الرُّسُوْمِ وَتَشْكِيْلِ الْعُلُوْمِ بِاٰيَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ"

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

"تفسیر روح البیان" علامہ اسماعیل حقی، المتوفی ۱۱۳۷ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، جلد نمبر: ۱۰، سورۂ علق، آیت: ۱-۶، صفحہ نمبر: ۵۶۹،

ترجمہ:

"اللہ وہ ہے جس نے انسان کامل ﷺ کو اپنا حقیقی مظہر اتم بنا کر پیدا فرمایا اور حضور کو سب سے پہلی تجلی حُبّی کے علاقہ سے پیدا کیا۔ جس کی طرف اس قول الٰہی میں اشارہ ہے کہ میں پوشیدہ خزانہ تھا۔ تو میں نے محبوب رکھا، اس بات کو کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق کو پیدا کی۔ تو محبت ذاتیہ ایجاد حُبّی کی وجہ سے علاقہ بن گئی اور اللہ عزوجل سب کرم والوں سے بڑھ کر کرم والا ہے۔ کیونکہ وہ کرم پر دلالت کرنے والے تمام اسماء کا جامع ومحیط ہے۔ جیسے "جواد" "واہب" "معطی" "رازق" اور اُن کے سوا۔ "عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ" یعنی انسان کامل ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ تمام امور کلیہ وجزئیہ ظاہرہ وباطنہ قلم کے ذریعہ سے اور بغیر واسطہ قلم کے سکھا دیئے۔ جن کا خطرہ بھی حضور کے قلب مبارک پر ہرگز

نہ گزرا تھا۔ تو اگر تو کہے کہ جب قلم اور خط اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے، تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی کیا شان ہے کہ حضور نے کبھی نہ لکھا۔ تو میں جواب دوں گا کہ اس لیے کہ اگر حضور لکھتے، تو کفار کو کہنے کا موقع ملتا کہ معاذ اللہ اگلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے صحیفوں سے قرآن پڑھ لیا ہے اور قلم اعلیٰ جس کی خدمت کرتا ہو اور لوح محفوظ جس کے پڑھنے کی کتاب اور آئینہ ہو، وہ اس کا محتاج نہیں کہ جسمانی نشانیوں سے حروف کے نقوش بنائے اور خطوط کی شکلیں کھینچے۔''

الحمد للہ کہ جو آیتیں آپ نفی میں پڑھتے ہیں، انہیں سے حضور کا علم ما کان وما یکون ثابت ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے آیت کریمہ ''قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ'' پڑھی۔ اسکی تفسیر ''تفسیر خازن''، ''تفسیر جمل'' میں یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے میں غیب کا علم نہیں رکھتا یعنی مجھے ذاتی علم غیب نہیں۔ ''تفسیر کبیر'' میں اس کی تفسیر کی کہ جمیع غیوب کا علم محیط خدا کے برابر مجھے حاصل نہیں۔ اور علامہ نیشاپوری ''تفسیر رغائب الفرقان'' جلد: ۷، صفحہ: ۱۲۷ پر اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں:۔

''(قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ) لَمْ یَقُلْ لَیْسَ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ لِیُعْلَمَ اَنَّ خَزَائِنَ اللّٰہِ وَھِیَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ وَمَاھِیَاتِھَا عِنْدَہٗ (بِاِرَاءَۃِ سَنُرِیْھِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ) وَبِاسْتِجَابَۃِ دُعَائِہٖ فِیْ قَوْلِہٖ ((اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ)) وَلٰکِنَّہٗ یُکَلِّمُ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ. (وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ) اَیْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ ھٰذَا مَعَ اَنَّہٗ کَانَ یُخْبِرُھُمْ عَمَّا مَضٰی وَعَمَّا سَیَکُوْنُ بِاِعْلَامِ الْحَقِّ،

وَقَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قِصَّۃِ لَیْلَۃِ الْمِعْرَاجِ : نَظَرْتُ خَلْفِیْ نَظْرَۃً عَلِمْتُ مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْنُ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

''غرائب القرآن ورغائب الفرقان''، علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری، المتوفی: ۸۵۰ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۱۶ھ، جلد نمبر: ۳، سورۂ انعام، آیت: ۳۸ تا ۵۰، صفحہ نمبر: ۸۳

ترجمہ:

''اے محبوب! تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس ﷺ کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے ان کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں؟ تمام اشیاء کی ماہیت وحقیقت کا علم۔ حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی۔ پھر فرمایا اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ ورنہ حضور تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے صحابۂ کرام کو وہ سب کچھ بتاتے تھے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اور خود شب معراج کے واقعہ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے ایک نظر دیکھا تو مجھے ما کان وما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب میں نے جان لیا۔''

⊙ تو آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ اے کافرو! میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ اس لیے کہ تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو۔ ورنہ واقع میں مجھے ما کان و ما یکون کا علم ملا ہے۔ کہیے یہ تفسیر آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

⊙ آپ ہی کی پیش کی ہوئی آیت کریمہ نے **حضور اقدس** ﷺ کے لیے بعطائے الٰہی ما کان و ما یکون کا علم ثابت فرمادیا یا نہیں؟

اچھی اور بری باتوں کا علم

آپ نے پھر ذیل چیزوں کے علم کو مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ماننا، ان کی توہین بتادیا۔ میں نے اس پر جو رد کیے، آپ نے ان سب کو ہضم کرلیا۔

⊙ اچھا اب بتائیے! اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ذمہ تمام مخلوقات کو روزی پہنچانے اور پانی برسانے کی خدمت سپرد فرمائی ہے یا نہیں؟

⊙ بتائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے مقاربت کے وقت کوئی مقوی باہ غذا تھانوی صاحب کے بہشتی گوہر کے کسی نسخہ سے بنا کر کھائے، تو اُس میں حضرت میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام کا تصرف شامل ہوگا یا نہیں؟

⊙ اگر کوئی شخص ایسے وقت کہ ہلکی ہلکی پھوہار پڑ رہی ہو، اپنی بیوی سے مجامعت کرے، تو سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام اُس کی برہنگی وحالتِ جماع کا مشاہدہ فرمائیں گے یا نہیں؟

⊙ حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام قابض الارواح ہیں، تو جو لوگ پاخانوں، غسل خانوں، شراب خانوں میں یا حالتِ جماع میں مرتے ہیں، ان کی روحیں قبض فرمانے کے وقت، ان لوگوں کی برہنگی اور دوسرے واقعات و کیفیات کا مشاہدہ فرماتے ہیں یا نہیں؟

⊙ حضرت سیدنا میکائیل وحضرت سیدنا عزرائیل علیہما الصلاۃ والسلام رُسلِ ملائکہ میں ہیں یا نہیں؟

ملا علی قاری کی کتاب کے متعلق دیوبندی مناظر کی کذب بیانی

آپ نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت میں ایک **"لا"** بڑھا دیا۔ افسوس فریب اور دھوکے دیتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آئی۔ شرافت کے ساتھ آپ کا یہ برتاؤ ہے۔ **"شرح شفا"** کا چھپا ہوا نسخہ میرے پاس بھی موجود ہے۔ آپ کے پاس بھی موجود ہے۔ دنیا بھر میں اس کے قلمی و مطبوعہ نسخے شائع ہیں۔ اس ڈھٹائی کی کچھ حد بھی ہے کہ جب اس واضح و روشن ایمان افروز شیطان سوز عبارت کا جواب نہیں بن پڑا، تو ان سب کتابوں کو غلط ٹھہرا کر اُس قلمی نسخہ کا حوالہ دے دیا، جو فرنگی محل کی کتابوں کی کوٹھری میں مولوی عبدالحئی صاحب کی الماری کے اندر رکھا ہوا ہے۔ جس کو آج تک کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ جب وہ قلمی نادر الوجود نسخہ ہے اور دنیا بھر کے قلمی و مطبوعہ نسخوں کو غلط بتا کر اسی قلمی مستور و مخفی نسخے پر آپ مدار رکھتے ہیں، تو کیا یہ ممکن نہیں کہ خود آپ نے یا اور کسی وہابی نے یہ کارروائی کی ہو کہ آپ نے ہاتھ سے قلم پکڑ کر اس میں ایک **"لا"** بنا دیا ہو اور بالفرض اگر یہ عبارت یوں ہی ہو، تو مطلب یہ ہوا کہ جب گھروں میں جاؤ، تو **حضور** پر سلام عرض کرو۔ اس لیے کہ **حضور** گھر میں تشریف فرما نہیں ہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ مولوی منظور حسین صاحب سنبھلی کو کھانا کھلا دو، اس لیے کہ مولوی صاحب بھوکے نہیں ہیں۔ مگر اس سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ عبارت کے مہمل ہوجانے کی آپ کو پرواہ نہیں۔ مطلب خبط ہوجائے، اس سے آپ کو غرض نہیں۔ مگر کسی طرح **حضور** کی فضیلت جلیلہ مٹ جائے، اسی کی آپ کو کوشش ہے۔ کیا ایسی کارروائی کرنے والا **حضور اکرم** ﷺ کے ساتھ ایسی عداوت رکھنے والا کافر نہیں ہے؟ کیا آپ کی تقریروں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ لوگ قرآن پاک و احادیث صاحب لولاک کی صرف اسی لیے تلاوت کرتے ہیں کہ اپنے گمان ناپاک میں **حضور** کی توہینیں اور تنقیصیں ڈھونڈیں۔

براہین قاطعہ کی عبارت کی تاویل میں تضاد

آپ نے براہین کی عبارت میں شیطان وملک الموت کے لیے علم عطائی کا اثبات اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے علم ذاتی کا انکار بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی اگلی تاویل علوم شریفہ ورذیلہ والی، خود آپ کے نزدیک باطل ہے اور اُس سے گنگوہی کا کفر نہیں اُٹھتا۔ اسی لیے اب آپ نے یہ دوسری پیش کی۔ مگر عبارت ''**براہین**'' میں نہ ذاتی وعطائی کا لفظ ہے، نہ شریف ورذیل کا۔ اُس کی عبارت تو صاف یہ ہے کہ:۔

> **''شیطان وملک الموت کو یہ وسعت (یعنی علم کی زیادتی) نص (یعنی قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم (یعنی علم کی زیادتی) کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔**

- ⊙ اگر یہاں علم ذاتی مراد ہوتا، تو صاف کہنا چاہئے تھا کہ علم ذاتی مطلقاً غیر خدا کے لیے باطل ومحال ہے۔ لفظ وسعت کی کیا ضرورت تھی؟
- ⊙ کیا اگر کوئی شخص غیر خدا کے لیے ذاتی علم وسیع مانے جبھی مشرک ہوگا؟
- ⊙ لیکن اگر غیر وسیع علم ذاتی غیر خدا کے لیے مانے تو مشرک نہ ہوگا؟
- ⊙ پھر ''**نص قطعی**'' طلب کرنے کے کیا معنی؟
- ⊙ کیا انبیٹھوی صاحب کے نزدیک اگر معاذ اللہ نص قطعی سے غیر خدا کے لیے ذاتی علم ثابت ہوجائے، تو وہ ماننے کے لیے تیار ہوجائیں گے؟
- ⊙ کیا نص غیر قطعی سے غیر خدا کے لیے ذاتی علم ثابت ہے؟
- ⊙ یہ کس علم کو کہہ رہے ہیں کہ **''عقائد میں قطعیات کا اعتبار ہے۔ یہاں آحاد صحاح بھی**

معتبر نہیں''۔ کیا صحاح ستہ کی احادیث آحاد سے **حضور اکرم** ﷺ کے لیے معاذ اللہ ذاتی علم ثابت ہوتا ہے؟

غرض یہ تاویل عبارت ''**براہین**'' کی ہرگز تاویل نہیں بلکہ تحریف وتحویل ہے۔ ہمارا تو بحمدہٖ تعالیٰ ایمان ہے کہ جو شخص کسی غیر خدا کے لیے ذرہ کے کروڑویں حصہ کا ذاتی علم، بے عطائے خداوندی ثابت کرے، وہ قطعاً یقیناً ایسا کافر ہے کہ جو شخص اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے۔ مگر آپ کے گنگوہی صاحب نے ''**فتاویٰ رشیدیہ**'' حصہ اول، صفحہ: ۷۹، پر لکھا ہے کہ:۔

> **''جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے۔ لہٰذا امام نہ بنانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے''**
>
> **مندرجہ بالا اردو عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالے:۔**
>
> (۱) ''**فتاویٰ رشیدیہ**'' (کامل)، مطبوعہ: مکتبہ تھانوی۔ دیوبند۔ سن طباعت: ۱۹۸۷ء، صفحہ: ۱۰۱
>
> (۲) ''**فتاویٰ رشیدیہ**'' (مبوب بطرز جدید)، مطبوعہ: ثاقب بکڈپو۔ دیوبند۔ صفحہ: ۱۰۱
>
> (۳) ''**فتاویٰ رشیدیہ**'' (مکمل ومدلل)، مطبوعہ: مکتبہ فقیہ الامت۔ دیوبند۔ جلد اول، صفحہ: ۱۴۸

◈ فتوائے تکذیب باری عزوجل وبراہین قاطعہ کے علاوہ گنگوہی صاحب کا یہ ایک اور قطعی یقینی اجماعی کفر وارتداد ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

◈ دیکھیے جو شخص حضور اقدس ﷺ کے لیے بے عطائے خداوندی ذاتی علم غیب ثابت کرے، گنگوہی صاحب نے اس پر کفر کا اندیشہ بتایا مگر کافر کہنے سے روکا۔ تکفیر سے منع کیا۔ اس کے اس کفرملعون میں تاویل کرنے کا حکم دیا۔

⊙ بتایئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ایسا کہہ کر، کافرمشرک مرتد ہوئے یانہیں؟

⊙ تم ان کو مسلمان کہہ کر، اپنا پیشوا مان کر، خود بھی کافرمشرک مرتد ہوئے یانہیں؟

بہرحال مسئلہ علم ما کان وما یکون بحمدہٖ تعالیٰ واضح ہو چکا۔ گنگوہی وانبیٹھوی وتھانوی و دہلوی صاحبان کے کفریات بھی واضح ہو چکے۔ اب یا تو کفریات سے توبہ کیجیے، کلمۂ طیبہ صدق دل سے پڑھ کر اسلام لایئے، ورنہ ان کفریات کا ایسا مطلب بتایئے، جو ان کے قائلین کو کفر و ارتداد سے بچا سکے۔ بغیر اس کے آپ کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ میں نے آپ کی اجازت سے وقت زائد اس مرتبہ بھی صرف کیا اور میری اجازت ہے کہ آپ بھی میری اس تقریر کے جواب میں جس قدر چاہیں وقت صرف کریں لیکن میرے ہر ایک سوال، ہر ایک مطالبہ کا صاف جواب دیں۔

اب بعد ظہر پھر مناظرہ ہوگا۔ اتنا وقت آپ کو سوچنے، سمجھنے، ڈیڑھ سو دیوبندی وغیر مقلد مولویوں سے مشورہ لینے کے لیے آپ کو مل گیا ہے۔ اس کو غنیمت سمجھیے اور سہ پہر کو اچھی طرح تیار ہو کر آیئے۔

نوٹ:۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت، مظہر اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب لکھنوی ثم پیلی بھیتی کے دلائل قاہرہ سے دیوبندی مناظر مولوی منظور نعمانی بالکل بوکھلا گیا تھا اور اسکی حالت قابل دید تھی، مارے ڈر کے پسینے چھوٹ رہے تھے اور چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

مناظرہ کے دوسرے دن کی بعد نماز ظہر کی نشست

(کارروائی مناظرہ، دوشنبہ، ۲۵ رجمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ، Monday - 16-10-1933)

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

الحمدللہ ساری پبلک پر واضح ہو چکا ہے کہ آپ میرے دلائل کا جواب دینے سے عاجز ہیں۔ میں **''براہین قاطعہ''** صفحہ: ۵۱ والی عبارت کی مکمل توضیح کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق اب میں ایک لفظ نہیں بولوں گا۔ جو کچھ کہہ چکا ہوں وہی کافی ہے۔ آپ نے **''براہین قاطعہ''** صفحہ: ۲۶ کی عبارت پیش کر کے مسلمانوں کو مغالطہ دیا ہے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول خدا ﷺ کو مدرسہ دیوبند کا شاگرد بتایا۔ مگر آپ اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ سُنیے اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ جب سے مدرسہ دیوبند قائم ہوا، اس وقت سے میری حدیثیں اردو زبان میں شائع ہوئیں اور لوگ میرا کلام سمجھنے لگے۔ گویا مجھ کو اردو زبان آ گئی۔ افسوس واضح عبارت کو آپ توہین پر ڈھال رہے ہیں۔

حدیث کی بے تکی تصریح

آپ نے حدیث پڑھی ہے **''قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ''** اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جناب **رسول اللہ** ﷺ نے اپنے اس وعظ میں تمام ما کان وما یکون بتلا دیا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حضور نے یہ تو بیان کیا ہی نہ ہوگا کہ شراب اس طرح بنائی جاتی ہے، جُوا یوں کھیلا جاتا ہے، فلاں وقت زید غسل خانے میں جائے گا، فلاں وقت پاخانے میں جائیگا، فلاں وقت کلکتے کے بازار میں گندم کا یہ نرخ ہوگا، جَو کا یہ نرخ ہوگا۔ ہندوستان میں ایک شہر بریلی ہوگا، اس میں فلاں فلاں پاگل ہونگے۔ الغرض میرے نزدیک کوئی عقلمند اس کو گوارا نہیں کرے گا کہ **آن حضرت** ﷺ نے منبر پر دنیا بھر کے اس خرافات کو بیان کیا ہو۔ بلکہ یہ کہنا ایک درجہ میں شان

نبوت کی توہین کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ اس کام کے لیے تشریف نہیں لائے تھے بلکہ بعثت کی غرض دین الٰہی کی تعلیم تھی۔ لہٰذا اس کا مطلب یہی ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے اس وعظ میں بدء الخلق سے لے کر دخول جنت و دوزخ تک کی تمام وہ باتیں بیان فرمادیں، جو دین سے متعلق تھیں اور اس کے بھی کلیات، نہ کہ ہر ہر جزئیات۔

حفظ الایمان کی عبارت کی بے وقوفانہ تاویل

آپ نے حضرت مولانا تھانوی دام فیضہ پر بھی کفر کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ اس عبارت میں ان لوگوں سے مخاطبہ ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ جس کو بعض غیبوں کا علم ہو، اسی کو عالم الغیب کہنا جائز ہے۔ اسی بنا پر وہ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی دام مجدہ ان لوگوں سے فرمارہے ہیں کہ عقل کے دشمنو! ذرا یہ تو بتلادو کہ تم جو **رسول اللہ** ﷺ کی ذات پر عالم الغیب کا اطلاق کرتے ہو اور آپ پر اس لفظ کا بولنا جائز جانتے ہو، اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟ بعض غیب یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں **آنحضرت** ﷺ کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب یعنی اس قدر اور اتنا علم غیب کہ جس کے حاصل ہونے کے سبب سے تم **آنحضرت** ﷺ کو عالم الغیب کہتے ہو اور جتنے علم غیب کے حاصل ہونے کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہنا جائز کہتے ہو، اس قدر اور اتنا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کہیے اس میں کفر کی کونسی بات ہے؟ یہ آپ لوگوں کے بے ہودہ اصول کا رد کیا گیا ہے۔ آپ لوگوں کا اصول یہ ہے کہ جس کو مطلق بعض مغیبات کا علم ہو، اس پر عالم الغیب کا اطلاق کرنا جائز ہے کہ اس اصول پر یہ لازم آتا ہے کہ جانوروں، پاگلوں کا علم غیب بھی آنحضرت کے علم کے برابر ہوجائے اور جب یہ برابری باطل ہے، تو آپ کا یہ اصول بھی باطل ہوا۔ حضرت مولانا کے نزدیک تو یہ برابری ایسی

باطل ہے کہ اس کے ابطال سے آپ کے اصول کا ابطال کررہے ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے مولانا اشرف علی صاحب کی یہی عبارت اس کا ماقبل و مابعد حذف کرکے، اسی طرح علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کی۔ جس طرح آپ اپنی گذشتہ تقریر میں پیش کرچکے ہیں۔ بلکہ انہوں نے ایک یہ کمال بھی کیا کہ حضرت مولانا تھانوی کی اس عبارت کے لکھنے سے پہلے ہی اس کا مطلب بھی ان الفاظ میں بیان کردیا کہ **''اُس میں یعنی حفظ الایمان میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے، ایسا تو ہر بچہ، ہر پاگل اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے۔''**

- حرمین شریفین کے علمائے کرام کو کیا خبر تھی کہ اس عبارت میں کیا کیا قطع برید کی گئی ہے۔ انہوں نے اتنی ہی عبارت کا وہی مطلب سمجھا، جو خان صاحب بریلوی نے سوال میں لکھا تھا اور حضرت مولانا تھانوی پر کفر وارتداد کا فتویٰ دے دیا اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوائے کفر کی تصدیق کردی۔ یہ ہے اُس فتویٰ کی حقیقت۔ جس کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ اگر میرے سامنے بھی وہ فتویٰ پیش کیا جاتا اور حقیقت حال مجھے معلوم نہ ہوتی، تو میں بھی حضرت مولانا تھانوی پر کفر کا فتویٰ دے دیتا اور اُسی فتوی کی تصدیق کردیتا۔ لائیے ہم ابھی لکھنے کو تیار ہیں کہ حفظ الایمان کی اس قدر عبارت ضرور کفر ہے، جیسے یہ عبارت کہ ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ'' ضرور کفر ہے۔ مگر سیاق وسباق دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس عبارت کو کفر سے کوئی تعلق نہیں۔ تو علمائے حرمین نے جو کچھ لکھا، خوب سوچ سمجھ کر لکھا۔ لیکن سوال میں اُن کو دھوکا دیا گیا۔ اصل عبارت کی قطع برید کی گئی۔ نہ اُس سے اگلی عبارت پیش کی گئی۔ نہ اُس سے پچھلی عبارت پیش کی گئی اور اُس کا مطلب اپنی طرف سے گڑھ کر بیان کردیا۔ میری اس تقریر سے ثابت ہوگیا کہ عبارت حفظ الایمان بے غبار ہے۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

◈ الحمدللہ! براہین گنگوہی کے متعلق اقرار کرلیا کہ آئندہ اس کے متعلق آپ کچھ نہیں بولیں گے یعنی گنگوہی وانبیٹھوی صاحبان کے کفر وارتداد کی تاویل وتحویل کرنے میں آپ کا سارا مصالحہ ختم ہوچکا اور عبارت پر میرے اعتراضات وسوالات ومطالبات کا آپ بالکل جواب نہیں دے سکتے۔للہ الحمد! یہ اہل سنت کی فتح مبین ہے۔

◈ براہین صفحہ:۲۶ کی عبارت کفریہ کا آپ نے یہ مطلب گڑھا کہ دیوبند سے اردو زبان میں حدیثیں شائع ہوئیں۔تو یہ تاویل آپ کو اجازت دے رہی ہے کہ آپ ایک اور خواب گڑھ کر چھاپئے کہ **"اللہ تعالیٰ کو اردو بولتے دیکھ کر پوچھا کہ تجھ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔فرمایا جب سے علمائے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا،ہم کہ یہ زبان آگئی"**۔

⊙ پھر جب کوئی مسلمان اس پر اعتراض کرے کہ **اللہ عزوجل** کو معاذ اللہ اردو زبان میں دیوبندی مولویوں کا شاگرد بتایا، تو اُس کا مطلب بھی ایسا ہی گڑھ کر سُنا دیجئے گا کہ مدرسۂ دیوبند سے قرآن پاک کے بکثرت اردو تراجم شائع ہوئے۔کہیے ان دونوں تاویلوں میں کیا فرق ہے؟

⊙ آپ تو حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل کررہے ہیں مگر آپ کا امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی تو بے ادبی آمیز کلام اور توہین آمیز عبارت کی تاویل کرنے سے منع کر چکا ہے۔یہ دیکھیے **"تقویۃ الایمان"** مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ:۶۴ پر لکھتا ہے:۔

> **"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے کہ معمّا اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی**

> **جناب میں ضرور نہیں کوئی شخص اپنے بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ"**
>
> **مندرجہ بالا اردو عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔**
>
> **"تقویۃ الایمان"** مصنف:۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی
>
> ناشر:۔ دارالسّلفیہ۔بمبئی۔سن طباعت جون **۲۰۰۸**ء،**صفحہ نمبر:۹۴**

◈ اور یہ تقویۃ الایمان وہ ہے، جس کی تعریف آپ کے رشید احمد گنگوہی صاحب یوں لکھتے ہیں **"کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے"** فتاویٰ رشیدیہ حصۂ اول، مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ دہلی، صفحہ:۱۱۵ (نیا ایڈیشن:۔صفحہ:۸۷، جسیم بکڈپو، جامع مسجد، دہلی)۔

⊙ قرآن عظیم کا ماننا اور اُس پر ایمان لانا عین اسلام ہے مگر اُس کا گھر میں رکھنا اور اس کو پڑھنا عین اسلام نہیں۔لیکن گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان کو گھر میں رکھنے اور اس کے پڑھنے کو عین اسلام بتادیا۔اب بتائیے گنگوہی صاحب تقویۃ الایمان کو قرآن پاک سے زائد مرتبہ والی بتا کر اور آپ ان کو مسلمان کہہ کر کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

⊙ عین اسلام کے یہی معنی ہیں کہ وہ اگر ہو، تو اسلام ہے اور اگر وہ نہیں تو اسلام ہی نہیں۔تو جن لوگوں کے گھروں میں تقویۃ الایمان نہیں اور جو لوگ تقویۃ الایمان نہیں پڑھ سکتے، وہ سب کے سب گنگوہی کے فتوے سے کافر مرتد ہوئے۔ (**ولا حول ولاقوۃ الا باللہ**) یہ ہے دیوبند کی کفری مشین۔

◈ آپ کے عین اسلام کا فتویٰ یہ ہے کہ جن عبارتوں میں توہین کا پہلو ظاہر، ان کی تاویل کرنا محض بے جا ہے۔ آپ نے عبارت تھانوی کی تاویل گڑھی تو تقویۃ الایمان پر آپ نے عمل نہ کیا اور گنگوہی فتوی سے اس پر عمل کرنا بھی عین اسلام ہے۔ اب بتائیے آپ عین اسلام کو چھوڑ کر گنگوہی کے فتوے سے کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟ آپ کو عبارت حفظ الایمان میں توہین نظر نہیں آتی۔

◈ سُنیے میں کہتا ہوں **”مولوی اشرف علی تھانوی کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض علم ہے یا کل علم۔ اگر بعض علوم مراد ہیں، تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر گدھے، کتے، الّو، سوّر، کو بھی حاصل ہے۔“** بتائیے اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اشرف علی صاحب نے بھی حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو تھانوی صاحب کی شان میں یہ عبارت لکھ کر، اپنے دستخط اس پر کر کے ہمیں دے دیجئے۔

◈ اگر کسی مجسٹریٹ ضلع کے متعلق یہ کہا جائے کہ **”مجسٹریٹ کی ذات پر حکومت کا حکم کیا جانا، اگر بقول گورنمنٹ صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض حصص زمین پر حکومت ہے یا کل زمین پر۔ اگر بعض پر حکومت مراد ہے تو اس میں مجسٹریٹ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی حکومت تو ہر چوہے کو اپنے سوراخ پر، ہر الّو کو اپنے گھونسلے پر، ہر لومڑی کو اپنے بھٹے پر حاصل ہے“۔** بتائیے اس میں مجسٹریٹ کی توہین ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو تھانوی نے بھی ایسی ہی عبارت حضور کی شان میں لکھ کر **حضور اقدس** علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کی یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو کم از کم ضلع اعظم گڈھ کے مجسٹریٹ کا نام لے کر ایسی عبارت لکھ کر، اپنے دستخطوں سے اسے شائع کیجیے۔ پھر دیکھیے اگر ڈاکٹر نے پاس کر دیا تو پاگل خانہ نصیب ہوگا، ورنہ جیل خانہ۔

◈ اگر خود آپ کو کہا جائے کہ **”منظور سنبھلی کی ذات پر آنکھوں والا ہونے کا حکم کیا جانا،**

اگر بقول دیوبندیہ صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد تمام آنکھیں ہیں یا بعض۔ اگر بعض آنکھیں مراد ہیں، تو اس میں سنبھلی کی کیا تخصیص ہے، ایسی آنکھیں تو ہر کتے، سوّر، بیل، گدھے، بجّو، اُلو، سب کو حاصل ہیں۔“ کہیے اس میں آپ کی توہین ہوگی یا نہیں؟

آپ نے ہمارا یہ اصول یہ بتایا کہ جس کو بعض غیبوں کا بھی علم ہوا، گرچہ ایک غیب کا، اس کو عالم الغیب کہا جائے گا۔ بتائیے یہ عقیدہ کس کا ہے؟ کس عالم نے کس کتاب میں اس کی تصریح کی ہے؟ اور جب آپ نہیں بتا سکتے، اور ہر گز نہیں بتا سکتے تو اپنے کذب وافترا کا اقرار کیجیے۔

دیوبندی مناظر کا تھانوی کے کفر کا اقرار

■ آپ نے جوش تقریر میں اس کا اقرار بھی کر لیا کہ حفظ الایمان کی جس قدر عبارت پر حسام الحرمین شریف میں کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے، اس پر فتویٰ کفر ضرور صحیح ہے۔ ہمت اور جرأت اگر ہے اور آپ اپنی بات کے سچے ہیں، تو مردانگی سے کام لے کر اس مضمون کی تحریر لکھ کر، اس پر دستخط کر کے ہم کو دے دیجئے اور قدرت خداوندی کا تماشا دیکھیے۔ ماشاء اللہ آپ نے تو مناظرہ ختم ہی کر دیا۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ عبارت کفر ہے۔ آپ نے بھی اس قدر مان لیا کہ اتنی عبارت ضرور کفر ہے۔ البتہ اتنا اور آپ کہتے ہیں کہ اس عبارت کے آگے اور پیچھے جو عبارتیں ہیں۔ انہوں نے اس کفر کو اسلام بنا دیا۔ اس کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے اور آپ بلکہ آپ کا سارا گروہ قیامت تک اس کا ثبوت نہیں دے سکتا۔

■ آپ نے یہ کہا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے عبارت حفظ الایمان کا مطلب پہلے لکھ دیا اور یہ بھی کہا کہ علمائے حرمین طیبین نے خوب سوچ سمجھ کر فتویٰ لکھا۔ تو آپ نے اس کا اقرار کر لیا کہ علمائے حرمین محترمین کے نزدیک اس عبارت کا وہی مطلب ہے، جو حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا۔ اب آپ کا اور دربھنگی و کاکوروی صاحبان کا وہ شور مچانا کہ

عبارت حفظ الایمان کا غلط مطلب بتا کر اس پر فتوائے کفر لیا گیا، سب **''پادر ہوا''** (بے بنیاد) ہو گیا اور پادر ہوا تو پہلے بھی تھا کہ جو مطلب حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے پیش کیا، وہ بھی عربی زبان میں تھا اور عبارت تھانویہ کا ترجمہ بھی عربی زبان میں تھا۔ اگر وہ مطلب اس عبارت سے کسی طرح نکل ہی نہیں سکتا تھا، تو علمائے حرمین شریفین نے کیونکر کفر کا فتویٰ دے دیا؟ کیا ان پر لازم نہ تھا کہ وہ صاف لکھ دیتے کہ جو مطلب تم نے لکھا، وہ عبارت تھانوی سے کسی طرح مفہوم نہیں ہوتا اور جب ایسا نہ ہوا، تو کیا صاف ثابت نہ ہو گیا کہ تمام علمائے حرمین طیبین کے نزدیک عبارت حفظ الایمان کا وہی مطلب ہے، جو اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا۔ کسی عالم سے سوال کیا جائے کہ زید نے تصریح کی کہ خدا دو (۲) ہیں اور اُس کی عبارت یہ ہے کہ ''لاالٰہ الا اللہ'' تو زید کافر ہے یا نہیں؟ اس پر وہ عالم اس کا کیا یہ جواب نہ دے گا کہ او سائل! تو جھوٹا ہے۔ تیرا سوال غلط ہے۔ زید کی عبارت کا ہرگز وہ مطلب نہیں، جو تو نے گڑھا۔ بلکہ اس کی عبارت صاف بتا رہی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کو ہرگز خدا نہیں مانتا۔ مگر خیر آپ نے تو ان سوالوں کی ضرورت ہی نہ رکھی۔ آپ نے تو صاف اقرار کر لیا کہ یہ عبارت ضرور کفر ہے۔ اب آپ تھانوی جی کی وہ اگلی پچھلی دکھا دیجئے، جس نے اس کفر کو اسلام بنا دیا۔

حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل پر گرفت

آپ نے کہا کہ عبارت حفظ الایمان اُن لوگوں کے رد میں ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ جس کو بعض غیب کی خبر ہو، اگرچہ ایک غیب کی، اس کو بھی عالم الغیب کہنا جائز ہے۔ جلد بتائیے یہ کس کا عقیدہ ہے؟ اور کتاب میں کس عالم نے اس کی تصریح کی ہے؟ افسوس ہزاروں کے مجمع میں آپ کو سفید و سیاہ جھوٹ بولتے حیا نہیں آتی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ تھانوی صاحب لفظ **''عالم الغیب''** کے اطلاق پر بحث کر رہے ہیں۔

◈ میں کہتا ہوں کہ جس سوال کے جواب میں حفظ الایمان لکھی گئی ہے، اس میں استدلال اور عقیدہ اور عمل تینوں سے سوال ہے۔ مسئلۂ علم غیب کے متعلق زید کا استدلال تو پیش نہیں کیا گیا۔ البتہ **اللہ عزوجل** کے عطا فرمائے ہوئے علم غیب کی بنا پر **حضور اقدس** ﷺ کو عالم الغیب کہنے اور **حضور اقدس** ﷺ کے لیے بعطائے الٰہی علم غیب ثابت ماننے کو ذکر کیا گیا ہے۔

◈ پہلی بات عمل ہے اور دوسری عقیدہ۔ اگر تھانوی صاحب کی دونوں دلیلوں کو لفظ **''عالم الغیب''** کے اطلاق پر محمول کیا جائے، تو لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے سوال کے صرف ایک جز کا جواب دیا اور دوسرا جز بالکل ہضم کر لیا۔ کیا آپ اس کو ماننے کے لیے تیار ہیں؟ بلکہ عبارت تھانوی میں پہلی دلیل کے الفاظ یہ ہیں **''عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔''** دوسری دلیل کے الفاظ یہ ہیں **''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔''** ان دونوں دلیلوں پر نظر کرنے سے کیا صاف ثابت نہیں ہوتا کہ:۔

⊙ تھانوی نے پہلی دلیل سے **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** کی ذاتِ پاک پر لفظ عالم الغیب کے اطلاق کا ابطال کیا ہے اور دوسری دلیل میں **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** کے لیے ثبوت علمِ غیب کا انکار کیا ہے۔ اس دوسری دلیل کو بھی اطلاق لفظ عالم الغیب پر محمول کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے نزدیک حکم اور اطلاق دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ یہ آپ کی جہالت فاحشہ ہے۔

⊙ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کسی ذات پر کسی شے کو **''ایجاباً''** یا **''سلباً''** حمل کرنے کا نام حکم ہے اور کسی ذات پر کسی لفظ کے بولنے کو اطلاق کہتے ہیں۔ کہیے یہ تعریف آپ کو مسلم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حکم کو اطلاق کے معنی میں لینا، کیسی بے تمیزی ہے؟

⊙ آپ نے عبارت حفظ الایمان میں زید سے مراد اہلسنت کو بتایا اور واقعی ہے بھی ایسا ہی۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہم اہلسنت اپنے **مالک و آقا** ﷺ کے لیے بعطائے الٰہی تمام ما کان و ما یکون کا تفصیلی محیط علم غیب مانتے ہیں۔ تو اگر تھانوی کا خانہ ساز سوال صحیح ہو اور زید

سُنی بالفرض **حضور اقدس** ﷺ کی ذاتِ اقدس پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہی کرتا ہو، تو اس کا منشا یہی تو ہوگا کہ چونکہ **اللہ تعالیٰ** نے **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو جملہ ما کان وما یکون کا تفصیلی محیط علم غیب عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا **حضور** عالم الغیب ہیں۔ تو زید سنی اپنے **آقا و مولیٰ** ﷺ کو نہ کل علم غیب کے حصول کے سبب عالم الغیب کہے گا، نہ مطلق بعض علم غیب کے حصول کے سبب۔ بلکہ بعطائے خداوندی جملہ ما کان وما یکون کے تفصیلی محیط علم غیب کے حاصل ہونے کے سبب۔

⊙ اور آپ نے عبارت تھانوی کا مطلب یہ بتایا کہ **حضور اقدس** ﷺ کو جس قدر علوم غیبیہ حاصل ہونے کے سبب اہل سنت حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں، اس قدر اور اتنا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ تو معلوم ہوگیا کہ تھانوی کے نزدیک اور دیوبندی دھرم میں معاذ اللہ زید و عمرو بلکہ ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائے کو بھی جملہ ما کان وما یکون کا محیط تفصیلی علم غیب حاصل ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس تاویل باطل نے آپ لوگوں کا کفر وارتداد اور زائد واضح کردیا۔

◈ فراراً عن المبحث پھر **حضور اقدس** ﷺ کے علم ما کان وما یکون پر تمسخر اڑایا ہے اور افسوس یہ ہے کہ آپ محض اپنی اندھی اور اوندھی عقل میں حدیث شریف کا مضمون نہ آنے کے سبب فرمان **مصطفیٰ** ﷺ میں تاویل کررہے ہیں "بَلْ كَذَّبْتُمْ بِمَا لَمْ تُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمْ يَأْتِكُمْ تَاوِيْلِهٖ"۔ ہاں ہاں ہمارا ایمان ہے کہ بے شک **حضور اکرم** ﷺ نے بدء الخلق سے لے کر دخولِ جنت و نار تک کے جملہ ما کان وما یکون کے ہر ہر ذرّے، ہر ہر قطرے، ہر ہر پتے پر، ہر ہر ریزے کا تفصیلی حال اپنی مجلس شریف میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے بیان فرمادیا اور یہ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کا معجزہ قاہرہ ہے۔ تو اس میں صدیقین وشہدا وصالحین کے تمام اعمال صالحہ اور فساق وفجار وکفار ومرتدین کے جملہ اعمال سیئہ وخبیثہ سبھی کچھ آگئے۔ گندم وجو کا نرخ، آٹے دال کا بھاؤ، سب اس میں شامل ہے۔ اس میں یہ بھی آگیا کہ

ہندوستان میں ایک شہر بریلی ہوگا، اسی میں ایک پاگل خانہ ہوگا، جس میں ہر جگہ کے پاگلوں کی مرمت کرکے ان کی پگلیت کا علاج کیا جائے گا۔ اس میں دیوبند و تھانہ بھون و سنبھل کے فلاں فلاں پاگل لاکر بند کیے جائے گے اور ان کی چاندپوری مار مار کر ان کا دماغ درست کیا جائے گا اور اس میں اللہ عزوجل کی یہ حکمت ہوگی۔ فلاں بات میں قدرت الٰہیہ کا یہ ظہور ہوگا۔ فلاں وقت آٹے دال کے فلاں بھاؤ میں حکمت الٰہیہ کی یہ شان ظاہر ہوگی۔ غرض اہل اللہ اور خاصان حق کے لیے ہر شے کا علم شیونات الٰہیہ کا آئینہ ہے۔

وفی کل شئ لہٗ شاھدٗ ÷ یدل علیٰ انہ واحد

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

الحمدللہ! ہمارے فاضل مخاطب کی ایک طول طویل تقریر سُن کر آپ نے یہ نتیجہ تو نکال لیا ہوگا کہ مولانا کا ہاتھ دلائل سے خالی ہے۔ ہاں گالیاں دینا خوب آتا ہے۔ حضرت مولانا تھانوی دام مجدہٗ کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دے دی۔ میری آنکھوں کو کتے سور کی سی آنکھیں بتادیا۔ ہم ان گالیوں کے جواب میں صرف یہ شعر سنائے دیتے ہیں۔

"بدم گفتی وخرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ÷ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا"

■ حضرت مولانا تھانوی صاحب پر جو فوٹو بنا کر آپ نے پیش کیا۔ اس میں یقیناً حضرت مولانا کی توہین ہے اور عبارت حفظ الایمان میں **رسول خدا** ﷺ کی کوئی توہین نہیں۔ فرق یہ ہے کہ حضرت مولانا کو ہم نہ کل علوم کی بنا پر عالم کہتے ہیں۔ نہ ایک دو باتوں کے جاننے کی بنا پر۔ بلکہ علوم شرعیہ کثیرہ کے جاننے کی بنا پر مولانا تھانوی کو ہم عالم کہتے ہیں اور شریعت نے علوم شرعیہ کثیرہ کے جاننے والے پر لفظ عالم کا اطلاق جائز رکھا ہے اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق بوجہ ایہام شرک کسی مخلوق پر کسی طرح جائز نہیں۔

■ اسی طرح مجسٹریٹ صاحب کے فوٹو میں مجسٹریٹ صاحب کی توہین ہے۔ کیونکہ

مجسٹریٹ صاحب کو نہ اس وجہ سے حاکم کہا جاتا ہے کہ ان کو کل زمین پر حکومت حاصل ہے۔ نہ اس وجہ سے کہ ان کو بعض حصۂ زمین پر حکومت حاصل ہے اگر چہ وہ حصہ تھوڑا ہی سا ہے بلکہ ایک معتد (زیادہ مقدار میں) بہ خطۂ ملک پر حکومت حاصل ہونے کے سبب ان کو حاکم کہا جاتا ہے اور اس کو شریعت نے جائز رکھا ہے۔

■ اسی طرح آپ نے میری آنکھوں کا جو فوٹو پیش کیا۔ اس میں میری توہین ہے۔ کیونکہ جس کے پاس دو آنکھیں ہوں، اس کو بصیر کہنا شریعت میں وارد ہے اور کسی مخلوق کو عالم الغیب کہنا ہر گز کسی طرح جائز نہیں۔ افسوس آپ نے حضرت مولانا تھانوی پر توہین کا الزام لگایا ہے۔ حضرت مولانا کی وہ ذات ہے کہ خود ''**بسط البنان**'' میں اس کی تصریح فرمارہے ہیں کہ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ کہے کہ جیسا علم غیب **رسول اللہ** ﷺ کو حاصل ہے، ایسا علمِ غیب ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے، وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے **حضور سرور عالم** ﷺ کی۔ پھر جو شخص خود ایسا کہنے والے پر کفر کا فتویٰ دے رہا ہے، اسی پر ایسا کہنے کا الزام لگانا کیسا ظلم عظیم ہے۔

حسام الحرمین کی صداقت پر اعتراض

آپ نے ''**حسام الحرمین**'' کو اپنے استدلال میں پیش کیا ہے۔ یہ وہی ''**حسام الحرمین**'' ہے، جس میں ایسی خیانت اور فریب دہی کی گئی ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی ''**تحذیر الناس**'' سے ● پہلے صفحہ: ۱۴ کی عبارت نقل کی، ● پھر صفحہ: ۲۸ کی عبارت نقل کی، ● پھر صفحہ ۳ والی عبارت نقل کی اور ● تینوں عبارتوں کے درمیان نہ کوئی ایسا نشان دیا، جس سے پتہ چلتا کہ یہ عبارتیں الگ الگ ہیں۔ ● نہ صفحوں کا حوالہ دیا۔ اس طرح تین عبارتیں تین مقام سے لے کر، ان کو اُلٹ پلٹ کر لکھا اور یوں ''**تحذیر الناس**'' میں کفر بتایا۔

یوں جس کتاب سے کہیے میں علاحدہ علاحدہ مقامات سے مختلف فقرے لے کر، ایک مسلسل عبارت بنا کر کفری مضمون بنادوں۔ بلکہ ایک آریہ کہہ سکتا ہے کہ دیکھو قرآن شریف میں آیا ہے ''**اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ**'' پھر کیا اس کا یہ اعتراض صحیح ہے؟ ہر گز نہیں۔ اسی طرح مولوی احمد رضا خاں صاحب کا اعتراض ''**تحذیر الناس**'' پر محض عناد ہے۔

■ پھر سُن لیجیے حضرت مولانا اشرف علی صاحب عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو حضور کے لیے تسلیم نہیں کرتے یعنی حضور کے لیے نہ کل مغیبات کا علم مانتے ہیں، نہ بعض کا۔ تو جس صفت کو ہم **رسول اللہ** ﷺ کے لیے مانتے ہی نہیں، اس کی کسی شق کو رذیل چیزوں سے تشبیہ دینا ہر گز توہین نہیں اور مولوی اشرف علی صاحب کے لیے ہم علوم شرعیہ کثیرہ مانتے ہیں۔

■ مجسٹریٹ صاحب کے لیے ہم بعض حصۂ زمین پر حکومت مانتے ہیں۔ اس لیے مولانا تھانوی اور مجسٹریٹ صاحب کے فوٹوؤں میں ان صاحبوں کی توہین ہے۔ تو آپ کی یہ دونوں عبارتیں عبارتِ حفظ الایمان کا فوٹو نہیں۔

■ اس کا فوٹو مجھ سے سنیئے کوئی شخص کسی گاؤں کے مُکھیا یا زمیندار کو یوں کہے کہ وہ رازق ہیں۔ اس کے جواب میں اگر یوں کہا جائے کہ زمیندار صاحب کو اگر تم اس بنا پر رازق کہتے ہو کہ وہ ساری دنیا کو کھلاتے پلاتے ہیں، تو یہ عقلاً ونقلاً باطل ہے اور اگر اس وجہ سے ان کو رازق کہتے ہو کہ وہ بعض لوگوں کو کھلا دیتے ہیں۔ تو اس میں زمیندار صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسے تو ہر چمار اور ہر بھنگی بھی اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو کھلاتا پلاتا ہے۔ تو اس میں ان زمیندار صاحب کی کوئی توہین نہ ہوگی۔

■ اتنی گزارش اور ہے کہ ''**حسام الحرمین**'' میں علمائے حرمین کو دھوکا دے کر فتویٰ لیا گیا۔ مگر جب اُن کو اس دھوکے کی خبر ہوئی، تو ان کو بہت افسوس ہوا اور انہوں نے حضرت مولانا

خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی خدمت میں چھبیس (۲۶) سوال بھیجے۔حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جوابات میں اصل حقیقت سے ان حضرات کو آگاہ کیا اور اصل حقیقت سے واقف ہونے کے بعد علمائے حرمین نے فتویٰ دیا کہ حضرت علمائے دیوبند ہرگز کافر مرتد نہیں اور **تحذیر الناس و براہین قاطعہ وحفظ الایمان** کی عبارت کے سبب سے ان پر کفر کا فتویٰ دینا یقیناً غلط و باطل ہے۔

■ افسوس آپ لوگ حضرات دیوبند کو کافر بنانے کے درپے ہیں۔آج دنیا میں خدمت حدیث کی علمبردار صرف جماعت دیوبند ہے۔ مدرسۂ دیوبند میں ایک ہزار طالب علم دونوں وقت کھانا کھاتے ہیں، حدیث پڑھتے ہیں اور سال بھر کے بعد سوڈیڑھ سوطلباء عالم فاضل ہوکر سند فضیلت لے کر نکلتے ہیں۔اگر یہی مقدس گروہ کافر ہے، تو میں کہتا ہوں واللہ دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔سارا جہان کافر ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

تمام حاضرین کو معلوم ہے کہ مناظرہ اس وقت اس بات پر تھا کہ عبارت **"حفظ الایمان"** میں **حضور اقدس** ﷺ کی توہین ہے یا نہیں؟ میرا دعویٰ یہ تھا کہ اس میں توہین سرکار رسالت ہے۔مولوی منظور صاحب اس کے منکر تھے۔

◈ میں نے اسی عبارت تھانوی کے تین فوٹو بنا کر تھانوی صاحب کے علم پر، مجسٹریٹ صاحب کی حکومت اور سنبھلی صاحب کی آنکھوں پر پیش کیے، آپ نے بہت کچھ ضبط کرنا چاہا مگر نہ ہوسکا اور یہ کہنا ہی پڑا کہ یہ تینوں فوٹو تھانوی و مجسٹریٹ و سنبھلی صاحبان کے حق میں گالیاں ہیں۔بس فیصلہ ہوگیا کہ جیسی عبارت تھانوی نے **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق لکھی، بالکل ویسی ہی تین عبارتیں میں نے آپ تینوں کے حق میں کہیں۔جب میری عبارتیں آپ تینوں کے حق میں گالیاں ہیں، تو آپ کے منہ سے ثابت ہوا کہ تھانوی کی عبارت بھی

بارگاہ رسالت میں گالی ہے۔الحمدللہ! یہ میری فتح مبین ہے۔میرے مدعا کا آپ نے اپنی زبان سے اقرار کرلیا۔میں اپنی اس فتح کا اعلان کرتا ہوں۔

◈ البتہ آپ نے تھانوی کی عبارت کو توہین سے خالی بتایا اور میری عبارت کو تھانوی کے حق میں توہین کہہ دیا۔کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ آپ کے دل میں حضور اکرم **محمد رسول اللہ** سے تھانوی کی عظمت زائد ہے۔اسی لیے **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں گالی آپ کے لیے آنکھوں کا سکھ، کلیجے کی ٹھنڈک ہے۔مگر آپ کے مذہبی پیشوا کیلئے جب بالکل ویسی ہی عبارت کہی جاتی ہے، تو آپ کہتے ہیں یہ گالی ہے اور توہین ہے۔کہیے اب بھی آپ کے کافر و مرتد ہونے میں شبہ باقی ہے؟

◈ آپ نے مجسٹریٹ والے فوٹو کو بھی توہین بتا دیا۔اس سے ثابت ہوا کہ ایک دنیوی مجسٹریٹ کا تو آپ کو خوف ہے۔جس کی وجہ سے آپ نے اقرار کرلیا کہ مجسٹریٹ کو ایسا کہنا توہین ہے۔مگر آپ کے دل میں نہ **اللہ** کا ڈر ہے، نہ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کا خوف ہے۔اسی لیے توہین **مصطفیٰ** ﷺ آپ کو ناگوار نہیں معلوم ہوتی۔ بتائیے یہ آپ کے کافر و مرتد ہونے کا واضح و روشن ثبوت ہوا یا نہیں؟

◈ میں نے عبارت تھانوی کا فوٹو جو خود آپ کی آنکھوں پر منطبق کرکے دکھایا، اس سے آپ کی آنکھیں چندھیا گئیں اور اتنا کہنا ہی پڑا کہ ایسا کہنا آپ کے حق میں گالی ہے۔یعنی معاذ اللہ آپ کے دل میں خود آپ کی عظمت، **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کی عظمت سے بدرجہا زائد ہے کہ ایک عبارت **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں تھانوی لکھتا ہے، وہ آپ کو مقبول و منظور ہوتی ہے مگر جب ویسی ہی عبارت خود آپ کو کہی جاتی ہے، تو آپ کو ناگوار ہوتی اور اس میں آپ کو اپنی توہین نظر آتی ہے۔کہیے کیا آپ کے کافر و مرتد ہونے میں اب بھی کسی ایمان دار کو کچھ شک ہوسکتا ہے؟

حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل کی دھجیاں

◈ پہلے آپ نے یہ کہا تھا کہ تھانوی صاحب اطلاق لفظ عالم الغیب پر بحث کر رہے ہیں۔لہٰذا یہ عبارت توہین نہیں اور جب میں نے اس پر ردِ قاہر نازل کیا اور آپ اس کے جواب سے عاجز ہوگئے، تو اب یہ سوجھی کہ تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ یہ تاویل آپ کی نہیں بلکہ آپ کے استاد مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی کی ہے۔جن کے یہاں آپ ملازم ہیں۔ یہ تاویل انہوں نے ''**نصرت آسمانی**'' کتاب میں پیش کی ہے۔

⊙ پہلے تو یہی بتایئے کہ ان دونوں تاویلوں میں آپ کی اگلی سچی ہے یا پچھلی؟

⊙ پھر یہ بتایئے کہ اس تاویل کی بنا پر آپ اور تھانوی وکاکوروی صاحب **حضور اکرم** ﷺ کے علم غیب سے مطلقاً انکار کرکے کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟

⊙ اس تاویل کی بنا پر عبارت تھانوی کا مطلب یہ ہوا کہ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو تو غیب کا مطلقاً علم نہیں۔نہ کل کا، نہ بعض کا، مگر بچوں، پاگلوں، جانوروں کو ضرور بعض غیبوں کا علم ہے۔تھانوی نے تو تشبیہ دی تھی۔ یہ بچوں، پاگلوں، جانوروں کی **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام پر معاذ اللہ تفضیل ہوگئی۔اس سے بڑھ کر اور ڈبل کفر وارتداد کیا ہوگا؟

◈ آپ نے کہا کہ تھانوی صاحب نے خود ایسا اعتقاد رکھنے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً ایسا کہنے والے کو کافر کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کی ''**حفظ الایمان**'' موجود ہے۔ دیکھ لیجیے انہوں نے اس عبارت میں علم غیب کی دو قسمیں کیں۔''**کل علمِ غیب**'' جس سے ایک فرد بھی خارج نہ رہے اور ''**بعض علم غیب**'' تھوڑا ہو یا بہت۔ ● پہلی قسم کو **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے عقلاً ونقلاً باطل بتایا۔ ● اب **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے نہ رہا مگر بعض علم

غیب۔اس کو وہ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے مانتا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ''**عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم ہے۔**'' تو بعض علوم غیبیہ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے مان کر کہتا ہے ''**اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے**'' یعنی معاذ اللہ **حضور** کی کچھ تخصیص نہیں۔ ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چارپایے کو بھی حاصل ہے۔

◈ تو اس کا مطلب یہی ہوا یا نہیں کہ جیسا علم غیب واقع میں **رسول اللہ** ﷺ کو حاصل ہے ایسا علم غیب ہر بچے، ہر پاگل، ہر چار پائے کو بھی ہے اور ''**بسط البنان**'' میں اس مضمون کے لکھنے والے کو کافر کہا۔تو تھانوی صاحب نے خود اپنے ہی اوپر کفر کا فتویٰ دیا یا نہیں؟

◈ **کوئی شخص بت کی پوجا کرے اور مسلمان اس پر اعتراض کریں، تو وہ اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے کہہ دے کہ بت پوجنے والا کافر ہے۔تو یہ کہنا اس کا خود اپنے ہی اوپر کفر کا فتویٰ ہوا یا نہیں؟**

◈ میری اس تقریر سے بھی ثابت ہوگیا کہ عبارت تھانوی کی یہ تاویل کہ چونکہ قائل کو **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے مطلقاً انکار ہے لہٰذا یہ تشبیہ توہین نہیں۔ یہ تاویل باطل اور ''**تَوْجِیْہُ الْقَوْلِ بِمَالَایَرْضٰی بِہٖ قَائِلُہٗ**'' (ترجمہ:۔بات کی ایسی وضاحت کرنا کہ جس سے خود اس کا کہنے والا ایسی وضاحت سے راضی نہ ہو) ہے۔

◈ آپ نے کہا کہ لفظ عالم کا اطلاق انسانوں پر جائز ہے اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق بوجہ ایہام شرک کسی مخلوق پر کسی طرح جائز نہیں۔

مہربانم! یہ تو وہی پہلی دلیل ہے، اگر دوسری دلیل کا بھی خلاصہ یہی ہو کہ بوجہ ایہام شرک عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں، تو علم غیب کی دو قسم بیان کرنے کی کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ؟ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ بوجہ ایہام شرک **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں اور اتنی بات تھانوی صاحب پہلی دلیل میں بہت تفصیل کے

ساتھ کہہ چکے ہیں۔ تو دوسری دلیل سراپا مہمل ولغو ہوجائے گی۔

نہیں نہیں پہلی دلیل میں اس لفظ کے اطلاق کو منع کیا ہے اور دوسری دلیل میں یہ بتایا ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ کو جو علم غیب حاصل ہے، یہ کوئی فضل وکمال نہیں۔ ایسا علم غیب تو پاگلوں، جانوروں کو بھی حاصل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح انسانوں پر عالم کا اطلاق اس طرح کیا جائے کہ ایہام شرک باقی نہ رہے، تو یہ بھی جائز ہے۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** بالواسطہ یا بعطائے الٰہی یا بتعلیم خداوندی عالم الغیب ہیں۔ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت پر ہرگز کوئی دلیل نہیں اور سوال میں **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** کو بالواسطہ عالم الغیب کہا گیا ہے۔

اب تو عبارت تھانوی اور اس کے فوٹوؤں کے درمیان آپ کا نکالا ہوا فرق باطل ہوگیا۔

⊙ اب بتایئے عبارت تھانوی میں **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** کی توہین ہے یا نہیں؟

اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ وہ جو آپ نے کہا تھا کہ تھانوی صاحب کو نہ کل علوم کی بنا پر عالم کہا جاتا ہے، نہ مطلق بعض علوم کی بنا پر۔ بلکہ علوم شرعیہ کثیرہ کے جاننے کی بنا پر۔ لہٰذا تھانوی صاحب کے لیے یہ تشبیہ ضرور توہین ہے۔

مہربان من! **حضور اقدس** ﷺ کو بھی جو اہل سنت باعلام اللہ تعالیٰ عالم الغیب کہیں گے، وہ بھی نہ کل غیب کے علم کی بنا پر کہیں گے، نہ مطلق بعض علم غیب کی بنا پر، بلکہ علوم غیبیہ کثیرہ کی بنا پر اپنے آقا کی یوں مدح وثنا کریں گے کہ **حضور علیہ الصلاۃ والسلام** باذن ربہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں۔

⊙ جب تھانوی کے لیے وہ تشبیہ توہین ہوگئی، تو **حضور اکرم** ﷺ کے لیے تھانوی کی تشبیہ کیونکر توہین نہ ہوگی؟

◈ آپ نے گاؤں کے مکھیا کو رازق کہنے کا فوٹو پیش کیا ہے، مگر یہ فوٹو اصل پر منطبق

(موافق) نہیں۔ رازق کا اطلاق شرعاً غیر خدا پر ممنوع ہے مگر عالم الغیب باعلام ربہ تعالیٰ کا اطلاق ہرگز ممنوع نہیں۔ اس کا صحیح فوٹو ہم سے سنیے۔ ایک زمیندار صاحب نے لنگر جاری کردیا ہو۔ گاؤں کے رہنے والوں اور آنے جانے والوں کو کھانا کھلاتے، صدقات وخیرات بانٹتے ہوں۔ ان کو کوئی شخص کہے کہ زمیندار صاحب سخی ہیں۔ اس پر کوئی بے تمیز کہے کہ **"زمیندار صاحب کی ذات پر سخاوت کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد تمام دنیا کے لیے سخاوت کرنا ہے یا بعض لوگوں پر، اگر بعض لوگوں پر سخاوت کرنا اور بعض کو کھانا کھلانا مراد ہے، تو اس میں زمیندار صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی سخاوت تو ہر کتیا، سوئر، گائے، بھینس کو بھی حاصل ہے۔ جانوروں کی ہر ایک مادہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی، اُن کا پیٹ بھرتی ہے"۔**

⊙ اب بتایئے اس عبارت میں زمیندار صاحب کی توہین ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو یہ عبارت تھانوی کی عبارت کا بالکل مطابق فوٹو ہے یا نہیں؟

⊙ اگر ہے تو عبارتِ تھانوی کا توہین ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟ معہٰذا (اس کے ساتھ) پھر کہتا ہوں کہ جو تصویر آپ نے گڑھ کر پیش کی ہے، اس میں بھی توہین ہوگی۔

آپ نہ مانیں تو سنیے۔ شرعاً **اللہ عزوجل** کی ذات پاک پر مبدأ فیاض کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ اسمائے الٰہیہ **"توقیفیہ"** ہیں۔ تو اب اگر کوئی ناواقف اپنے رب عزوجل کی یوں مدح کرے کہ اللہ تعالیٰ مبدأ فیاض ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی ابتدا اُسی سے ہے۔

اُس پر ایک بے دین یوں کہے کہ **اللہ عزوجل** کی ذات پر مبدئیت **فیض** کا حکم کیا جانا، اگر بقول اُس ناواقف کے صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد کل اشیاء کی مبدئیت (آغاز) ہے یا بعض کی۔ **اللہ تعالیٰ** کا مبدأ (شروع کرنے والا) کل اشیاء ہونا تو عقلاً نقلاً باطل ہے کہ وہ خود اپنی ذات کا مبدأ نہیں اور اگر بعض اشیاء کی مبدئیت مراد ہے، تو اس

میں **اللہ تعالیٰ** کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی مبدئیت تو جانوروں اور کافروں کے لیے بھی حاصل ہے، جو نج (ذاتی، گھریلو) بنانے کی ابتدا یئے سے ہے۔ بتوں کے نام پر بجار (موٹا تازہ بیل، سانڈ) چھوڑنے کی ابتدا عمرو بن لحی سے ہے۔ اہل بیت اطہر پر ظلم وستم ڈھانے کی ابتدا یزید پلید سے ہے۔

⊙ اب یہ بتایئے کہ وہ بے دین اپنی اس تقریر کی وجہ سے کافر ہوگا یا نہیں؟

⊙ کیا اُس کا یہ کہنا کہ شرعاً ذاتِ الٰہی پر مبداء فیاض کا اطلاق جائز نہیں۔ اس کی اس توہین پر پردہ ڈالے گا؟

⊙ کیا یہ بہانہ اُس کو کفر سے بچالے گا؟ اب آپ سمجھے؟

جس مکھیا پر آپ نے وہ فوٹو پیش کیا ہے، اگر وہ سمجھ دار ہوگا، تو آپ کے دماغ کا علاج کرانے کے لیے آپ کو بریلی بھجوائے گا اور آپ کو بتائے گا کہ اگر تجھے اتنی ہی بات بتانی منظور تھی، تو صرف یہ کہہ دینا کافی تھا کہ غیر خدا پر رازق کا اطلاق شرعاً ممنوع ہے۔ تو نے یہ تشبیہ کیوں دی؟ تیرا مقصد ہی یہ تھا کہ تو مجھے چمار بھنگی سے تشبیہ دے کر میری توہین کرے۔ کیا اسی طرح تھانوی سے نہیں کہا جائے گا کہ اگر تجھے اتنی ہی بات کہنی تھی تو پہلی دلیل میں تو یہ بات کہہ چکا ہے۔ پھر دوسری دلیل بے کار کیوں دی؟ نہیں نہیں بلکہ تیرا مقصود ہی یہ تھا کہ پاگلوں جانوروں کے ساتھ تشبیہ دے کر سرکار رسالت کو گالی دے۔ کہیے اب آپ کی سمجھ میں آیا یا نہیں؟

حسام الحرمین پر اعتراض کا دندان شکن جواب

مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ سے وہاں کے علمائے کرام و مفتیان اعلام کا قادیانیوں دیوبندیوں پر کفر وارتداد کا جو متفقہ فتویٰ **''حسام الحرمین شریفین''** سالہا سال سے ہندوستان میں شائع ہورہا ہے، اُس سے اپنے پیشواؤں کا پیچھا چھڑانے کے لیے آپ نے اس فتاوی

مبارکہ کو بے اعتبار بنانے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں اس میں قاسم نانوتوی کی تین عبارتیں صفحہ:۱۴ و صفحہ: ۲۸ و صفحہ: ۳ کی نقل کی گئی عبارتوں کو اُلٹ پلٹ کر دیا۔ صفحوں کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ درمیان میں خط فصل بھی نہیں دیا۔ مگر آپ کا یہ اعتراض اُس وقت صحیح ہوتا کہ تینوں عبارتوں کو اُلٹ پلٹ کر لکھ دینے سے نانوتوی کا کفر ثابت کیا جاتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کے متعلق تین مسئلے، ضروریات دین سے ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ آیت کریمہ میں **وخاتم النبین** کے صرف یہی معنے ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں بھی کسی کو نبوت ملنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ختم نبوت کے خلاف ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد کسی کو نبوت ملنا ختم نبوت کا منافی ہے۔

● نانوتوی صاحب نے ''**تحذیر الناس**'' صفحہ:۳ پر لکھا ''**عوام کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے**'' اس عبارت میں صاف لکھ دیا کہ خاتم النبین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں، یہ جاہلوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں۔ بلکہ اگر یہ معنی ہوں تو کلام الٰہی صحیح نہ رہے گا۔ یہ پہلے مسئلہ کا انکار ہوا۔

● صفحہ:۱۴ پر لکھا ''**بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے**'' اس عبارت میں صاف کہدیا کہ حضور کے زمانہ

میں کسی اور نبی کا پیدا ہونا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ دوسرے مسئلہ کا انکار ہوا۔

● صفحہ: ۲۸ پر لکھا ''**بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا**'' اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ حضور کے بعد کسی نئے نبی کا پیدا ہونا حضور کے وصف ختم النبین کا مزاحم ومنافی نہیں۔ یہ تیسرے مسئلہ کا انکار ہوا۔

◈ تو تین عبارتوں میں تین مستقل کفر ہیں۔ اگر تینوں عبارتیں بالترتیب نقل کی جاتیں، تو بھی تین کفر ہوتے۔ بے ترتیب نقل کردی گئیں، اب بھی تین ہی کفر ہیں۔ کیا آپ میں یہ ہمت وجرأت ہے کہ ان تینوں میں سے دو کو اُٹھا کر نانوتوی صاحب پر صرف ایک تیسرا ہی قائم رکھیں۔

کتاب ''اَلْمُهَنَّد'' کا جھوٹی اور جعلی ہونا

آپ نے ''**حسام الحرمین**'' شریف کے مقابلہ میں خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی جعلی جھوٹی بناوٹی کتاب ''المھند'' پیش کی۔ تعجب ہے آپ کو اس ناپاک کتاب کا نام لیتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے اپنے رسالے ''**رَدُّ الْمُهَنَّد عَلَى النَّهِيْقِ الْاَنْبِيْٹھی الْمُفَنَّدُ**'' میں اس کو ذبح کر ڈالا ہے۔ اس کے پرخچے اڑادیے ہیں۔ آپ کی پارٹی پر لازم تھا کہ ''**المھند**'' کا نام لینے سے پہلے ''**ردالمھند**'' کے اعتراضات قاہرہ کے جواب دے کر اُن سے عہدہ برا ہولیتے۔ جس کتاب کی دھجیاں اڑادی گئیں ہوں، اس کے رد کا ذکر زبان پر نہ لانا اور اسی مردودہ، مذبوحہ کو پیش کرنا، کتنی بڑی ڈھٹائی اور حیا وشرافت کے ساتھ آپ کا کیسا سلوک ہے؟

◈ آپ نے ''**المھند**'' کا مقصود یہ بتایا کہ ''**حسام الحرمین شریف**'' میں معاذ اللہ علمائے حرمین کو دھوکا دے کر فتویٰ لیا گیا تھا۔ اس لیے ''**المھند**'' میں علمائے حرمین شریفین کو اصل

حقیقت سے آگاہ کیا گیا اور اُنہوں نے اصلی عبارتوں پر واقف ہو کر فتویٰ دیا کہ وہابیہ دیوبندیہ ان عبارتوں کے سبب کافر ومرتد نہیں ہیں۔ لیکن اس مقصد کے لیے لازم وضروری تھا کہ گنگوہی ونانوتوی وانبیٹھوی وتھانوی صاحبان کی اصل عبارت کے صحیح اور مطابق اصل ترجمے کر کے علمائے حرمین کے سامنے پیش کیے جاتے۔ مگر المھند میں ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ جن عبارات کفریہ پر حسام الحرمین شریف میں فتوائے کفر ہے، ان میں سے کسی ایک کا بھی ترجمہ نہیں پیش کیا۔ بلکہ اپنی طرف سے اردو عبارتیں گڑھیں۔ جو دنیا بھر کی **تحذیرالناس وبراہین قاطعہ وحفظ الایمان** میں موجود نہیں اور انہیں کے ترجمے کیے اور بزعم خود انہیں پر فتوے لیے۔ کیا اس سے بڑھ کر ''**المھند**'' کی جعلی، جھوٹی، فریبی، بناوٹی ہونے کا اور ثبوت درکار ہے؟

◈ مگر کیا انبیٹھوی صاحب کی اس شرمناک کارروائی سے یہ ثابت نہ ہو گیا کہ خود انبیٹھوی صاحب بھی جانتے تھے اور یقیناً جانتے تھے کہ نانوتوی وگنگوہی وتھانوی صاحبان کی عبارات یقیناً کفریات سے بھری ہوئی ہیں اور وہ ڈرتے تھے کہ اگر ہم انہیں عبارتوں کے ترجمے پیش کردیں گے، تو پھر وہی کفر کے فتوے ملیں گے، جو ''**حسام الحرمین شریف**'' میں مل چکے ہیں۔

◈ کیا خود انبیٹھوی صاحب کے اقرار سے ثابت نہ ہوا کہ یقیناً نانوتوی وگنگوہی وانبیٹھوی وتھانوی کافر مرتد ہیں۔ ورنہ اُن کی اصل عبارات کفریہ کو چھپانے، اپنی طرف سے نئی عبارتیں گڑھنے اور اپنی گڑھی ہوئی عبارتیں پیش کرنے کی وجہ کیا ہے؟

◈ اتنا اور سُن لیجیے کہ ہم نانوتوی گنگوہی انبیٹھوی تھانوی صاحبان کو اُن عبارتوں کی وجہ سے کافر کہتے ہیں، جو اُنہوں نے تحذیرالناس وبراہین قاطعہ وحفظ الایمان میں لکھیں اور انبیٹھوی صاحب نے اُن عبارتوں پر فتویٰ نہیں لیا۔ بلکہ اپنی گڑھی ہوئی عبارتوں پر بزعم خود فتوے لیا تو بالفرض المھند پر علمائے کرام حرمین شریفین کی اصل مہریں بھی ہوتیں، تو بھی یہ فتوی

تحذیر و براہین وحفظ الایمان کی عبارتوں پر نہ ہوا۔ تو اس سے حسام الحرمین شریف کی دھار پر کیا حرف آیا؟

◈ بلکہ انبیٹھوی صاحب نے عبارت تھانوی کی تاویل میں تو یہ غضب ڈھایا کہ اپنی طرف سے یہ عبارت گڑھی **”حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اُسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے؟ یعنی غیب کا ہر ہر فرد یا بعض۔ غیب کوئی غیب کیوں نہ ہو، پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب ﷺ کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو، زید وعمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے کہ دوسرے کو نہیں۔ تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے، تو لازم آتا ہے کہ مذکورۂ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا۔ کیونکہ سب شریک ہوگئے اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہوسکے گی“۔**

◈ تحذیر الناس و براہین قاطعہ کی عبارتوں میں تو انبیٹھوی جی نے اتنی ہی بے ایمانی کی تھی کہ نئی عبارتیں لکھ کر کہہ دیا کہ یہ تحذیر الناس و براہین قاطعہ کی عبارتوں کے خلاصے ہیں۔ جس سے ایک سمجھدار سمجھ سکتا تھا کہ یہ اصل کفری عبارتیں نہیں مگر یہاں تو انبیٹھوی جی کی مکاّری وعیاری کے جوبن اُبھار پر ہیں۔ اس گڑھی ہوئی عبارت کو لکھ کر صاف لکھ دیا کہ **”مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔ خدا تم پر رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ۔ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے“** یعنی لعنتِ الٰہی کے چھکے اُڑا کر صاف کہہ دیا کہ یہ عبارت بعینہا (حرف بحرف) تھانوی کا کلام ہے۔ **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ آپ نے دیکھا خیانت اور دغابازی اس کا نام ہے۔ کیا اب بھی المہند کا نام لیتے شرم نہ آئے گی؟

◈ اتنا اور سن لیجیے تحذیر الناس کی عبارات پیش کرنے پر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک بے دین کہہ سکتا ہے کہ قرآن شریف میں ہے **”اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَ الْمُشْرِکِیْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ O اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ“** ترجمہ:۔ ”بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں“۔ (پارہ:۳۰، سورۃ البینۃ، آیت نمبر:۶/۷) کیونکہ اس بے دین نے قرآن پاک کے دو آیتوں کے دو ٹکڑے کرڈالے۔ ● پہلی آیت کے پہلے ٹکڑے کو دوسری آیت کے دوسرے ٹکڑے سے ملا دیا۔ ● اور دوسری آیت کے پہلے ٹکڑے کو پہلی آیت کے دوسرے ٹکڑے سے ملا دیا یوں معنی کفری پیدا ہوگئے۔

◈ بخلاف عبارات تحذیر الناس کہ تینوں عبارتیں تین مستقل جملے ہیں اور مستقل جملوں کو بے ترتیب لکھ دینے سے ہرگز معنے نہیں بدلتے۔

◈ قرآن پاک میں اس ترتیب سے فرمایا گیا ہے **”اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَ الْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ O اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ“** (پارہ:۳۰، سورۃ البینۃ، آیت نمبر:۶/۷) ترجمہ:۔ ”بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنّم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں“ (کنزالایمان) لیکن اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی آیت کریمہ پیچھے اور دوسری آیت کریمہ پہلے پڑھ جائے، تو ہرگز نماز فاسد نہ ہوگی۔ نہ معنی بگڑیں گے۔

دیوبند کے مدرسہ کی تعریف کا رد

آخر میں آپ نے مدرسہ دیوبند کی تعریف کا خطبہ پڑھا ہے۔مگر اسی طرح قادیانی بھی کہتے ہیں کہ خدمت اسلام ہم کررہے ہیں۔یورپ کی مختلف مقامات پر لاکھوں روپے خرچ کرکے اسلام کی تبلیغ کررہے ہیں۔جس کا عشر عشیر بھی دیوبندیوں کونصیب نہیں۔تو کیا ان کا یہ کہنا ان کو کفر سے بچالے گا؟ مہربانم! پہلے دیوبندی وہابیوں کا اسلام ثابت کرلیجیے پھران کی تعریف کے گیت گایئے۔ورنہ ہم اس کے جواب میں صرف یہ آیت کریمہ تلاوت کردیں گے۔ ”وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا“ (پارہ:۱۹،سورۃ الفرقان، آیت نمبر:۲۳) ترجمہ:۔**”ہم نے قصد فرما کرانہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔“**(کنزالایمان)

◈ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دیوبندی کافر ہیں،تو ساری دنیا کافر ہے۔میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ قضیہ متصلہ لزومیہ ہے؟ یا اتفاقیہ لزومیہ ہے؟ تو اس کے مقدم وتالی کے درمیان لزوم کیسا ہے؟ یا یہ بات ہے کہ ساری دنیا صرف انہیں چارشخصوں نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی کا نام ہے؟ اور اب ان میں کے تین مرچکے ہیں،تو آپ کے نزدیک کل دنیا کا صرف ایک چوتھائی حصہ زندہ ہے؟ اور جب تھانوی صاحب بھی مرکر مٹی میں مل جائیں گے،تو آپ کے نزدیک ساری دنیا مرجائیگی؟ افسوس گستاخان بارگاہِ رسالت کی محبت آپ سے کیسے کیسے کفریات کہلوارہی ہے؟ خدا آپ کوتوبہ کی توفیق دے۔اتنا اورسُن لیجیے کہ ہندوسندھ وپنجاب وبنگال ومدراس ودکن وکوکن وگجرات وکاٹھیاواڑ کے دوسواڑسٹھ علمائے کرام ومفتیان اعلام ومشائخ عظام نے حسام الحرمین شریف کی تصدیق میں فتوے دیے ہیں کہ مرزائیہ قادیانیہ ووہابیہ دیوبندیہ سب کافرمرتد ہیں ملاحظہ ہو **”الصوارم الھندیه“**۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

آپ لوگوں نے ہمارے فاضل مولانا حشمت علی صاحب کی ایک لمبی تقریر دیر تک سُنی۔جس کو سنتے سنتے آپ لوگ گھبرا گئے ہونگے۔آپ لوگوں کا وقت بھی بےکار ضائع ہوا۔مگر اس کی ذمہ داری مجھ پرنہیں بلکہ ہمارے دوست کا یہ فعل ہے کہ میرا اور آپ لوگوں کا اتنا وقت ضائع کیا اور کام کی بات کوئی نہ کی۔کاش بجائے اس کے کہ آپ حضرات علمائے دیوبند کو کافر بنارہے ہیں، اتنا وقت کافروں کو مسلمان بنانے میں صرف کرتے،تو کیا خوب ہوتا۔افسوس آج نمازیوں، روزہ داروں، حاجیوں، عالموں اور محدثوں کی جماعت مقدسہ کو بےدریغ کافر بنایا جارہا ہے۔ساری پبلک نے فیصلہ کرلیا ہوگا کہ میں تو علمائے اسلام کے مقدس گروہ کو مسلمان ثابت کرنا چاہتا ہوں اور ہمارے مولانا علمائے اسلام کو کافر بنارہے ہیں۔

■ آپ نے بڑے زور سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے **”المہند“** میں **”حفظ الایمان“** کی اصل عبارت نہیں لکھی۔ میں کہتا ہوں کہ **”حفظ الایمان“** اردو میں ہے اور **”المہند“** و**”حسام الحرمین“** دونوں عربی میں ہیں۔تو اصل عبارت نہ حسام الحرمین میں ہے، نہ المہند میں۔البتہ دونوں میں ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔تو آپ کے اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں عبارت حفظ الایمان کا لفظی ترجمہ پیش کردیا۔اسی لفظی ترجمہ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آگئی کہ علمائے حرمین نے کفر کا فتویٰ دے دیا اور حضرت مولانا انبیٹھوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ تھا کہ علمائے حرمین حفظ الایمان کی عبارت کا پورا صحیح مطلب سمجھ کر **”علی وجه البصیرة“** فتویٰ دیں۔اس لیے مولانا تھانوی کے کلام کا خلاصہ اور مطلب اپنے لفظوں میں لکھ کر اس پر فتویٰ لیا۔آپ کے اعلیٰ حضرت کا پیش کیا ہوا ترجمہ بے شک صحیح اور مطابق اصل ہے مگر ایسا جیسے کوئی عربی یوں بولے **”کَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ**

"مُحَمَّدٍ تَحْتَ عَلِي بْنِ اَبِیْ طَالِبُ"۔ اس پر کوئی بریلوی اس کا ترجمہ یوں کرے کہ **"محمد کی بیٹی فاطمہ ابی طالب کے بیٹے علی کے نیچے تھی"** اور یہی عبارت لکھ کر ہندوستان کے علمائے کرام کے سامنے استفتا پیش کرے کہ اس عربی نے حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اس پر دیوبند کا ایک فاضل کہے کہ تم نے لفظی ترجمہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے توہین پیدا ہوگئی۔ بھائی اس عربی کے کلام کا صحیح بامحاورہ ترجمہ یوں ہے، **"محمد ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو طالب کے بیٹے علی کرم اللہ وجہہ کی زوجۂ مطہرہ تھیں"**۔ تو دونوں ترجموں میں کچھ بھی فرق نہیں۔ البتہ پہلا ترجمہ لفظی ہونے کی وجہ سے توہین آمیز ہوگیا ہے اور دوسرا ترجمہ بامحاورہ ہونے کے سبب تعظیم بن گیا۔ اسی طرح **"حسام الحرمین"** میں پیش کیا ہوا ترجمہ لفظی ہونے کی وجہ سے توہین ہوگیا اور **"المہند"** میں پیش کیا ہوا ترجمہ بامحاورہ ہے۔ اس لیے توہین نہیں۔

■ اس **"المہند"** پر پچاس علمائے کرام حرمین شریفین کی مہریں ہیں۔ **"حسام الحرمین"** میں کل پینتیس (۳۵) علما کی مہریں ہیں۔ پینتیس (۳۵) عالموں کا فتویٰ زیادہ معتبر ہوگا یا پچاس علماء کا؟ بہرحال اس وقت کل سے جو تقریریں ہورہی ہیں، ان سے تمام حاضرین نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ مولوی حشمت علی خاں صاحب عاجز ہوچکے ہیں۔ دلائل سے ان کا ہاتھ خالی ہے۔ حضرات علمائے دیوبند کا اسلام میں پورے طور پر ثابت کرچکا ہوں۔ میرے دلائل کا مولوی صاحب کچھ جواب نہیں دے سکے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ایک فرزند دیوبند کے مقابلہ میں رضا خانیوں کے شیر بیشۂ سنت کا کیا حال ہے۔

■ آپ نے **"الصوارم الہندیہ"** کو بھی پیش کیا ہے۔ میں کہتا ہوں آپ نے اپنے گروہ کے علماء سے فتوے لے کر شائع کردیے۔ یہ ضابطہ کے علماء نہیں، اگر آپ کہیں تو میں صرف ضلع اعظم گڈھ کے ضابطہ والے علماء سے فتویٰ لے کر چھپوادوں۔ وہ دوسو اڑسٹھ سے زائد ہونگے کہ حضرات علمائے دیوبند کافر و مرتد نہیں۔

■ اب آج تو وقت ختم ہونے والا ہے۔ صرف ایک تقریر کا وقت باقی ہے، وہ آپ لے لیں گے۔ کل پھر صبح سے مناظرہ ہوگا۔ کل کے مناظرہ میں میں اپنا خاص میگزین کھولوں گا اور حضرات علمائے دیوبند بالخصوص حضرت مولانا تھانوی دام مجدہٗ کے اسلام و ایمان پر وہ اٹل دلائل پیش کروں گا کہ آپ سنتے ہی گھبرا اُٹھیں گے، پریشان ہوجائیں گے۔ اتنا اور سُن لیجیے کہ **رسول اللہ** کے علوم غیبیہ خواہ کتنے ہی زائد ہوں اور پاگلوں جانوروں کے علوم غیبیہ اگرچہ کتنے ہی تھوڑے ہوں، شریعت کے نزدیک اس بات میں دونوں یکساں ہیں کہ عالم الغیب کے اطلاق کی علت نہیں بن سکتے۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

"المہند" پر میرے لاجواب اعتراضات کے جواب سے عاجز ہوکر مولوی سنبھلی صاحب نے یہ تو قبول کرلیا کہ **"حسام الحرمین شریف"** میں عبارت تھانوی کا جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے وہ صحیح اور مطابق اصل ہے۔ مگر اتنے ہی پر اکتفا کرتے تو ہمارا اُن کا اتفاق ہوجاتا۔ لیکن افسوس کہ اتنا کہنے کے بعد پھر احبار (یہودی علماء) پرستی کی رگ پھڑک اٹھتی ہے، تو تھانوی صاحب کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے یوں کہتے ہیں کہ یہ بامحاورہ نہیں، لفظی ترجمہ ہے۔ اسی وجہ سے یہ مصیبت تھانوی صاحب پر آگئی کہ ان پر خدا و رسول جل جلالہٗ و ﷺ کے گھروں سے کفر کا فتویٰ لگ گیا۔ **"اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالْحَقُّ مَاشَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ"** ع

☆ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری ☆

◈ اب میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ ترجمہ عربی محاورے کے خلاف ہے۔ اور وہ کونسی بات ہے، جس پر اصل عبارت تھانوی دلالت نہیں کرتی، مگر ترجمہ اس پر دلالت کررہا ہے۔ آپ نے جو جملہ **"کَانَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ عَلَیْھَا وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ تَحْتَ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی**

وَجْهَــهٗ'' پیش کیا ہے، اس پر قیاس مع الفارق ہے۔ عربی میں کسی معظم کے لیے واحد کی ضمیر بولنا توہین نہیں۔ اردو میں واحد کی ضمیر سے اگر مقصود اظہار عظمت ومحبت نہ ہو، تو توہین ہے۔ عربی میں ''کَانَتْ فُلَانَۃٌ تَحْتَ فُلَانٍ'' کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ **''فلاں عورت فلاں مرد کی بیوی تھی''**۔ اردو اس رشتہ کو یوں نہیں بتاتے کہ فلاں عورت فلاں کے نیچے تھی بلکہ یہی کہتے ہیں کہ **''فلاں عورت فلاں مرد کی بیوی تھی''**۔ ان وجوہ سے اس جملہ کا لفظی ترجمہ توہین ہوگیا۔

لیکن..........

◈ عبارت **''حفظ الایمان''** میں یہ لفظ ہے **''اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔''** اس کا ترجمہ عربی میں صرف یہی ہے ''اَیُّ خُصُوْصِیَّۃٍ فِیْہِ لِحَضْرَۃِ الرِّسَالَۃِ'' عبارت تھانوی میں یہ ہے **''ایسا علم غیب''**۔ عربی میں اس کا ترجمہ اس کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا کہ **''مِثْلَ ھٰذَا الْعِلْمِ بِالْغَیْبِ''**. پھر اب آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ترجمہ بامحاورہ نہیں۔ پہلے آپ یہ بتادیتے کہ عربی محاورے میں اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے تھا اور اس پر کلام عرب سے دلائل پیش کرتے۔ اس کے بعد یہ کہنا کچھ زیبا تھا کہ ترجمہ بامحاورہ نہیں۔

◈ رہا آپ کا ترجمہ **''المہند''** کو بامحاورہ بتانا، تو یہ آپ کا ایسا سفید جھوٹ ہے، جس کے بولنے کی انبیٹھوی صاحب کو بھی ہمت نہ ہوسکی۔ ورنہ وہ اپنی گڑھی ہوئی عربی عبارت کے مقابل اصل عبارت حفظ الایمان لکھ دیتے۔ کوئی ان کا کیا کرلیتا؟ یہی نا کہ اہل انصاف اس کذب وفریب پر لعنتِ الٰہی کا تحفہ بھیجتے۔ تو وہ اب کیا رُکیں گے۔ آپ نے بزورِ زبان یہ کہہ دیا کہ المہند اور حفظ الایمان دونوں کی عبارتوں کے مطلب میں کچھ فرق نہیں۔

⊙ سُنیے حفظ الایمان میں ہے **''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا''** اور المہند میں ہے **''علم غیب کا اطلاق کہیے''** ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہوا یا نہیں؟ حکم اور

اطلاق دونوں کے درمیان فرق عظیم ہے یا نہیں؟

⊙ حفظ الایمان میں ہے **''ایسا علم غیب تو حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے''** المہند میں ہے **''بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید وعمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے۔''** حفظ الایمان میں لفظ ایسا حرف تشبیہ تھا۔ المہند کی عبارت میں تشبیہ پر دلالت کرنے والا کونسا لفظ ہے؟ جو اصل کفر تھا، اسی کو اُڑا دیا۔ کہیے فرق ہوا یا نہیں؟

حفظ الایمان میں تھانوی صاحب نے حضور ﷺ کی سخت توہین کی ہے

◈ آپ نے کہا کہ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو جو علوم غیبیہ کثیرہ حاصل ہیں، ان میں اور پاگلوں جانوروں کے علوم غیبیہ قلیلہ میں اس بات کا کچھ فرق نہیں کہ شریعت نے **حضور** پر عالم الغیب کا اطلاق جائز رکھا ہو اور پاگلوں جانوروں پر اس کے اطلاق سے منع کیا ہو، بلکہ اس بات میں دونوں ایک سے ہیں کہ نہ ان کی وجہ سے **حضور** پر عالم الغیب کا اطلاق جائز ہے۔ نہ اِنکی وجہ سے پاگلوں جانوروں پر عالم الغیب کا اطلاق جائز ہے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ آپ کے دھرم میں پاگلوں جانوروں کو جو ایک آدھ بات غیب کی معلوم ہے اور **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو جو علوم غیبیہ کثیرہ جلیلہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے، ان دونوں میں شریعت مطہرہ نے کچھ فرق نہیں کیا۔ پاگلوں جانوروں کے علوم حسیسہ قلیلہ (تنگ اور کم) اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم غیبیہ کثیرہ عظیمہ (بہت اور عظمت والا) مورثِ مدح وسبب تعریف نہ ہونے کے اندر شریعت مطہرہ کی نگاہ میں دونوں یکساں (برابر) ہیں یعنی شریعت کے نزدیک جس طرح پاگلوں جانوروں کے علوم حسیسہ اس قابل نہیں کہ ان کے سبب پاگلوں جانوروں کی مدح کی جائے، اسی طرح **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم غیبیہ عظیمہ جلیلہ کثیرہ کو بھی شریعت

مطہرہ نے کچھ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور یہ جائز نہ رکھا کہ ان کی وجہ سے **حضور** کی یوں مدح وثنا کی جائے کہ **حضور**ﷺ اپنے **رب جل جلالہٗ** کی عطا سے عالم الغیب ہیں۔ کہیے یہ آپ کا کھلا ہوا کفر وارتداد ہے یا نہیں؟

المہند میں انبیٹھوی کی فریب کاری

''**المہند**'' والے ترجمہ کے متعلق ایک بات اور سُن لیجئے۔ اگر انبیٹھوی صاحب کو یہی مقصود ہوتا کہ علمائے حرمین محترمین تھانوی کی عبارت کا پورا مطلب بخوبی سمجھ کر ''**علی وجہ البصیرۃ**'' (دانائی سے، سوچ کر) فتوی دیں، تو ان پر لازم تھا کہ پہلے اصلی عبارت تھانوی کا صحیح ترجمہ پیش کرتے۔ اس کے بعد جو چاہتے اُس کا مطلب لکھتے اور یوں پوچھتے کہ ہم اس عبارت کا یہ مطلب سمجھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ مطلب اس عبارت سے نکلتا ہے یا نہیں؟ اور اس عبارت کا لکھنے والا کافر ہے یا نہیں؟ مگر انبیٹھوی صاحب نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ عبارت تھانوی کا مطلب اور خلاصہ اپنے جی سے گڑھا اور اُسی کو عبارت تھانوی بتادیا۔ مطلب بھی وہ گڑھا جس کو عبارت ''**حفظ الایمان**'' سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیٹھوی کے نزدیک تھانوی صاحب کی عبارت یقیناً کفر وارتداد ہے۔ اسی لیے مجبور ہوکر انہوں نے یہ فریب کیا۔

◈ آپ نے پھر ''**المہند**'' کی تعریف کا خطبہ پڑھا ہے۔ سنیے ''**المہند**'' میں علامہ برزنجی کے رسالہ ''**تشقیف الکلام**'' کے اول سے ایک عبارت نقل کی اور ایک عبارت بیچ میں سے نقل کی اور ایک عبارت آخر میں سے نقل کی اور باقی رسالہ پورے کا پورا ہضم کرلیا اور اُس کو ''**المہند**'' کی تقریظ (کتاب اور مصنف کی تعریف) بتایا۔ کہیے! یہ کھلا ہوا فریب اور دھوکا ہے یا نہیں؟ برزنجی صاحب کے اُس رسالہ پر تیئیس (۲۳) مہریں تھیں، وہ تیئیس (۲۳) مہریں

سب کی سب ''**المہند**'' پر اتارلیں۔ کیا یہ انبیٹھوی صاحب کا ڈبل فریب نہیں؟ کیا ہر شخص اس طرح اپنی کتاب پر دنیا بھر کی کتابوں سے مہریں نہیں اُتار سکتا؟

◈ اسی ''**المہند**'' کے صفحہ: ۶۶ و ۶۷ پر مفتی مالکیہ اوران کے بھائی صاحب کی تقریظیں چھاپی ہیں اور بمصداق ''**چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد**'' (چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے ہے) یہ بھی لکھدیا کہ ''**مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کردی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے بحیلۂ تقویت کلمات واپس لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کرلی گئی تھی۔ سو ہدیۂ ناظرین ہے**'' کیا انبیٹھوی صاحب سے سیکھ کر اسی طرح ایک شخص اپنی تحریر پر دنیا بھر کے موافق ومخالف تمام علماء کی تقریظیں چھاپ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''**ان حضرات نے بعد اس کے کہ تصدیق کردی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تصدیقات کو بحیلہ تقویت کلمات واپس لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقلیں کرلی گئیں تھیں۔ سو ہدیۂ ناظرین ہیں۔**''

◈ پھر یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اگر مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے انبیٹھوی صاحب کا مکروفریب معلوم کرنے کے بعد اپنی تقریظوں کو واپس لیا تو وہ ''**المہند**'' کے مقرظ ومصدق (تقریظ کرنے والے اور تصدیق کرنے والے) ہی نہیں رہے۔ پھر ان کی تصدیق چھاپنا، کتنی بڑی بے ایمانی ہے ؟

◈ اور اگر مخالفین کی خوشامد کی وجہ سے انہوں نے حق کو چھپایا، تو وہ حضرات معاذ اللہ حق پوش، باطل کوش ٹھہرے۔ پھر بھی ان کی تقریظ کو چھاپنا، کتنی بڑی بددیانتی ہے۔ اسی ''**المہند**'' کے صفحہ: ۶۰ پر علمائے مکہ مکرمہ کی تصدیقات نقل کیں۔ جن کا عنوان یہ ہے ''**هٰذِهٖ خُلَاصَةُ تَصْدِيْقَاتِ السَّادَةِ الْعُلَمَاءِ بِمَكَّةِ الْمُكَرَّمَةِ**'' جس کا ترجمہ یہ لکھا ''**یہ مکۂ مکرمہ کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے۔**'' سوال یہ ہے کہ انبیٹھوی صاحب اپنا کونسا نقصان دیکھ کر علمائے

مکہ کی تصدیقات کا خلاصہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اُن کی پوری عبارتیں کیوں نہ چھاپیں؟ ان کی تحریرات میں وہ کونسی عبارات تھیں، جن کو انبیٹھوی صاحب نے اپنے لیے مضر و مخالف سمجھ کر حذف کر دیا۔ کیا اب بھی کوئی دیوبندی **''المہند''** کا نام لیتے نہ شرمائے گا؟ کیا اسی پر آپ کو ناز تھا کہ **''المہند''** پر علمائے حرمین طیبین کی پچاس (۵۰) مہریں ہیں۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

◈ یہاں پر مجھے ایک ہندو، بت پرست کا شعر یاد آگیا۔ کالکا پرشاد ایک ہندو ہے۔ وہ میرے **مالک و مولیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں تعریف کرتا ہے:۔

اگر شمس و قمر کو کوئی دامن میں چھپالے ÷ اور دولتِ دارین کو ہاتھوں میں اٹھالے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے ÷ نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگا لے

افسوس ایک ہندو، دھوتی باندھنے والا، بت کا پُجاری، **میرے آقا** ﷺ کی یوں تعریف کرے اور گنگوہی و انبیٹھوی و تھانوی صاحبان نمازی، حاجی، روزہ دار ہو کر، لمبی داڑھیاں رکھ کر، ماتھے پر کالے ٹیکے بنا کر، یوں گالیاں دیں کہ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام سے زائد شیطان کو علم ہے۔ شیطان معاذ اللہ خدائے پاک جل جلالہ کی صفت خاصہ میں اس کا شریک ہے۔ **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کا سا علم غیب تو بچوں پاگلوں جانوروں چارپاؤں کو بھی حاصل ہے۔ کہیے گنگوہی و انبیٹھوی و تھانوی صاحبان اس کالکا پرشاد سے بھی بدتر کافر و مرتد ثابت ہوئے یا نہیں؟

الصوارم الہندیہ کا مستند ہونا

آپ نے **''الصوارم الہندیہ''** پر یہ کہا کہ تم نے اپنے گروہ کے علماء سے فتوے لے لیے۔ اس اپنے گروہ سے کیا مراد ہے؟ اگر حضور پرنور، مرشد برحق، امام اہل سنت، مجدّدِ دین و

ملت، سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین و متوسلین مراد ہیں، تو یہ غلط ہے۔ **''الصوارم الہندیہ''** میں بہت سے ایسے علمائے کرام کے فتوے ہیں جو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے نہ مرید ہیں، نہ تلمیذ اور اگر اپنے گروہ سے آپ نے گروہ اہل سنت مراد لیا ہے، تو بے شک اس کتاب سے مجھے یہی بات دکھانی مقصود تھی کہ جس قدر علمائے اہل سنت ہیں، ہندوسندھ و پنجاب و بنگال و مدراس و دکن و کوکن و گجرات و کاٹھیاواڑ میں، وہ سب مرزائیوں دیوبندیوں کے کافر مرتد ہونے پر اجماع و اتفاق رکھتے ہیں۔ کوئی سُنی عالم کہیں کا ہو، اس مسئلہ میں ہرگز مخالف نہیں۔

◈ آپ نے ایک لفظ کہا **''ضابطہ کے علماء''**۔ تو آپ کے ضابطہ والے علماء ایسے ہی ہونگے، جیسے اس وقت ڈیڑھ سو دیوبندی و غیر مقلد **''فضلائے قریرالعین''** (آنکھوں کی ٹھنڈک پاخانہ) آپ کی پشت پر ہیں۔ کل سے پوچھ رہا ہوں **''مغیبات کونسا صیغہ ہے؟''** نہ آپ بتا سکے، نہ یہ آپ کے پشت پناہ مولوی صاحبان آپ کو بتا سکے۔ یا آپ کے نزدیک ضابطہ کے علماء وہ لوگ ہونگے، جن سے بقول گنگوہی و انبیٹھوی صاحبان حضور اقدس ﷺ نے معاذ اللہ اردو زبان سیکھی۔ (ولاحول ولاقوۃ الاباللہ)

اس وقت کا مناظرہ اسی تقریر پر ختم ہے۔ اس وقت سے کل صبح آٹھ بجے تک آپ کو سوچنے، مشورہ کرنے، اپنے استاد مولوی حبیب الرحمٰن مئوی اور دوسرے پشت پناہ مولوی صاحبوں سے سمجھنے، کا کافی وقت ہے۔ کل آپ اپنا خاص میگزین کھولیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آج کی طرح کل کا وقت بھی محض فضول مکابرہ معاندہ میں صرف نہ کریں گے بلکہ کم از کم کل صبح اپنے خاص میگزین سے ایسے گولے برسائیں گے، جن سے گنگوہی و انبیٹھوی و نانوتوی و تھانوی صاحبان کا کفر وارتداد اڑ جائے۔

◈ آپ نے اب تک عبارت حفظ الایمان کی تین (۳) متضاد (برعکس، اُلٹی سُلٹی) تاویلیں کی ہیں۔

(۱) جس قدر عبارت حسام الحرمین شریف میں پیش کی گئی ہے، یہ ضرور کفر ہے مگر سیاق و سباق اس کفر کو مٹا دیتا ہے۔

(۲) عبارت حفظ الایمان میں علم غیب کے حکم کی بحث نہیں بلکہ لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی بحث ہے۔لہٰذا کفر نہیں۔

(۳) مولوی تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب سے مطلقاً منکر ہو کر یہ عبارت لکھ رہے ہیں۔لہٰذا کفر نہیں۔اگر حضور کے لیے علم غیب مان کر ایسا کہتے ،تو بے شک کفر ہوتا۔

یہ تینوں باہم ایک دوسری کا ردو ابطال کر رہی ہیں۔کل آپ سوچ کر آئیے اور اس کا جواب لائیے کہ ان تینوں تاویلوں میں سے صحیح کونسی ہے؟ اور باقی دو کونسی غلط ہیں؟

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

(دوسرے دن کا مناظرہ ختم ہوا)

مناظرہ کا آخری اور تیسرا دن

کارروائی بروز منگل۔۲۶/ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ

17-10-1933 - Tues Day

''مناظرہ بند کرانے کی دیوبندیوں کی ناکام کوشش''

یہ بات رات ہی کو وثوق کے ساتھ سنی جا چکی تھی کہ آج رات میں ''**یا پولیس المدد**'' اور ''**یا تھانہ دار الغیاث**'' کہہ کر مناظرہ بند کرانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔اس لیے کہ دیوبند کے منظور نظر، مادر وہابیہ کے لخت جگر، **مولوی منظور صاحب سنبھلی** کا سارا اسٹاک ختم ہو چکا تھا اور مئو و گوپا گنج و مبارک پور وادری وغیرہ مقامات کے ڈیڑھ سو غیر مقلد و دیوبندی مولویاں نے باہم مل کر جو مصالحہ تیار کر کے سنبھلی صاحب کے ہاتھ میں دیا، وہ سب خرچ ہو چکا اور مولوی منظور اور ان کے پشت سوار مولویوں کے ہاتھ خالی ہو چکے تھے اور ان سب کے پاس رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی صاحبان کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے مکڑی کے جالے کے برابر بھی کوئی کمزور سی کمزور، بودی سی بودی دلیل باقی نہ رہی تھی اور ہزاروں کے مجمع نے کل ہی ان کی کمزوری و عاجزی کو مشاہدہ کر لیا تھا۔مگر وقت ختم ہو جانے کے سبب دیو کے بندوں کو یہ کہہ کر اندھیری ڈالنے کا موقع ملا کہ وقت ہی ختم ہو گیا۔اس لیے مناظر صاحب شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔کل یوں تقریر کریں گے، ایسا جواب دیں گے، اشرف علی صاحب تھانوی کا کفر اٹھا دیں

گے،سنیوں کے مناظر کو بھگا دیں گے۔ خیر خدا خدا کر کے رات گزری۔

عوام اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی کو لیکر میدان مناظرہ میں

اہل سنت نے فجر کی نماز ادا کی اور شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کو لے کر میدان مناظرہ میں پہنچے۔ وہاں جا کر یہ گُل کھلا کہ مناظرہ گاہ سے علیحدہ چار پائیاں اور کچھ کرسیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جن پر کچھ آدمی اور گوپا گنج کے نائب تھانہ دار (P.S.I.) اور ہیڈ محرر (Senior Writer) اور مئو کے تین چار دیوبندی مولوی با دستار و ریش دراز بیٹھے ہیں۔ یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ آج آخری دن ہے۔ یقیناً فساد کا قوی احتمال ہے۔ اس لیے آج مناظرہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اس گفتگو کو سن کر کچھ اہل سنت بھی وہیں پہنچ گئے اور انہوں نے اطمینان دلایا کہ دو روز اس طرح خیر وخوبی کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ دیوبندیوں نے تالیاں بھی بجائیں، شور بھی مچایا، اشتعال انگیز کلمات بھی بکے، مگر سنیوں کی طرف سے کوئی اشتعال نہ ہوا۔ وہابیوں نے قہقہے لگائے، تمسخر اڑائے مگر سنیوں نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ صبر اور تحمل سے کام لیا اور اپنی امن پسندی وشرافت کا ثبوت دیا۔ آج بھی آپ مناظرہ ہو جانے دیں اور اہل سنت کے صبر وضبط وتحمل کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ مگر نائب تھانہ دار کے سامنے وہابیہ ایسے ہولناک خطرے پیش کر چکے تھے کہ وہ کسی طرح تیار نہ ہوتے تھے۔ اہل سنت کا مناظرہ پر اصرار بسیار دیکھ کر دیوبندیوں نے بھی اپنا بھرم رکھنے کے لیے پہلے تو نائب تھانہ دار صاحب کو علیحدہ لے جا کر سرگوشیاں کیں اور پھر سب کے سامنے آکر بظاہر خوشامدیں کرنے لگے کہ ہماری بھی خوشی ہے کہ مناظرہ ہو جانے دیجیے۔ اسی لیت ولعل (ٹال مٹول) میں ساڑھے دس بج گئے۔ بالآخر بعد اصرار بسیار نائب تھانہ دار صاحب نے کہا کہ میں صرف آج مناظرہ کی اجازت دیتا ہوں اور......؟

مناظرہ شروع ہوا

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

اللہ فرماتا ہے " يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ " (پارہ:۹،سورۃ الاعراف،آیت نمبر:۱۸۷) اور تفسیر خازن وتفسیر کبیر وتفسیر بیضاوی وتفسیر جامع البیان کی بہت سی عبارتیں پڑھ کر اپنے زعم میں یہ ثابت کیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو قیامت کا علم اللہ عزوجل نے نہ دیا اور نہ کبھی دیگا۔

اسی تقریر میں "خطیب شربنی" کا نام لیا، تو "شَرم بنی" کہا۔ شیر بیشۂ سنت نے پوچھا یہ کیا لفظ ہے؟ تو "شُر بنی" کہا۔ جب اس پر بھی اعتراض کیا تو گھبرا گئے اور خطیب شربنی کی عبارت ہی پیش کرنا بھول گئے۔ غرض انھیں باتوں میں سارا وقت گزار دیا۔

نوٹ: خطیب الشربنی کا نام علامہ امام احمد بن محمد شربنی الشافعی المتوفی ۹۷۷ھ ہے۔ ان کی لکھی ہوئی تفسیر **"السراج المنیر"** کا شمار علمائے اسلام کے نزدیک معتبر، معتمد اور مستند تفسیر میں ہوتا ہے۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

(درود شریف پڑھنے کے بعد)

میں تو اس خیال میں تھا کہ رات بھر کی مہلت میں آپ ڈیڑھ سو مولویان وہابیۂ غیر مقلدین و دیوبندیہ سے مشورہ لے کر کوئی ایسی دلیل پیش کریں گے، جس سے اشرف علی

صاحب تھانوی اور ان کے متبعین کا کفر اٹھ جائے گا۔ مگر معلوم ہوا کہ رات بھر کی مہلت نے بھی تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین مئو وگوپا گنج وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے، آپ کی مشکل کشائی نہ کر سکے۔ آپ نے تو کل سینہ ٹھونک کر کہا تھا کہ کل میں اپنا خاص میگزین کھولوں گا اور اس کے گولے میں کل چلاؤں گا۔ آج اپنا میگزین آپ کیوں نہیں کھولتے؟ کیا میری طرح آپ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے میگزین کے گولے ہوائی ہوا کرتے ہیں۔ جن کا نتیجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ فضا کو تھوڑی دیر کے لیے گندا اور بدبودار کر دیا جائے۔

◈ پرسوں میں نے رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی صاحبان کا کفر و ارتداد واضح سے واضح تر کیا تھا۔ کل میں نے اشرف علی تھانوی صاحب اور ان کے متبعین کا مرتد و کافر ہونا بعونہ تعالیٰ آفتاب سے زائد روشن طور پر ثابت کر دیا **''المہند''** کا جعلی، جھوٹی، فریبی، بناوٹی کتاب ہونا آنکھوں سے دکھا دیا۔ **''حسام الحرمین شریف''** کی حقانیت کے چمکتے ہوئے آفتاب عالمتاب کے حضور خورشید فلک کو شرما دیا۔ آپ نے ان میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگایا۔ بہتر ہے کہ پہلے اپنے اکابر کے اور اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں۔ یا اپنا کفر قبول کر کے توبہ کریں۔ سچے دل سے کلمۂ طیبہ پڑھ کر مسلمانی کے سایے میں آئیں۔ اس کے بعد علم قیامت و علم خمس وغیرہ جس مسئلہ پر چاہیں گفتگو فرمائیں۔

حضور ﷺ کو بعطائے الٰہی تعین وقت قیامت کا علم حاصل ہے

اصولاً مجھے آپ کے استدلال کی طرف توجہ ہی نہیں کرنی چاہئے، لیکن تبرعاً عرض کیے دیتا ہوں کہ آیت کریمہ ہرگز اس امر کے منافی نہیں کہ حضور عالم غیوب باذن رب تعالیٰ ﷺ کے لیے تعیین وقت قیامت کا علم بعطائے الٰہی حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ اسمٰعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **''تفسیر روح البیان شریف''** جلد سوم کے صفحہ: ۲۹۳ پر اسی آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں:۔

''قَدْ ذَهَبَ بَعْضُ الْمَشَايِخِ اِلٰى اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْرِفُ وَقْتَ السَّاعَةِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ لَايُنَافِى الْحَصْرَ فِى الْاٰيَةِ كَمَا لَايَخْفٰى وَفِى صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: اَخْبَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ''

مندرجہ بالا عربی عبارت کا جدید ایڈیشن میں حوالہ:۔

''تفسیر روح البیان'' علامہ اسماعیل حقی، التوفی ۱۱۳۷ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث، بیروت۔ لبنان، سن طباعت: ۱۴۲۱ھ، جلد نمبر: ۳، سورۂ اعراف، آیت: ۱۸۷۔۱۸۸، صفحہ نمبر: ۳۷۳

ترجمہ:

''بیشک بعض مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے قیامت کے وقت کو پہچانتے تھے اور اس کو آیت کریمہ یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها میں جو حصر فرمایا گیا، اس سے منافات نہیں۔ اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم ہونے تک جو کچھ ہونے والا ہے، حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو سب کی خبر دے دی۔''

منظور صاحب! اب تو میں نے آپ کی یہ بالک ہٹ بھی پوری کر دی۔ اب آپ براہ مہربانی عبارات حفظ الایمان و براہین قاطعہ و فتاویٰ رشیدیہ پر بحث کر کے، ان کے قائلین (کہنے والوں) کا کفر و ارتداد اٹھائیے۔

مناظرہ کے صدر صاحب:

(مضطربانہ حالت میں کھڑے ہوکر)

میں دونوں طرف کے علمائے کرام سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ مناظرہ مسئلہ علم غیب پر مقرر ہوا ہے۔کل اور پرسوں براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارتوں پر بحث ہوچکی ہے۔ اس لئے آج صرف مسئلۂ علم غیب پر گفتگو ہونا چاہئے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

جناب صدر! میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ مباحثہ مسئلہ علم غیب سے باہر نہیں گیا ہے۔مسئلہ علم غیب کے ماتحت تین قسم کے مسائل ہیں۔

اول ضروریاتِ دین مثلاً **اللہ عزوجل** کو تمام غیبوں کا علم محیط تفصیلی ذاتی حاصل ہے۔**حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو بعض غیوب کا علم **اللہ عزوجل** نے عطا فرمایا۔**حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کا علم غیب تمام مخلوقات سے یقیناً وسیع تر ہے۔جانوروں پاگلوں کا علم **حضور اقدس** ﷺ کے علم اقدس کے مثل ہرگز نہیں۔ یہ چاروں مسئلے ضروریاتِ دین میں سے ہیں۔ان کا منکر بلکہ ان میں شک رکھنے والا بلکہ ان کے منکر کو، اس کے انکار پر مطلع ہونے کے بعد، کافر کہنے سے انکار کرنے والا بھی قطعاً کافر مرتد ہے۔

دوم ضروریاتِ مذہب اہلسنت مثلاً **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے جو شخص تمام ماکان ومایکون کا تفصیلی علم محیط بعطائے الٰہی مانے، وہ یقیناً مسلمان ہے۔ہرگز کافر مشرک نہیں۔**اللہ عزوجل** نے اپنے محبوبوں کو بالخصوص **حضور سید المحبوبین** ﷺ کو علوم خمسہ میں سے بہت جزئیات کا علم بخشا۔اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی حضرات

مرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے سے کچھ علوم غیب عطا ہوتے ہیں۔ یہ مسائل ضروریات مذہب اہل سنت سے ہیں۔ان کا منکر یا ان میں شک کرنے والا کافر نہیں بلکہ بدمذہب گمراہ ہے۔

سوم وہ مسائل جو خود علمائے اہل سنت میں مختلف فیہا (جن میں اختلاف ہے) ہیں مثلاً **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو تعیین وقت قیامت کا علم بھی عطا ہوا۔ بلا استثنا غیوب خمسہ کے تمام جزئیات کا تفصیلی علم محیط بھی عطا ہوا۔تمام "**ماکان من بدء الخلق ومایکون الی ان یدخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم**" کا تفصیلی محیط علم غیب عطا ہوا۔حقیقت روح کا علم بھی عطا ہوا۔جملہ متشابہات قرآنیہ کا علم بھی عطا ہوا۔ یہ مسائل وہ ہیں، جن میں خود علمائے اہل سنت کے درمیان اختلاف ہوا۔ان میں جانبین سے کسی کی تکفیر و تضلیل معاذ اللہ درکنار منکر یا مثبت کو فاسق بھی نہیں کہہ سکتے۔جبکہ وہ انکار بسبب مرض قلب نہ ہو۔جیسا کہ اس زمانہ میں وہابیہ غیر مقلدین و دیوبندیہ کو ہے کہ فضائل **حضور محمد رسول اللہ** ﷺ سے جلتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے، تنقیص کی راہ چلتے ہیں کہ ان کا یہ انکار یقیناً گمراہی و بدمذہبی ہے۔جیسا کہ اس مضمون کی تحریر لکھ کر میں ابتدائے مناظرہ ہی میں مولوی منظور کے سپرد کر چکا ہوں۔تو میں چاہتا ہوں کہ اسی مسئلہ علم غیب میں جو اہل سنت اور دیوبندیوں کے درمیان زبردست اصولی شدید اختلافات ہیں، پہلے ان میں گفتگو ہوکر یہ مسائل صاف ہوجائیں۔اس کے بعد جب ہم اپنے مقابل کو مسلمان سمجھ لیں گے، تو وہ جس ہلکے سے ہلکے مسئلہ پر چاہیں گے، گفتگو کرسکیں گے۔

مناظرہ کے صدر صاحب

(نہایت گھبرائے ہوئے لہجہ میں)

آپ کی اس علمی بحث کا تو میں جواب نہیں دے سکتا مگر میں نہایت زور دے کر یہ کہتا ہوں کہ آپ حفظ الایمان و براہین قاطعہ کی بحث کو چھوڑیں۔علم ما کان و ما یکون پر بحث کریں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ مجھے اصول مناظرہ کے خلاف مشورہ دے رہے ہیں۔**الاھم فالاھم** (جو ضروری ہے، اس کو اہمیت ہے) مناظرہ کے اصول موضوعہ میں سے ہے۔لہٰذا میں آپ کی اس خلاف اصول فرمائش کی تعمیل کرنے سے مجبور ہوں۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

جناب مولوی صاحب! یہ صدر صاحب ہمارے اور آپ کے دونوں کے مسلم ہیں۔ ان کے ہر حکم کی تعمیل فریقین پر ضروری ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

صدر کے اختیارات میں یہ نہیں ہے کہ کسی فریق کو اصول مناظرہ کے خلاف کسی بات پر مجبور کرے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

شرائط مناظرہ کی پابندی فریقین سے کرانا صدر کے فرائض میں سے ہے۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

کیا شرائط مناظرہ میں سے یہ بھی ہے کہ ایک فریق اصولی اہم اختلافی مسئلہ پر چھڑی ہوئی بحث کو چھوڑ دے اور اس کا مقابل جس طرف بھاگے اسی طرف اپنی باگ موڑ دے؟

مناظرہ کے صدر صاحب:

(نائب تھانہ دار سے مخاطب ہوکر)

مناظرہ کا یہ حال دیکھتے ہوئے میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے اختیارات کو کام میں لائیں اور مناظرہ کو بند کرا دیں۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

(شیر بیشہ سنت سے مخاطب ہوکر)

آپ اس مسئلہ پر گفتگو کیوں نہیں فرمانا چاہتے، جس پر مولوی منظور صاحب زور دے رہے ہیں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

جنابِ من! بات یہ ہے کہ مسئلہ علم ما کان و ما یکون کے متعلق خود مولوی منظور صاحب سنبھلی پرسوں اپنی دستخطی تحریر دے چکے ہیں کہ اس کا ماننے والا کافر نہیں، مسلمان ہے۔تو اس مسئلہ میں ہمارا اور مولوی صاحب کا اختلاف ایک حد تک رفع ہوگیا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے تمام ما کان و ما یکون کا تفصیلی محیط علم غیب ماننے والا ہمارے نزدیک بھی مسلمان ہے اور مولوی صاحب کے نزدیک بھی مسلمان ہے۔

اب اختلاف صرف اتنی بات میں رہ گیا کہ یہ علم فی الواقع (واقعی، دراصل) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا بھی تھا یا نہیں؟ بخلاف ان مسائل کے جن پر کل تک بحث ہوتی رہی کہ ہمارے نزدیک اُن کا انکار کرنے والا ایسا کافر ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔

اور مولوی صاحب ان مسائل کے منکروں کو مسلمان بلکہ اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھتے

ہیں۔تو ہمارے نزدیک مولوی سنبھلی اور ان کے اس عقیدہ میں ان کا ساتھ دینے والے سب وہابیۂ دیوبندیہ وغیر مقلدین کافر مرتد ہیں۔تو اس اہم مسئلہ کو چھوڑ کر بھاگنا اور ایک ہلکے فرعی اختلافی مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لیے ضد کرنا فرار نہیں تو اور کیا ہے؟

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(بہت چمک کر)

ہم بھی ان مسائل کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

بسم اللہ! ابھی اسی بات کی تحریر دے دیجیے کہ براہین قاطعہ و حفظ الایمان و فتاوی رشیدیہ کے مصنفین رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی اور ان کے مریدین و معتقدین و متبعین مولوی عبدالشکور کاکوروی، مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، مولوی شبیر احمد دیوبندی، مولوی حسین احمد اجودھیاباشی، مولوی وصی اللہ مقیم گوپا گنج، مولوی حبیب الرحمٰن مئوی، مولوی عبداللطیف مئوی اور جملہ وہابیۂ دیوبندیہ اور ان کے ان عقیدوں میں ان کا ساتھ دینے والے جملہ وہابیۂ غیر مقلدین سب کے سب کافر مرتد ہیں۔

◈ اس تحریر کے وصول ہو جانے کے بعد میں آپ کو مسلمان اور اپنا دینی بھائی سمجھوں گا اور پھر جس مسئلہ پر آپ چاہیں گے، میں آپ کے ساتھ گفتگو کروں گا۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(شرماتی ہوئی ادا سے)

واہ! میں نے یہ کب کہا تھا کہ ان لوگوں کا نام لے کر کافر کہہ دوں گا۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

اچھا! ان لوگوں کے نام مت لکھیے۔صرف اسی قدر لکھ دیجئے کہ فتاوی رشیدیہ، براہین قاطعہ و

دیو بندی مولوی منظور نعمانی

میں یہ بھی نہیں لکھ سکتا۔ البتہ میں اتنی بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان اصول اسلام میں کوئی اختلاف نہیں۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

ظاہر ہے کہ ہم اہل سنت آپ کو اور آپ کے پیشواؤں کو، ان کی عبارات کفریہ کے سبب کافر و مرتد کہتے ہیں۔ آپ نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے اس بات کا اقرار کیا کہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی اصولی اختلاف نہیں لہٰذا آپ صرف اسی مضمون کی تحریر دے دیجئے کہ **''گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی، تھانوی کی تکفیر کلامی اصول اسلام کے خلاف نہیں۔''**

دیو بندی مولوی منظور نعمانی

میں یہ بھی نہیں لکھ سکتا۔ اتنا لکھ دینا تو اپنے پیشواؤں کے کفر کا اقرار ہوگا۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

الحمدللہ! اب ظاہر ہو گیا کہ آپ کا وہ اقرار کہ میں بھی ان مسائل کے منکر کو کافر کہتا ہوں۔ اس مناظرہ سے محض اپنی جان بچانے کے لیے آپ کا تقیہ اور فریب تھا۔ آپ جس بات کا اقرار کرتے جاتے ہیں، اسی کا انکار بھی کرتے جاتے ہیں۔

خیر! صرف اتنی تحریر لکھ دیجیے کہ **''میں گنگوہی و انبیٹھوی و تھانوی و نانوتوی کا کفر اٹھانے سے عاجز و مجبور ہوں۔''** اس کے بعد جس مسئلہ پر آپ چاہیں گے، میں آپ کے ساتھ گفتگو کروں گا۔

دیو بندی مولوی منظور نعمانی

اچھا! آپ اس بات کی تحریر دیجیے کہ میں علم ما کان و ما یکون پر بحث کرنے سے عاجز ہوں۔ پھر میں حفظ الایمان کی عبارت پر بحث کروں گا۔

شیر رضا مولانا حشمت علی خاں

سبحان اللہ! خوب رہی میں نے کب علم ما کان و ما یکون پر بحث کرنے سے عاجز ہونے کا اقرار کیا ہے۔ مگر جب ہمارے آپ کے درمیان ایک زبردست شدید اصولی اختلافی مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے، جس کے طے ہو جانے پر آپ کے کفر و اسلام کا مدار ہے، تو بغیر اس کو طے کیے اور بغیر میرے اعتراضات و مطالبات کو حق و صحیح تسلیم کیے ہوئے اور بغیر میری تقریر کا رد کیے ہوئے اور بغیر میری تقریر کا جواب دینے سے عاجزی کا اقرار کیے ہوئے، اس بحث کو چھوڑ کر ایک فرعی مسئلہ پر بحث کے لیے آمادگی ظاہر کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ علم قیامت کی بحث پر یہ شوراشوری اور اپنے بڑوں کے کفر و ارتداد پر یہ بے نمکی۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

میں نے سُنا ہے کہ کل اور پرسوں کی تقریر میں آپ کی طرف سے سخت الفاظ استعمال کیے گیے۔ مولانا اشرف علی صاحب کے علم کو پاگلوں جانوروں کے علم کے مانند اور مولانا منظور صاحب کی آنکھوں کو کتے سور کی آنکھوں کی طرح کہا گیا۔ ایسے توہین آمیز اور اشتعال انگیز کلمات سے نقص امن کا خطرہ ہے۔ جس کے آپ ذمہ دار ہونگے۔ آپ تحریر دے چکے ہیں کہ کسی قسم کے دل آزار کلمات استعمال نہ کروں گا۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

الحمدللہ! ان کلمات کے استعمال سے میرا مقصود نہ توہین تھی، نہ اشتعال انگیزی، نہ کسی کی دل آزاری بلکہ صرف یہ مقصد تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی عبارت حفظ الایمان کا بارگاہِ رسالت میں سخت توہین اور شدید گالی ہونا موافق ومخالف ہر ایک کی سمجھ میں آجائے، اسی بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے میں نے اسی تحریر میں بڑھادیا تھا کہ مسئلہ تکفیر دیوبندیہ کو سمجھانے کے لیے جن تمثیلات و بیانات کی ضرورت ہوگی، وہ مستثنیٰ رہیں گے۔

اس وقت خود آپ نے میری فتح مبین کا اعلان کردیا۔ اس لیے کہ میرا اس مناظرہ سے مقصود اس بات کو ظاہر کرنا تھا کہ عبارت **''حفظ الایمان''** بارگاہِ رسالت میں بدترین دشنام (گالی) ہے۔ جب یوں کہنا کہ مولوی اشرف علی کے علم کی کیا تخصیص، ایسا علم تو پاگلوں جانوروں گدھوں کتّوں سوروں کے لیے بھی حاصل ہے اور مولوی منظور سنبھلی کی آنکھوں کی کیا تخصیص، ایسی آنکھیں تو اُلو کتّے سور کی بھی ہیں، توہین کرنا اور اشتعال دلانا ہے۔ تو ثابت ہوگیا کہ عبارت حفظ الایمان کا یہ ناپاک کلام کہ **''اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص، ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر بچہ اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چارپایوں کو بھی حاصل ہے۔''** یہ بارگاہ رسالت میں گُستاخی اور گالی ہے۔ بس اتنا ہی مقصود تھا۔ اس عبارت کا توہین و اشتعال انگیز و دل آزار ہونا ثابت ہوگیا اور بارگاہِ رسالت کی توہین کرنے والا، **حضور** علیہ الصلاۃ والسلام کو ایذا دینے والا، اتفاقاً واجماعاً کافر مرتد ہے۔

لہٰذا مولوی منظور صاحب کو آپ مجبور کیجیے کہ وہ اپنے اس کفر سے توبہ کریں یا اس کا جواب دیں یا اس کے جواب سے عاجز ہونے کی تحریر دیں۔ پھر اُس کے بعد کوئی اور مسئلہ چھیڑنے کا حق ان کو ہوگا۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

(متحیر و پریشان ہوکر جانبین کو خطاب کرتے ہوئے) آپ دونوں صاحبان میں سے کوئی صاحب اپنے مقابل کے پیش کردہ مبحث پر مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ آخر یہ مناظرہ کیونکر ہوگا؟

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

آپ خود اس بات پر غور فرمائیے کہ مسئلہ تکفیر تمام مسائل میں سب سے اہم ہے۔ اس پر گفتگو پرسوں سے کل تک ہوچکی ہے۔ میں دلائل سے مولوی منظور صاحب کے اکابر کا مرتد و کافر ہونا ثابت کرچکا ہوں اور مولوی صاحب کے تمام شبہات کا کافی ازالہ کرچکا ہوں۔ اب مولوی صاحب پر لازم ہے کہ میرے دلائل کا جواب دیں۔ میرے جوابات کا رد کریں اور اگر اس سے عاجز ہیں، تو اپنے اکابر کا کفر تسلیم کرکے دیوبندی دھرم سے توبہ کرکے مسلمان ہوجائیں اور اس کے بعد پھر جو مسئلہ چاہیں پیش فرمائیں۔ آخر اس وقت انکار کی کیا وجہ ہے؟ کل تک تو اقرار تھا۔

مولوی صاحب نے بڑی بلند آہنگی کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ ابھی میرے پاس حفظ الایمان کی بحث میں میگزین بھرا ہوا ہے۔ آخر آج آپ اپنے میگزین کا استعمال کیوں نہیں فرماتے؟ دنیا دیکھ لے گی کہ آپ کے میگزین کے گولے محض ہوائی ہونگے۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

میں چاہتا ہوں کہ اب مناظرہ ختم ہوجانا چاہئے۔ اس لیے کہ جانبین میں سے کوئی مولوی صاحب بھی اپنے مخالف کی بات کا جواب دینا نہیں چاہتے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(بہت زائد پریشان اور مبہوت ہوکر) میری گزارش یہ ہے کہ مولوی حشمت علی خاں صاحب میرے اکابر کے کفر وارتداد پر تقریر کرتے رہیں، دلائل پیش کرتے رہیں، میں مولوی صاحب کی کسی بات کا جواب نہ دوں گا اور ان کی کسی دلیل کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ میں رسول اللہ ﷺ سے علم قیامت کی نفی ثابت کرتا رہوں گا اور اسی پر دلائل قائم کرتا رہوں گا۔ مولوی حشمت علی خاں صاحب میری کسی بات کا جواب نہ دیں اور میں ان کی کسی بات کا جواب نہ دوں۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

الحمدللہ! حق کا بول بالا ہوا۔ باطل کا منہ کالا ہوا۔ سارے مجمع نے بحمد اللہ تعالیٰ دیکھ لیا کہ ہمارا مقابل اپنے اور اپنے اکابر کے مسلمان ہونے کا ثبوت دینے سے بالکل عاجز ومجبور ہے اور اپنے اکابر کے کفر وارتداد پر بحث کرنے سے گریزاں اور مفرور (بھاگنے والا) ہے۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کا کافر ومرتد ہونا، ہر اس شخص پر واضح ہوگیا، جس کے دل میں ایمان وانصاف کا نور ہے۔ آج بحمدہٖ تعالیٰ "اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ" (پارہ:۲۳، سورۃ الیٰسین، آیت نمبر:۶۵) ترجمہ: "**اور ہم ان کے مونہوں پر مُہر کردیں گے۔**" (کنزالایمان) کا ظہور ہے۔

اب نائب تھانہ دار صاحب اور جملہ حاضرین سے میری یہ گزارش ضرور ہے کہ مولوی منظور صاحب نے ابھی جو تقریر کی کہ تم ہمارا کفر وارتداد ثابت کرتے رہو، ہم اُس کا جواب ہی نہ دیں گے۔ ہم علم قیامت ہی پر بحث کرتے رہیں گے۔ اسی مضمون کو لکھوا کر مولوی سنبھلی صاحب سے دستخط کرا کے مجھے دلوا دیں۔ پھر مجھے ان کی یہ ہٹ بھی منظور ہے۔ اس تحریر کے مل جانے کے بعد اسی مسئلہ پر گفتگو کروں گا، جس پر مولوی منظور کو ضد واصرار ہے۔

دیوبندی مولوی منظور نعمانی

(آپے سے باہر ہوکر)

میں اس مضمون کی تحریر بھی ہرگز نہیں دے سکتا۔

نائب تھانہ دار (P.S.I.)

(فیصلہ کرنے سے مجبور ہوکر)

آپ ان کی باتوں کو خلاف اصول سمجھتے ہوئے، ان کا جواب دینا نہیں چاہتے اور یہ (سنبھلی صاحب کی طرف اشارہ کرکے) اپنی کسی مصلحت کی بنا پر آپ کے مباحث پر گفتگو نہیں کرنا چاہتے، جن پر پرسوں اور کل بحث ہوچکی ہے۔

لہٰذا میں حکم دیتا ہوں کہ مناظرہ بند کردیا جائے اور آئندہ اگر آپ لوگوں کو پھر مناظرہ کی خواہش ہو تو ضلع اعظم گڑھ کے مجسٹریٹ صاحب سے اجازت لے کر مناظرہ کیجیے۔

شیرِ رضا مولانا حشمت علی خاں

مولوی منظور صاحب! افسوس اس وقت نائب تھانہ دار صاحب نے آپ کی جان بچالی۔ ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ ان مباحث میں آپ کا سارا مصالحہ ختم ہوچکا ہے۔ اگر ایک گھنٹہ اور گفتگو جاری رہتی، تو بعون العزیز المقتدر خود آپ کے منہ سے اقرار کرادیتا کہ طواغیت اربعۂ دیوبندیت (چار دیوبندی جھنڈے یعنی سردار) نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی قطعاً یقیناً کافر ومرتد ہیں۔ ایسے کہ ان کے کفر وارتداد میں شک کرنے والا بھی کافر مرتد ہے۔ لیکن افسوس کہ نائب تھانہ دار صاحب نے اس سلسلے ہی کو منقطع کردیا اور آپ کی بے کسی و عاجزی پر رحم کھا کر مناظرہ بند کرادیا۔

خون اس پر اس ہماری حسرت دیدار کا ÷ بند جس نے کردیا روزن تری دیوار کا

خیراب میں پھر پُر زور الفاظ میں آپ کو اور آپ کے ان پشت سوار ڈیڑھ سو دیوبندی وغیر مقلد مولویوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر اب بھی اکابر ملت دیوبندیہ نانوتوی وگنگوہی وانبیٹھوی وتھانوی کے کافر مرتد ہونے میں یا ان چاروں میں کسی کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد اس کے کافر مرتد ہونے میں شک کرنے والے وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے کافر ومرتد ہونے میں کچھ بھی شک، ذرا سا بھی شبہ ہو، تو آپ لوگ خود مئو میں مناظرے کی اجازت ضلع مجسٹریٹ صاحب سے حاصل کرکے مجھ کو مطلع کیجیے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے گھر کے اندر گھُس کر، آپ کی چھاتی پر چڑھ کر مونگ دلوں گا (آتش غیرت سے جلاؤں گا) اور وہیں پہنچ کر آپ کی ہوس پوری طرح مٹا دوں گا۔

وہابی مولوی عبداللطیف مئوی

(اپنے گروہ کے حیاسوز فرار اور شرمناک عجز پر پردہ ڈالتے ہوئے، کانپتے ہوئے، بانسوں اُچھلتے ہوئے، کلیجے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر) ہم بڑی خوشی سے اس کے لیے تیار ہیں۔ مئو کے مولوی احمد علی صاحب جو آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں میرے ساتھ اعظم گڑھ چلیں۔ میں اپنے موٹر پر لے چلوں گا۔ ہم دونوں مل کر مجسٹریٹ ضلع سے اجازت حاصل کریں۔

سنّی مولوی احمد علی صاحب

میں ایک ضعیف اور کمزور آدمی ہوں۔ آنکھوں سے بھی معذور ہوں۔ مجھے اس کام میں شامل کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ اس مناظرے کے بانی آپ لوگ ہیں۔ محرک آپ لوگ ہیں۔ دعوتِ مناظرہ بھی آپ ہی لوگوں نے دی ہے۔ منتظم بھی آپ ہی لوگ ہیں۔ مئو کا مناظرہ بھی اسی مناظرہ کا تتمہ (بقیّہ) اور تکملہ ہوگا۔ لہٰذا اس کی اجازت بھی جس طرح ہو سکے، آپ ہی لوگ حاصل کریں۔

وہابی مولوی عبداللطیف

آپ اپنے کو کمزور اور ضعیف بتلا رہے ہیں۔ حالانکہ اس عمر اور اس حالت میں بھی ڈنڈا لے کر اپنے مذہب کی تبلیغ کے واسطے آپ چار چار کوس چلے جاتے ہیں۔

سنّی مولوی احمد علی صاحب

مذہبی تبلیغ ہرگز کوئی جرم نہیں۔ اس سے بڑھ کر خوش نصیب کون؟ جس کی ساری عمر تبلیغ حق میں صرف ہو۔ لیکن یہ بات آپ نے بالکل جھوٹ کہی کہ میں ڈنڈا لے کر چار چار کوس تک اپنے مذہب کی تبلیغ کے واسطے چلا جاتا ہوں۔ اگر اس کو آپ ثابت کردیں، تو میں آپ کی تکذیب سے توبہ کرتا ہوں، ورنہ آپ جھوٹ بولنے سے توبہ کرلیجیے۔ البتہ آپ ہی لوگ ہیں اور یہ غیر مقلد مولوی لوگ جو اس وقت آپ کے ساتھ ایک ہی پلیٹ فارم پر آپ کے دست و بازو بنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جنھوں نے مئو میں اور ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں گاؤں میں فتنہ وفساد برپا کر رکھا ہے۔ تمام فسادات کے مبدأ ومنتہی (شروع کرنے والے) آپ ہی لوگ ہیں۔

اس بات کو سن کر مولوی عبداللطیف خاموش ہوگئے اور مولوی حبیب الرحمٰن ومولوی ایوب وغیرہ مئو کے دیوبندی مولویوں نے اس بات کو منظور کرلیا کہ مجسٹریٹ ضلع سے اجازتِ مناظرہ حاصل کرنا، ہمارا ہی کام ہے اور اسی گفتگو پر جلسہ ختم ہوا۔ "**سنیوں کا بول بالا ÷ دیوبندیوں کا منھ کالا ہوا**"۔ بچّے بچّے نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دیوبندی دھرم سراپا کفر و باطل ہے۔ مجمع میں جو ہندو لوگ موجود تھے، انہوں نے بھی صاف طور پر کہہ دیا کہ آج ہم کو معلوم ہوا کہ جیسے ہمارے یہاں آریہ دیانندی ہیں، اسی طرح مسلمانوں میں کے دیوبندی ہیں۔

اب تک شیر بیشہ سنت منتظر ہیں مگر مئو کے دیوبندیوں نے اپنا وعدہ وفا نہ کیا۔ کیا کسی دیوبندی میں کچھ دم ہے، کسی وہابی کے خون میں کچھ حرارت ہے، مادر دیوبندیت کے کسی

فرزند کو کچھ عبرت ہے کہ مئو کے دیوبندیوں سے ان کے اس وعدہ کو پورا کرا کے اپنی حیاداری کا ثبوت دے۔ ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ کوئی دیوبندی اس کے لیے تیار نہیں ہوسکتا۔ ارے اٹھو جواب دو، تم میں کوئی زندہ ہے؟ گورستان وہابیت میں سناٹا ہے ؎

کچھ ایسا سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے۔

مناظرہ کے حالات دیکھ کر مسلمانان ادری وہابیہ سے سخت متنفر ہوئے اور انہوں نے مولوی محمد امین پیش امام جامع مسجد کو جو کہ فاضل دیوبند تھا، امامت سے علیحدہ کر دیا اور کہا کہ تمہارا کفر ثابت ہو چکا۔ تو ہم تمہیں ہرگز امام نہ بنائیں گے۔ ہرگز تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے۔

ایک دیوبندی فاضل کی توبہ

پیش امام نے ''ادری'' اور'' خالص پور'' گاؤں کے باشندوں کے سامنے توبہ کی کہ میں ایسے عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں۔ تحریری توبہ نامہ لکھ کر سنیوں کو دے دیا۔ وہابیوں کے امام جامع مسجد کو توبہ کرنی پڑی۔ توبہ نامہ لکھ کر دے دیا۔ وہابی خود اپنے مناظر سے متنفر ہو گئے۔ مناظرہ کا انجام وہابیہ کی ذلت وخواری ہوئی۔ ہر شخص ان سے نفرت، ان پر ملامت کرتا تھا۔ ہندو تک کہنے لگے کہ وہابی بُری طرح ہارے۔ بعد توبہ کرنے امام موصوف کے دیوبندیہ کے گروہ کے چند سر برآوردہ نے امام موصوف سے جملہ اخراجات مناظرہ جو صرف ہوئے تھے، اس کا مطالبہ کیا۔ کہ تم نے وہابیت سے کیوں توبہ کی؟ لہٰذا ایک سو روپیہ جو مناظر وہابیہ کو فیس دیا ہے اور دو سو چھتیس روپیہ، سوا دس آنے، دے دو۔

اس دباؤ میں نو مسلم امام کا رُخ پلٹا اور اس کو وہابیہ دیوبندیہ کی خوشامد کرنی پڑی۔ وہابیہ نے یہ کہا کہ اس مناظرہ کا جو افسوسناک انجام ہوا تھا، وہی مدتوں کے لیے صدمۂ جانکاہ

تھا۔ تم نے توبہ کر کے زخم پر اور نمک پاشی کی اور دنیا کو یہ دکھا دیا کہ مناظرہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ دیوبند کے فاضل بھی اپنے اکابر کا اور اپنا کفر تسلیم کر گئے اور مجمع عام میں توبہ کی۔ اب تمہیں اس بار سے اس شرط پر سبکدوش کیا جا سکتا ہے کہ واقعات مناظرہ کے متعلق جو کچھ مضمون ہم لکھ دیں اس کو تم اپنے نام سے چھپوا دو۔ امام بے چارہ مجبور تھا۔ روپیہ نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے یہ منظور کر لیا اور وہابیہ نے ایک سرتا پا غلط اشتہار لکھ کر اس کے نام سے شائع کرا دیا۔

اس واقعہ سے اس کی اور ہوا خیزی ہوئی اور آج ادری اور اس کے نواح میں وہابی گروہ کو کمال حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ مولوی منظور سنبھلی تو پولیس کی پناہ لے کر بھاگے۔ وہابیہ نے ہر چند چاہا کہ ایک روز ٹھہر جائیں مگر کسی طرح نہ ٹھہرے۔ سنیوں کی طرف سے فتح کے شاندار جلسے ہوئے اور تیرہ روز تک اس نواح میں **حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا ابوالفتح حافظ محمد حشمت علی خاں صاحب** مدظلہٗ کی زبردست تقریریں ہوتی رہیں۔ بہ کثرت لوگ وہابیت سے تائب ہوئے۔ سنیت کا عَلَم بلند ہوا اور وہابیت ذلیل ورسوا ہوئی۔ دیوبندیت کی دھجیاں اُڑ گئیں۔ وللہ الحمد

دیوبندیہ وہابیہ کی بے حیائی حد سے گزر گئی

کہ ایک ایسی شرمناک شکست اور ایسی ذلت وخواری اور اتنی بڑی رُسوائی کے بعد انہوں نے اپنی فتح کا اشتہار شائع کر دیا اور ذرا خیال نہ کیا کہ ادری اور اس کے نواح کے ہزارہا مخلوق اس جھوٹے اشتہار کو دیکھیں گے، تو کس قدر ملامت کریں گے۔ اس اشتہار میں ایسی ایسی غلط بیانیوں سے کام لیا ہے، جن کو دیکھ کر دیکھنے والے وہابیہ کے دین کے بطلان اور اُن

کے بیانات کے کذب پر یقین کرلیں۔ وہابیو ہمیشہ دنیا میں نہ رہو گے۔ جھوٹی کاغذ کی ناؤ تمہیں پار نہ لگادے گی۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ تمہیں نہ کبھی مناظرہ میں کامیابی نصیب ہوئی ہے، نہ تمہارے کسی بڑے میں علمائے اہل سنت کے سامنے آنے کی جرأت ہے۔ کب تک تم دنیا کو اپنی بے چارگی کے تماشے دکھاؤ گے؟ یا سچی توبہ کرو یا گھر میں خاموش بیٹھو۔ میدان مناظرہ میں آنا تمہارا کام نہیں ہے۔ **''حلوا خوردن راروئے باید''** یعنی **''حلوا کھانے کے لئے منہ چاہیئے''**۔ یہ مثل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عزت کے لیے لیاقت ضروری ہے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمین والصلاة والسلام علی سیدالمرسلین واٰله واصحابه وابنه الغوث الاعظم واحزابه وسراج امته الامام الاعظم واحبابه وعلی مجدد ملته وامام اهلسنته العالم بشریعته وکتابه وعلینا وعلی جمیع اهل سنته وجماعة المتادبین بتعظیمه واٰدابه اجمعین.

فقیر۔ابوالطاہر محمد طیب قادری برکاتی نوری داناپوری غفرلہ ذنبہ المعنوی والصوری

ڈیڑھ سو سوالات قاہرہ

اس مناظرہ میں بحمدہٖ تعالیٰ وہابیہ دیوبندیہ پر ڈیڑھ سو سے زائد سوالات قاہرہ و مطالبات باہرہ نازل ہوئے اور الحمد للہ کہ لاجواب رہے اور باوجود اس کے کہ مولوی منظور سنبھلی کی حمایت کے لیے ان کی پشت پر ڈیڑھ سو وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے مولوی صاحبان سوار تھے۔ جن میں مشہورین کے نام یہ ہیں۔ (۱) مولوی محمد شفیع گوپا گنجی (۲) مولوی احمد غیر مقلد مئوی (۳) مولوی اسرائیل ساکن گھوسی، (۴) مولوی عبداللطیف مئوی (۵) مولوی حبیب الرحمٰن مئوی (۶) مولوی منیرالدین (۷) مولوی محمد صدیق (۸)

مولوی محمد (۹) مولوی سعداللہ (۱۰) مولوی عبدالصمد گوپا گنجی (۱۱) مولوی عبدالرشید (۱۲) مولوی محمد آمین ادری (۱۳) مولوی عبدالجبار (۱۴) مولوی عبداللہ غیر مقلد (۱۵) مولوی تقی (۱۶) مولوی محمد زماں (۱۷) مولوی بدیع الزماں (۱۸) مولوی یار محمد (۱۹) مولوی یار محمد گھوسی (۲۰) مولوی حنیف گھوسی (۲۱) مولوی محمد بشیر خان ادری۔

تو یہ شکست مبین صرف مولوی منظور سنبھلی کی نہیں بلکہ ان تمام وہابی دیوبندی وغیر مقلد مولویوں کی ہے اور اب ان میں سے کسی مولوی کو مسلمانان اہل سنت کے مقابل ایک حرف بولنے کا حق نہیں۔ جب تک ان تمام ایرادات قاہرہ (زبردست عیب جوئی) و اعتراضات باہرہ کا جواب نہ دی لیں اور بعونہ تعالیٰ وبعونہ حبیبہ علیہ الصلاۃ والسلام ان سوالات واعتراضات ومطالبات وایرادات کا جواب دینا محال وناممکن ہے وللہ الحمد۔

شکریہ:

سب سے زائد اس مناظرے کے ناظرین کی طرف سے دلی شکریہ کے مستحق حامی سنت، ماحی بدعت، حضرت **مولانا حکیم مطیع الرضا محمد شمس الہدیٰ** صاحب اعظمی رضوی دام مجدہم العالی ہیں۔ جو عین وقت پر مناظرہ گاہ میں حضرت سیدی صدرالشریعہ، مصنف بہار شریعت، مولانا مولوی حاجی **مفتی شاہ محمد امجد علی** صاحب قبلہ دام ظلہم الاقدس کا تمام وکمال پورا کتب خانہ گھوسی سے اٹھوا کر لے آئے۔ جس سے کتابوں کا حوالہ دینے میں بہت آسانی ہوگئی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

- ہمارے محترم مہربان جناب محمد سلیمان خان صاحب قادری چشتی اشرفی زید مجدہم کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، جو اپنے اکھاڑے کے جملہ شاگردوں کو لے کر میدان مناظرہ میں تشریف لے آئے اور انتظام جلسہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور یہ انہیں کی مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہوا کہ باوجود وہابیہ دیوبندیہ کی انتہائی اشتعال انگیزیوں، دل آزاریوں، شرارتوں، بدمعاشیوں کے جلسے کے امن وامان میں فرق نہیں پڑ سکا۔ وللہ الحمد۔

- ان حضرات حامیان دین وملت نائبان سرکار رسالت، علمائے اہلسنت کی خدمات عالیہ میں بھی تحفۂ تشکر وامتنان پیش کرنا بھی واجب ہے، جو تکلیف سفر گوارا فرما کر، میدان مناظرہ میں تشریف لائے اور نشستگاہ علمائے اہلسنت کو اپنے جلوس میمنت مانوس سے مشرف فرمایا اور مذہب اہلسنت کی سطوت وشوکت کے باعث بنے۔ مثلاً حضرت ⊙ مولانا مولوی حکیم مطیع الرضا محمد شمس الہدیٰ صاحب ⊙ حضرت مولانا مولوی فاضل نوجوان محمد یحییٰ صاحب ⊙ حضرت مولانا مولوی علیم اللہ خان صاحب ساکن فتح پور تال نرجا ⊙ حضرت مولانا محمد سعید خان صاحب ساکن فتح پور تال نرجا ⊙ حضرت مولانا مولوی قاری محمد شفیع صاحب مبارکپوری ⊙ حضرت مولانا مولوی حکیم محمد عبدالسلام صاحب قادری چشتی اشرفی ساکن ادری (دامت محامدہم وبرکاتہم ومحاسنہم) اللہ عزوجل اپنے حبیب اجمل علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام الاکمل ان حضرات علمائے کرام کو بخیریت وفتح ونصرت مسلمانانِ اہل سنت کے سروں پر سایہ گستر رکھے اوران کے فیوض وبرکات سے سُنی بھائیوں کو مستفید ومستفیض فرماتا رہے آمین۔
- ساتھ ہی مکرمی جناب عبدالرشید خان صاحب ومحترمی جناب غلام رسول خان صاحب دام مجدہما کا شکریہ ادا کرنا بھی اس مناظرہ کے ناظرین پر لازم ہے۔ جنھوں نے اپنے نورالعین جناب فاضل نوجوان مولانا عبدالاحد خان صاحب سلمہم الواہب کی تکمیل تحصیل علم کی خوشی میں جلسہ منعقد فرمایا اور حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہم العالی وحضرت شیر بیشۂ سنت دام مجدہم العالی کو دعوت دی اور ہزارہا مسلمانوں کو فیصلۂ حق وباطل دیکھنے کا موقع دیا۔

(فَبَارَکَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِیْ دِیْنِھِمْ وَدُنْیَاھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ وَاَوْلَادِھِمْ وَاِیْمَانِھِمْ۔ آمین)

منکرین علم غیب کے مونھوں میں قہر الٰہی کا پتھر

مناظر وہابیہ مولوی منظور سنبھلی اوران کے حامیوں نے **"یا پولیس المدد"** کے وظیفے پڑھ کر مناظرہ بند کردیا۔ پھر بھی ان تقریرات فریقین کو دیکھ کر ہر انصاف والا نتیجہ برآمد کرسکتا ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟ کاش اگر مولوی منظور سنبھلی اکابر دیوبندیہ ونانوتوی وگنگوہی وانبیٹھوی وتھانوی کا کفر وارتداد قبول کرکے، باضابطہ مسئلہ علم ماکان ومایکون کی بحث پر آجاتے، تو **حضور شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب** نے اس مسئلہ مبارکہ پر قرآن عظیم واحادیث رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم وعلمائے دین قاسم کے ارشادات عالیہ سے ایک ہزار دلائل قاطعہ وبراہین قاہرہ پیش کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ خیر ۔

اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے ÷ دل کو بھی آرام ہوہی جائے گا

اب جس وقت مولوی منظور سنبھلی کی کتاب **"بوارق الغیب"** شائع ہوکر وصول ہوگی، اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاء رسولہ ﷺ اس کا قاہر ردتحریر فرمائیں گے۔ اس میں منظوری خرافات وہزلیات کا دنداں شکن مکمل جواب ہوگا اور مسئلہ علم ماکان ومایکون پر ایک ہزار دلائل کا ظہور بےحجاب، مثل آفتاب عالمتاب، بعون اللہ الوہاب۔

یہاں حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب کے افادات مبارکہ میں سے صرف ایک حجت قطعیہ پیش کرتا ہوں۔ وہابیو، دیوبندیو، سنو اور سن کر سُن ہوجاؤ، ورنہ عظمت ووسعت **علم مصطفیٰ** ﷺ پر ایمان لاؤ۔ **اللہ عزوجل توفیق** بخشے آمین۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ملفوظات **"مجالس الحکمۃ"**، مطبوعۂ امداد المطابع، تھانہ بھون، کے صفحہ: ۱۵۱ پر فرماتے ہیں کہ "**اب ہم** (وہابیۂ دیوبندیہ) **میں اور ان** (بریلی والوں) **میں خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ وہ واقع ہوا یانہیں؟ یعنی یہ کہ "اِلٰی مَایَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ. وَاَھْلُ**

النَّارِ النَّارَ'' کا علم حضور کو دیا گیا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے۔ مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ابتدائے آفرینش عالم سے اس وقت تک کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں۔ ذرے ذرے قطرے قطرے پتے پتے ریزے ریزے کا تفصیلی محیط علم غیب عطا ہونا ممکن ہے اور مولوی صاحب نانوتوی بانی مدرسۂ دیوبند اپنی ''تحذیر الناس'' مطبوع خیر خواہ سرکار پریس، سہارن پور کے صفحہ:۴۰ پر لکھتے ہیں ''**جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہولیا تو پھر سلسلۂ عمل کیا چلے۔**'' اس عبارت سے ثابت ہوا کہ جس قدر علم بشر کے لئے ممکن ہے، وہ سب حضور اقدس ﷺ پر ختم ہوگیا۔ تو اب ایک قیاس افزائی حاصل ہوا۔ ''صغریٰ'' جملہ ما کان وما یکون کا تفصیلی محیط علم غیب عطا کیا جانا ممکن ہے۔ ''کبریٰ'' جس قدر علم بشر کے لئے ممکن ہے، وہ سب حضور انور ﷺ پر ختم ہوگیا یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مکمل حاصل ہوگیا۔ ''**صغریٰ**'' تھانوی جی کا مسلمہ ہے۔ ''**کبریٰ**'' نانوتوی جی کا مقبولہ ہے۔ تو کیا کسی وہابی دیوبندی کو نتیجہ سے انکار کی ہمت ہوسکتی ہے؟

والحمدلله علی ماا تم الحجة واوضح المحجة.

تنبیہ نبیہ:

اس مناظرہ میں حضرت استاذ محترم شیر بیشۂ سنت نصرہم اللہ تعالیٰ دائما علی جمیع اعداء الاسلام کی تقریراتِ مبارکہ کا جواب جب کسی وہابی دیوبندی سے ممکن نہ ہوگا اور ہرگز ہرگز انشاء اللہ المستعان ممکن نہ ہوگا۔ تو جاہلوں دام افتادوں پر یوں اندھیری ڈالیں گے کہ ہم ان بیانوں کا جواب ہی کیا دیں۔ ان میں تو گالیاں ہی بھری ہیں۔ حالانکہ تکذیب **رب العالمین** و تنقیص شانِ **حضور سید المرسلین** صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین وانکار ضروریاتِ دین کے سبب وہابیۂ دیوبندیہ اوران کے کفریاتِ قطعیہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھنے والے وہابیۂ غیر مقلدین سب کے سب کفار مرتدین ہیں اور بحکم شریعت مطہرہ

مرتد کسی ملاطفت (عنایت) وملائمت (نرمی) ومرافقت (باہمی میل جول) کا ہرگز اہل نہیں۔ باوجود اس کے حضرت شیر بیشۂ سنت و دیگر علمائے اہل سنت کی تقریرات مبارکہ وتحریرات مقدسہ میں سبیلِ رب عزوجل کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت بھی ہے۔ موعظت حسنہ یہی ہے۔ مجادلۂ احسن یہی ہے۔ پھر بھی اگر بعض مواقع پر ''**وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ**'' کے جلوے اور ''**وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً**'' کی تجلیاں نظر آئیں، تو ان کو ہرگز گالیاں نہ سمجھا جائے بلکہ نصیحت وموعظت کے اصول پر کہیں درشتی ہے، کہیں نرمی۔

''درشتی ونرمی بہم در بہ ست ÷ چو فاصد کہ جراح ومرہم نہ ست''

وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کی خدمات میں مخلصانہ گزارش ہے کہ ہمیں اور جملہ مسلمانانِ اہل سنت کو ان کے ساتھ دنیوی عداوت اور نفسانی خصومت نہیں۔ اگر آج آپ لوگ اسلام کی مخالفت، اللہ ورسول جل جلالہٗ و ﷺ کی عداوت واہانت سے سچی توبہ کرکے بتوفیق تعالیٰ اسلام لے آئیں، تو ابھی ہم اہلسنت آپ صاحبوں کو ملانے اپنے گلے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ آپ حضرات بنگاہِ انصاف اس روداد مباحثہ اہلسنت و وہابیہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ خلوت میں پڑھیں، جلوت میں سُنائیں اور تقریرات فریقین کو محکِ حقانیت (حقانیت کی کسوٹی) پر آزمائیں اور دیکھیں کہ مناظر وہابیہ مولوی منظور سنبھلی نے اس مناظرہ میں کیسی کیسی چھچھلیاں کھیلیں، فرار کے لئے کیسی کیسی گلیاں ڈھونڈھیں، خلطِ مبحث کی کیسی کیسی ناپاک تدابیر اختیار کیں، مگر حضرت شیر بیشۂ سنت **مولانا حشمت علی خاں** صاحب نے ان کی ہر ایک گلی بند کردی۔ ہر ایک ضمنی اعتراض کا بھی جواب دیا۔ پھر بھی اصل مبحث سے نہ ہٹے۔ نہ مولوی سنبھلی کا پیچھا چھوڑا اور بفضلہٖ تعالیٰ سنیت کا بول بالا اور دیوبندیت کا منھ کالا کردیا۔

''وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ''

(پارہ:۲۷، سورۃ الحدید، آیت نمبر:۲۱)

ترجمہ: ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے'' (کنز الایمان)